Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

नाशाद

ناشاد

ہم اپنا قصہ سنہ ۱۶۳۹ء سے شروع کرتے ہین - اور اپنے پیارے ناظرین کو شہنشاہ شاہجہان صاحبقران کا زمانہ یاد دلاتے ہین - جس کی جہانداری کی خوبیون کے بارے مین ایک انگریز مورخ لکھتا ہے کہ یہ شہنشاہ سلطنت پر حکمرانی نہین بلکہ خدائی کرتا تھا -

ہندوستان کے چار بڑے صوبے جن مین اسنے ہندوستان کو تقسیم کردیا تھا امن کی حالت مین تھے -

جس سنہ کا ہمنے ذکر کیا ہے اسمین اسکا منجھلا لڑکا شاہ شجاع صوبۂ بنگال بہار اور اوڑیسہ کا گورنر مقرر ہوا ہے اور چونکہ اسکے پیشتر بھی یہ یہان کا صوبہ دار رہچکا ہے - اسنے صنعت وحرفت کو بہت کچھ ترقی دی ہے لیکن چند ملکی لحاظ سے شہنشاہ نے اُسے کچھ دنون کے لیے کابل کا فرمانروا بناکر بھیجدیا اور موجودہ گورنر کے ایام حکومت مین جب بنگال کا سا زرخیز صوبہ خراب ہونے لگا تو شہنشاہ نے اسی کو پھر بلایا - شروع ہی مین اس نے بہت قابلیت ظاہر کی تھی نہ کہ اب تو اسکی تجربہ کاری کی حالت ہے اس نے اُن شاہی عمارتون کی جو خراب ہوگئی تھین از سر نو ترتیب دی اور ملکی محاصل کو بہت کچھ ترقی دی صنعت وحرفت اوج پر ہوئی اور ملک کے ہر شخص کے دل مین اُس کی محبت نے جگہ کرلی - شاہ شجاع بہت ہی ٹھیک وقت پر اور سب سے زیادہ روپیہ خزانۂ شاہی مین بھیجتا تھا -

اب صوبۂ دکھن کی طرف آئیے وہان اسکا تیسرا لڑکا محی[illegible] لوگون مین شہنشاہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر کا لقب اختیا[illegible]

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by ... d Sarayu Trust.

اپنی چالون سے وہ سلطنتین کمزور کردین جنسے کسی شورش کا خیال ہو سکتا تھا گولکنڈہ فتح ہو چکا ہے یا فتح کے برابر ہے اور یہان کا بیش بہا موتی یعنے میر جملہ جو اعلیٰ درجہ کا مدبر اور تجربہ کار سپہ سالار ہے وہ اس کی خدمت مین ہے۔ محی الدین اسے اپنا قوت بازو سمجھتا ہے اور کوئی معاملات اس سے پوشیدہ نہین رکھے جاتے۔ گجرات کے صوبہ مین سب سے چھوٹا فرزند مراد حکمران ہے۔ یہان کی حالت بھی کچھ بُری نہین ہے اب رہ گئے وہ درمیانی صوبے جن کا تعلق دہلی سے ہے۔ یہان کی حالت تو پوچھنی بھی نہ چاہیے۔ اس کا انتظام خود ظل الٰہی کے دست اقدس مین ہے اور بڑا فرزند دارا ولیعہد اور مددگار سلطنت ہے۔ اس نے اکبر اعظم کی پالیسی کی تقلید کی ہے اور عام ہندو مسلمان اس سے خوش ہین۔ علی الخصوص ہندو راجہ تو گویا اسکے بندۂ بے دام ہو رہے ہین۔

اس امن کی حالت مین ہمارے ناول کے ناظرین ملاحظہ فرمائین گے کہ واقعات کیا رنگ بدلتے ہین اور انقلاب کیسا اثر پیدا کرتا ہے آپس کی پھوٹ اور نااتفاقیان کیا نتیجہ دکھلاتی ہین اور علی الخصوص ایک حرمان نصیب کی کیفیت تو ہمارے مہربانون کے دل بیچین کر دیگی۔ اور عبرت کی نگاہون سے نتیجہ پر غور فرمائین گے۔

پہلا باب (۱)

کوندنا برق تجلی کا یہ کہتا ہے کلیم
کوئی بیچین ہے پردے سے نکلنے کے لیے

اب ہم پھر اپنے ناظرین کو بنگال کی طرف لیے چلتے ہین اور یہ کہے [illegible] کہ نئے صوبہ دار کی خوشی مین ہر طرف جشن ہو رہا ہے جسکی وجہ [illegible] ائش ہے۔ امیر وغریب سب حکومت کی نگاہ مین یکسان ہین [illegible] ت اور رعب مین دہلی سے کچھ کم نہین ہے ہم

CC-0. I...

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

صبح کے وقت سے اپنا قصہ شروع کرتے ہین۔ اسوقت شہر پناہ سے نکلتے ہوے ہمکو بہت سے سوار معلوم ہورہے ہین۔ ایک بہت ہی نفیس گاڑی بھی کھڑی ہے جسکے اندر سنہری مخمل منڈھی ہی۔ ایک ریشمی چادر اسپر پڑی ہی اور شاہوار موتی ٹکے ہین۔ دو سنگی بیش قیمت اور دور کا یہ گھوڑے جتے ہین اور سائیس زردوزی وردی پہنے اور ہاتھ مین ریشمی راس لیے بیٹھا ہی۔ یہ گاڑی ویسی تو نہین ہی جیسی کہ اس زمانہ مین ہوتی ہی لیکن تاہم اس زمانہ کی حیثیت سے بہت ہی خوبصورت ہی اور آپ اس سے تصور فرما سکتے ہین کہ بنگال کے شاہی دماغ والے صوبہ دار اور شہنشاہ دہلی کے فرزند کی جو پسند ہو وہ کیسی ہوگی۔ گھوڑے جس ساز و یراق سے آراستہ ہین اسکی قیمت کا اندازہ بہت مشکل ہی کیونکہ اورنگزیب کے معمولی سوار کی جب یہ وضع تھی کہ اسکے گھوڑے پر مرصع زین لگے ہین موتیون کے مالے عمدہ جھالرین پڑی رہتی تھین۔ اور دم سراگاے کے بالون کی لگائی جاتی تھی تو شاہی آرائش کی چیز تو اس سے کہین زیادہ ہوگی زرق و برق وردیان پہنے ہوے سوار سڑک کے دونون طرف کھڑے ہین اور نکلتے ہوے آفتاب کی کرنین انکی قیمتی پوشاک پر اس شان سے لوٹ رہی ہین۔ کہ علاوہ نیچرل سین کے یہ بھی ایک دیکھنے کے لائق تماشہ ہے چمکتے ہوے ہتھیار گھوڑون کی بیقراری سوارون کا اشتیاق یہ سب باتین ایک عجیب طرح کا عالم پیدا کر رہی ہین۔ جن پر ایک تو شاہی اقبال اور دوسرے آفتاب کی چمک سے آنکھ نہین ٹھہرتی۔

سوارون کے چہرون سے وہ خوشی پیدا ہے جو ہم قوم اور رعایا پرور بادشاہ کے ہونے سے حاصل ہوتی ہے کوئی فکر نہین ہے اپنے فرض کو ادا کرتے اور بادشاہ پر جان نثاری کو اپنا سب سے بڑا کام سمجھتے ہین۔ انکے چہرون سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی ک[illegible] انتظار مین ہین کیونکہ یہ سامان جو ان سب کے ساتھ ہے [illegible] اکثر لوگون کہ جسکے واسطے یہ لایا گیا ہے وہ معمولی شخص [illegible]

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

باڈی گارڈ ہین۔ سڑک پر بڑا اژدحام ہے اور سب کے سب منتظر ہین۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ نقیبون کی آواز آنا شروع ہوئی اس کے بعد نشان لہراتے ہوے دکھائی دیے جو شاید کسی امنگ بھری ہوئی طبیعت کا پتہ دے رہے تھے شاہانہ جلوس کے گذرنے کے بعد ایک بہت ہی قوی اور خوبصورت مشکی گھوڑے پر ایک نوجوان شاہزادہ کو بہت ہی شان سے بیٹھے ہوے دیکھا اور یہ معلوم ہوا کہ یہ محی الدین کا بیٹا محمد ہے جو بنگال مین اپنے چچا سے ملاقات کرنے آیا ہے دو سوار بہ نسبت اورون کے زیادہ شان دار پوشاکین پہنے اور شاہزادے کے گھوڑے سے گھوڑے ملاے ہوے آرہے ہین اور ان کے سن بھی برابر ہی برابر ہین۔ یہ شاہزادے کے بچپنے کے رفیق مرزا غیاث اور مرزا اشرف ہین۔ یہی کوئی سترہ اٹھارہ برس کا سن ہے۔ مگر بلا کا حسن ہے چہرے سے اقبال مندی برس رہی ہے بڑی اور خوبصورت آنکھون مین ایسی چمک ہے کہ آنکھ نہین ملائی جاتی قد اوسط ہے بھوین گھنی گھنی اور کنپٹی کے گوشے کی طرف کسی قدر جوڑی ہین۔ پیشانی یہ معلوم ہوتا ہے کہ پرکار سے ناپ کر بنائی گئی ہے۔ کیونکہ قیافہ کی رو سے جتنے عقلمندی کے خانے سر مین ہین اگر ان پر غور بھی نہ کرے تو پہلی نگاہ مین دیکھ کر انسان بتلا دیگا کہ ضرور یہ بڑا عقلمند ہے ناک بہت ہی سبک ہے۔ اور پتلے پتلے ہونٹون پر ہنسی ہے کہ گویا چلی ہی آتی ہے سبزہ آغاز ہے اور صحت بھی اچھی ہے مسکراہٹ کے ساتھ اس کی نگاہین ان کل آدمیون اور چیزون کو دیکھ لیتی ہین جو اسکے سامنے ہین غور کے ساتھ اس کے چہرے پر خوشی اپنا رنگ جما لیتی ہے۔ اس کا ہر چیز کو ایک خاص انداز سے دیکھنا یہ بتلا رہا ہے کہ وہ کسی چیز پر سمجھے بوجھے راے نہین قائم کرتا۔ اگر کوئی اس کے رعب ... خیال نہ کرے اور اس سے ہمکلام ہو تو اُسے ... احب اقتدار شخص مین غرور نے کہین

CC-0. In P

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ذراسی بھی جگہ نہین پائی ہے۔ بات کرنے کے ایسے پیارے انداز ہین۔کہ پہرون سنتا ہی رہے۔ باریک اور سیاہ بال اسوقت کچھ تو صبح کی ہوا اور کچھ راستے کی تکان سے چہرے پر لہرا رہے ہین سرخ وسفید رنگت مین سیاہی جھلکی جاتی ہے۔ اسوقت اسکی معشوق فریب صورت دیکھ کر ہر طرف سے "مبارک باد اور خدا نظر بد سے بچاے" کا شور سنائی دینے لگا۔ جسکا جواب محمد نے مسکرا کر دیا۔ اتنے بڑے مجمع مین اس کی شاندار تصویر دیکھ کر کوئی ایسا نہ تھا جس کے چہرے کے تبسم نے دلی خوشی کا اظہار نہ کیا ہو۔

شہر پناہ کے پھاٹک پر پہونچتے ہی یہ نوجوان شاہزادہ اس گاڑی مین سوار ہوا سوارون کی سلامی ہوئی اور اسکے بعد یہ سب شہر مین داخل ہوے۔ جس راستے سے یہ جا رہا تھا وہان بالکل مخملی فرش تھا لوگ زرق برق پوشاکین پہنے کھڑے تھے اور اسکی ترقی عمر کی دعائین دیتے جاتے تھے اور یہ بھی مسکرا مسکرا کر جواب دیتا تھا جس سے انکے دلون مین اور بھی محبت پیدا ہوتی تھی مگر لو اب وہ محل آگیا جو لب گنگ واقع ہے اور دریا کا صاف اور سنہرا پانی اپنی مستانہ روش سے خدا جانے کیون اس کے بوسے لے رہا ہے بڑے بڑے مطلا پھاٹک پر جہان دو پٹھان تلوارین لیے ہوے کھڑے ہین۔ گاڑی روکی گئی یہان ایک پرتکلف تامدان پر ہمارا دوست سوار ہوا اور بسم اللہ کی آواز کے ساتھ کہار آہستہ آہستہ چلے۔ سلگتے ہوے مشک اور عنبر نے ہر شخص کے دماغ کو معطر کر دیا۔ اب یہ ایک اعلیٰ درجہ کے باغ مین ہی جسکو بنگال کی زرخیز زمین نے قابل دید بنا دیا ہے اور دوسرے شاہ شجاع کی نزاکت پسند طبیعت نے اسے اور بھی زینت دی ہے ایسی خوبصورت اور صاف روشین ہین۔ جنکا دیکھ لینا تفریح ہے۔ خوشنما پھولون کے تختے اس حساب سے لگائے گئے ہین کہ علاوہ بھلے معلوم ہونے کے ملی ہوئی خوشبو غضب کا اثر پیدا کر رہی ہے۔ اس باغ کی خوبی اور باغبانون [illegible] لوگون کے علاوہ صبح کے منظر کا یہان پورا لط[illegible]

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

یہان دبے پانوں خدا جانے کیا اس کے کان مین کہہ جاتی ہے کہ مسکراہٹ کے ساتھ یہ گردن ایک طرف پھیرتا ہے اور کچھ سوچنے کے بعد محل کو بڑے اشتیاق سے دیکھتا ہے جسکی دلکش ساخت اسے بیساختہ اپنی طرف متوجہ کیے لیتی ہے۔

تو اب یہ محل کے پھاٹک مین داخل ہوا اور خواجہ سرا اسے لیے ہوے چلے۔ یہ مکان اس خوبی سے بنایا گیا ہے کہ اسکا ہر حصہ دریا کے سامنے ہی ہے بڑا صحن جس مین سنگ رخام اور سنگ مرمر کی پرچین کاری کی ہوئی ہے لاجورد کی گوٹ سے اور بھلا معلوم ہوتا ہے جو اسطرح تراشی گئی ہے کہ گویا مختلف قسم کا تختہ کھلا ہے۔ گنگا جمنی گملون مین دلکو فرحت دینے والے پھول ہین جو گلاب اور کیوڑے سے سینچے جاتے ہین۔

اسکے آگے ایک دالان ہے وہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہے یہان بہت ہی مکلف کوچ اور مرصع کرسیان رکھی ہین جسے اس وقت دنگل اور صندلی کہتے تھے بعد ہی وہ کمرہ ہے جہان سے دریا کی روانی بخوبی معلوم ہوتی ہے۔ اس گھاٹ پر خوبصورت کشتیان ہین۔ جن مین اکثر بیٹھکر صوبہ دار بہادر دریا کی سیر ملاحظہ فرماتے ہین۔ کمرہ بشکل مربع مستطیل ہے اس کل کو ایک خط مستقیم مان لیجیے اور اس سے دو خط مستقیم ایسے کھینچیے جس سے اس کی دونون جانب قائم الزوایہ بنجائین یہی دو کمرے ہین جو بڑے تکلف سے آراستہ ہین۔ وہ کمرہ جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا شاید اس مین بڑے مقدمات فیصل ہوتے ہین جنمین شاہ شجاع کو تکلیف کرنا پڑتی ہے کیونکہ شاہانہ تکلفات کے علاوہ ہم کو اسمین داخل ہوتے ہوے جو چیز دکھائی دیتی ہے وہ خوبصورت الماریون مین کاغذات ہین جو یا تو ملکی ہین اور یا فیصلہ جات کہے جا سکتے ہین۔ خواجہ سرا ہمارے دوست کو اب اس کمرے مین لایا اور [illegible] دیتے ہی ایک پردہ اٹھا اور دھماکے کی آواز کے [illegible] دروازہ دکھلائی دیا۔ یہ ایک سنگ مرمر کے

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

زینہ سے ملا تھا جسپر اب یہ چڑھ رہا ہے اور خواجہ سرا ادب سے ساتھ ساتھ ہے پوچھنے پر کچھ بتلاتا جاتا ہے۔ زینہ ختم ہونے کے بعد ایک وسیع چھت پر پہونچے میاں خواجہ سرا نے کچھ دیر توقف کیا اور شاہزادے نے یہ دیکھ لیا کہ ہر طرف خوشنما محل ہیں۔ یہ اب ایک اندھیرے مقام سے چلے اور بیس قدم کے بعد اسے معلوم ہوا کہ وہ ایک بہت ہی تنگ راستے سے گذر رہا ہے ایک مرصع قندیل ہیں کوئی چیز روشن ہے جسکی کرنیں اسکے گورے گورے رنگ پر پڑکر یہ بتلا رہی ہیں کہ ایسی گستاخ روشنی کسی معمولی چیز کی نہیں ہو سکتی۔ اسلئیے تعجب ہوا جب اس راہ کے ختم ہونے پر اسنے اپنے کو ایک پر تکلف کمرے میں پایا جسکی نفیس آرائشیں ایسی تھیں جو اسنے دکھن میں بھی نہ دیکھی تھیں کمرے کے دروازے پر دو مہیب شیر تھے جسے دیکھکر ایک لحظہ تو یہ خاموش رہا مگر خواجہ سرا کے کہنے پر کہ "شاہزادہ عالم یہ مصنوعی ہیں" آگے بڑھا۔ اور اس کمرہ میں داخل ہوا

خواجہ سرا۔ حضور یہاں تشریف رکھیں خداوندنعمت آپسے یہیں ملینگے۔

یہ ایک قیمتی کرسی پر بیٹھ گیا دریا کی طرف والے دروازے کھلے تھے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اُسے مسرور کر رہی تھی جہان یہ بیٹھا ہے اس کے آگے ایک اور نشست ہے اور غالباً طغیانی کے زمانہ میں پانی اس سے تھوڑی ہی دور پر رہتا ہوگا اسپر ایک چھوٹا مرصع شامیانہ کھچا ہے ایسی ہی نشست ہر دروازے کے سامنے ہے۔ خواجہ سرا کے جاتے کے قبل ہی شادیانوں کی آواز نے شاہ شجاع کو بھتیجے کے محل میں داخل ہونے کی خبر دیدی تھی۔ اب اُسے ملاقات کے کمرے میں داخل ہونے کی خبر ملی ہمارا دوست انتظار میں تھا کہ ایک کارچوبی پردہ کھنچا یہ تعظیماً اُٹھا اور بڑی محبت سے چچا بھتیجے بغلگیر ہوے شاہ شجاع بھی تشریف فرما ہوا اور اپنے مہمان بھتیجے کی طرف مخاطب ہوا۔

شاہ شجاع۔ مسکرا کر۔ کہو بیٹا اچھے تو رہے۔

محمد۔ قبلۂ عالم کی جان و مال کو دعا دیتا رہا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

شجاع- بھائی محی الدین تو اچھے ہین۔
محمد- جی ہان باوا جان نے حضور کی خدمت مین آداب عرض کیا ہے۔
شجاع- کیا کہون ملکی ضرورتین ایسی ہین کہ جو عزیزون سے ملنے کی بھی فرصت نہین دیتین۔ مدت ہوئی۔
محمد- درست فرمایا قبلۂ عالم نے۔

دیر تک گفتگو ہوتی رہی- شاہ شجاع نے الماس بیگ سے محل مین لیجانے کو کہا اور آپ اٹھ کے ایک دوسرے راستے سے چلا گیا- الماس خواجہ سرا نے اس سے اٹھنے کی درخواست کی یہ ساتھ ہو لیا- ایک زینہ سے اتر کر صحن مین پہونچا- خواجہ سرا اسے ایک کمرے مین بٹھا کر چلا گیا اس کی نگاہین ایک گلاب کے پھول کی بلائین لینے لگین دفعتًا اسکے خیال مین تغیر ہوا اور اُسنے ایک مقابل کمرے کے پردہ کو جنبش مین دیکھا اور نیچی نگاہون سے دیکھنے لگا نہین معلوم اس پردے کے پیچھے کیا ہے- پردہ کا ہے کو کسی عاشق کا بیقرار دل ہے کہ کبھی تو ذرا سی جنبش ہوئی اور پھر قائم ہو گیا- مگر لو اب پردہ کچھ زیادہ ہٹ گیا- محمد نے نہین معلوم کیا دیکھ لیا- کہ گاؤ پر سر رکھتے تو ہم نے بھی دیکھا لیکن پھر اس اشتیاق کا پتہ بھی نہ تھا جس سے وہ پہلے اس پردہ کی طرف نگران تھا- پسینہ آگیا ہے اور دل دھڑک رہا ہے گویا دفعتًا اسے کوئی صدمہ پہونچا- لیکن دیکھو تو اب پردہ کیون نہین ہلتا اور ساتھ ہی ایسا معلوم ہو گیا کہ کوئی بیٹھ گیا آؤ یہان دیکھین تو کہ یہ ہے کون ؟ . . . . . .

ارے ! یہ تو ہمارے حواس بھی رخصت ہونے لگے- جل جلالہ-

ناظرین ذرا دل سنبھالے ہوے- یہان ایک ایسا قاتل ہے کہ دیکھتے ہی تم بھی ہمارے دوست کی طرح آہ- آہ کرنے لگوگے- آخر یہ ہے کون ؟ کیسین تو دنیا مین کہان- پری کہین تو اسکے پر نہین بس خدا کی قدرت کے سانچے کی ڈھلی ہوئی ایک صورت ہے- سیاہ قالین پر [illegible] پڑی ہے کہ گویا جادو نے اسکی حسن و حرکت پر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

قبضہ کرلیا ہے۔ زلف کے سیاہ بال رخ پر بکھر گئے ہین۔ اور دیکھیے نرم رخسار کے نیچے جو دبے ہین ان سے نشان پڑ گئے ہین۔ اسکی جادو بھری صورت گلاب کی سی رنگت اور غضب کی ملاحت نے شاید ہمارے دوست کو بدحواس کر دیا۔ اسکے بھولے پن نے اسکا دل چھین لیا۔ آہ! اس مخملی شلوکے اور باریک ڈوپٹہ مین کیسی پھبن ہے کہ اللہ کی پناہ۔ اس پوشاک سے اسمین اور بھی دلربائی آگئی ہے اور جواہرات کی چمک سے اس کی نشان مین اور بھی ترقی ہوگئی ہے۔ کلائی مین جواہرات کی چوڑیان کیسی پھنسی پھنسی ہین بیساختہ یہ جی چاہتا ہے کہ اگر یہی ہاتھ ہمین قتل کرتے تو شاید سختی موت ہوتی۔ اور بڑے چین سے قبر مین آرام کرتے۔ ان سب کے علاوہ بلا کی سادگی ہے جو سب پہ بالا ہے اگر یہ سامان نہ بھی ہوتے تب بھی یہ ایک دوسرے انداز مین غارتگر ہوش دکھائی دیتی۔

دیکھیے محمد اب کروٹین بدل رہا ہے اسکی نگاہین کس حسرت سے پردہ کی طرف جمی ہین۔ کبھی اپنے پہلو کی طرف دیکھتا ہے کہ گویا کوئی چیز کھو گئی ہے۔ لیکن پھر آہستہ سے کہتا ہے کہ کل چیزین تو میرے پاس ہین یہ آخر مین بھولا بھولا کیسا ہو رہا ہون۔ مگر پھر ایسا صدمہ ہوا کہ اسکے منھ سے بیساختہ آہ نکل گئی اور اس درد انگیز صدا نے ہمارے دوست کی...... کیا ہ کیا کہین؟ یہان تو ہم بھی مخمصے مین گرفتار ہوگئے۔ ہم نے تو کوئی لفظ ایسا نہین سنا کہ جب ایک دوسرے کو دیکھ کر مدہوش ہو جائے تو اسے کیا کہین؟ ارے تو بہ بھول گئے معشوقہ۔ قاتل۔ ستمگر۔ یہی پیارے الفاظ ہین جو شاعرون نے مقرر کیے ہین۔ چھاگل کی صدا ہمارے دوست کو چونکا رہی ہے جو اتنی دیر تک غفلت کی نیند سوتا رہا۔ اور گو وہ ایک نئی جگہ تھا مگر بالکل حواس نہ رہے محمد اپنے دلی شوق سے اٹھکر اس پردہ کے قریب جانا چاہتا تھا کہ اسنے کچھ آہٹ ..... ہوئی اور یہ لڑکھڑاتے ہوئے قدمون سے ..... اکثر لوگون اپنی جگہ پر آگیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

دوسرا باب (۲)

آنچل تو چھوڑ دو
اور بھڑکے گی ہمارے دل کی آگ
اب ہوا اللہ دامن کی نہ دے

محمد اپنی جگہ پر آگیا لیکن اسکے انداز سے بیقراری ٹپک رہی ہے۔ ہائے کس شوق سے یہ پردے تک پہونچا تھا لیکن نہیں معلوم کون آ رہا ہے کہ آہٹ سے یہ پھر اپنے مقام پر پہونچ گیا۔ بیقراری پہلو بدلوا رہی ہے۔ رنگت میں بھی الجملہ تغیر ہے۔ خیال پریشان ہیں توجہ بالکل ہی اس بلا خیز پردہ کیطرف ہے۔ لیکن اب معلوم ہو گیا کہ اگر یہ اپنے چہرے سے اطمینان نہ ظاہر کرتا تو اسے شرمندہ ہونا پڑتا۔ شاہ شجاع کی بیگم یعنی پیاری بیگم صاحبہ ہمارے دوست کی چچی تشریف لائی ہیں۔ سر سینے سے لگانے کے بعد بیگم صاحبہ تشریف فرما ہوئیں۔ محمد نے بھی سر جھکا لیا لیکن دل کیہ کہہ رہا ہے کہ کہیں جلد یہ جائیں اور میں اپنے سحر ساز کو تلاش کروں۔

پیاری بیگم صاحبہ کے ساتھ دو لڑکیاں آئی ہیں شاہ شجاع کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔

پیاری بیگم۔ ایک خواص سے۔ دیکھ تو مہر النسا کہاں ہے۔ کہدے محمد آئے ہیں۔

ایک لڑکی۔ یہیں کہیں تو تھیں۔ معلوم نہیں اسوقت کہاں ہیں۔

محمد۔ اپنے دل سے۔ کہدوں کہ کوئی اس پردے کے پیچھے ہے۔ نہیں ا۔

...ک لڑکی نے یوں ہی شوخی سے اٹھکر اس پردے سے ... تھا۔ سوا قیمتی آرائش کے اور تو کچھ بھی نہ تھا

CC-0. In Public ... KS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہمارے دوست نے اپنے دل مین اس لڑکی کو پردہ ہٹاتے وقت توسیکڑون دعائین دین لیکن وہان کسی کو نہ پاکر اسکی شوق سے اٹھی ہوئی نگاہین بیمار کی طرح گر گئین۔

ایک لڑکی۔ ابکی تو آپ کوئی پانچ برس کے بعد آئے ہین کیون محمد بھیا

محمد۔ دکچھ دیر کے بعد جی مین اسنے بڑی کوشش سے خیالات تبدیل کیے) جی ہان

پیاری بیگم۔ بھیا محی الدین تو اچھے ہین۔

محمد۔ جی ہان حضور۔ بالفعل باواجان نے اپنے اختیارات کو دکھن مین بہت ترقی دی ہے اکثر باتین جو خود سر تھین اب انکی تنبیہ ہوگئی۔

اب ہم انھین یہان باتین کرتا چھوڑکر گلشن خواص کے ساتھ ہو لیتے ہین جو مہرالنسا کو تلاش کرنے گئی ہے۔ یہ اب وہان پہونچی جہان اس کا کتب خانہ ہے۔ اور الماریون مین مطلا جلدون کی کتابین رکھی ہین۔ اسوقت مہرالنسا کی یہ کیفیت ہے کہ الماری کہین ہے خود ایک کرسی پر بیٹھی ہے ہاتھ مین ایک کتاب ہے لیکن نگاہین خدا جانے کس طرف ہین گویا کسی بڑے خیال مین غرق ہو رہی ہے۔ اسوقت اسکے بھولے نقشے مین ایسی دلفریبی اور سادگی ہے جیسے پہرون دیکھتا ہی رہے۔

گلشن۔ (تسلیم بجا لاکر) حضور کو بڑی بیگم صاحبہ نے یاد فرمایا ہے۔

مہرالنسا۔ (چونک کر) مجھے؟

گلشن۔ جی حضور۔

مہرالنسا۔ وہ کہان تشریف رکھتی ہین؟

گلشن۔ شاہزادے سے باتین کر رہی ہین۔

مہرالنسا۔ کون، کیا سلیمان آئے ہین۔

(داراشکوہ کے فرزند کا نام سلیمان ہے)

گلشن۔ نہین حضور آپ کے منجھلے چچا جان کے صاحبزادے [illegible] لوگون

یہ نام نہین تھا بلکہ ایک برقی جھٹکا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اسکی رنگت زرد ہوگئی اور خشک ہونٹون پر زبان پھرانے لگی۔

مہرالنسا۔ سنبھلکر۔ یہ کب آئے۔

گلشن۔ حضور آج ہی تشریف لائے ہین۔

مہرالنسا۔ کیا چچا بھی آئے ہین۔

گلشن۔ نہین حضور۔ بسم اللہ۔

شکر ہے کہ اٹھی تو لیکن آہ نزاکت پر بوجھ ڈال۔ قدم کو لغزش ہو رہی ہے کیا یہ نئی ہوئی چال ہے؟ .... یہ بیچاری بناوٹ ابھی کیا جانے سچ مچ اس کی نزاکت کو تکلیف پہونچ رہی ہے اور دوسرے ان واقعات نے نہین معلوم کیا تغیر پیدا کر دیا ہے دیکھیے اب وہ کمرے مین داخل ہوئی مہرالنسا تو محمد کو دیکھ کر گڑ گئی۔ اور محمد قالب بیجان کیطرح خاموش ہوگیا لیکن پھر ادب نے انکے کان مین پھونکدیا کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ اس خیال کے ساتھ ہی چہرون پر مسکراہٹ آگئی۔

کیا یہ حور وش وہی ہے جو پس پردہ دکھائی دی تھی معلوم تو ہوتا ہے کیونکہ ایک تو محمد اسی طرح متوجہ ہوا اور دوسرے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ اس کمرے مین ایک زینہ ہے ممکن ہے کہ وہ ادھر سے اپنے کتب خانہ مین چلی گئی ہو۔

پیاری بیگم۔ مہرو دیکھو محمد آئے ہین ان سے باتین کرو۔ کہان تھین۔

مہرالنسا۔ (بھولے پن اور شیرین آواز سے) امان جان مین ایک کتاب دیکھ رہی تھی

پیاری بیگم۔ اچھا پھر کتاب دیکھنا۔ اسوقت مہمان کی خاطر چاہیے۔

ہمارے دوست کو تو سکتہ ہو گیا۔ اسکی شگفتگی بالکل جاتی رہی۔ دل دھڑک رہا ہے۔ اور اتنے ہی عرصے مین اسقدر پریشان خیال جمع ہو گئے ہین کہ دماغ صحیح نہین رہا۔ ملاقات صرف اتنی ہوئی کہ محمد کی تو نگاہین اُٹھ کے رہ گئین۔ اور کسی کا بھولا چہرہ شرما کے جھک گیا۔ پیشانی پر موتی کے سے پسینے کے قطرے [illegible] چلنے تھے کہ اسنے آہستگی سے پونچھ ڈالے پیاری بیگم صاحبہ کے [illegible] دان اٹھائی اور کانپتی ہوئی آواز مین مزاج پوچھا۔

[illegible] اچھا... ہون دکھا نسکر؟ اپنے مزاج

CC-0. In Pu[illegible] ng by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کی خیریت کہیے۔

مہرالنسا گردن نیچی کر کے، اچھی ہوں۔

پیاری بیگم صاحبہ جوان دونوں علیل ہیں زیادہ دیر بیٹھ نہ سکیں کیونکہ حکیم صاحب آ گئے تھے وہ رخصت ہوئیں اب خوش قسمتی سے ہمارا دوست اکیلا رہ گیا اپنے کوئی بزرگ سامنے نہیں ہے۔ اسکی دلربا مہرالنسا اور دو چھوٹی لڑکیاں ہیں انکے علاوہ جذبۂ شوق ہے لجاہٹ اور گذرے ہوئے واقعہ کا خیال۔

دونوں چھوٹی لڑکیاں بھلا کب دو گھڑی جم کے چپکی بیٹھنے والی تھیں وہ بھی چلی گئیں اب ہمارا دوست ہے اور وہی قاتل خینے تھوڑی دیر ہوئی کہ اسے اپنے بس میں کر لیا ہے۔ مجھ پر تو رعب حسن ایسا چھایا ہے کہ مہر سکوت ٹوٹتی ہی نہیں۔ ارمان ہیں کہ مچل رہے ہیں۔ دل میں سیکڑوں باتیں پیدا ہو رہی ہیں لیکن لب تک آتے آتے انکی شورا شوری سب بے نمک ہو جاتی ہے۔ اور پھر وہی سکوت انکے ناتجربہ کار دلوں پر قبضہ کر لیتا ہے ہاں آنکھیں نہیں جھپکتیں اب پھر حالت بدلی وہ آنکھیں جنکی ہم تعریف کر چکے کہ انمیں باتیں سمجھنے کا مادہ تھا اب وہ قوت اشک بن کر رخصت ہو رہی ہے دل گھبرا رہا ہے۔ ہزار ضبط کیا مگر آنسو نکلکر آغوش میں لوٹنے لگے۔

حسرت و ارمان تو کہہ رہے ہیں کہ باتیں کرو چھیڑو گُدگُداؤ۔ لیکن آہ! پھر خیالات اسے مایوس کر دیتے ہیں ان کے علاوہ رعب حسن دور ہی سے آواز دے رہا ہے کہ ادب! ادب! سرکار حسن ہے گستاخ ہاتھ نہ بڑھیں۔ گلعذار اور سراپا ناز معشوق کہیں اس بے ادبی سے برخاستہ خاطر نہ ہو جائے۔ یہ وہی ہے جسنے مجھے ایک نظر میں دیوانہ بنا دیا۔

اور یہ بھی تو دیکھیے کہ بھولی مہرالنسا کس گھبراہٹ میں ہے اور نہ معلوم اپنے میں کونسا اثر دیکھتی ہے کہ یہ انتشار ترقی کرتا جاتا ہے۔ دونوں کچھ کرتے دھرتے نہ بنا اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ انگ

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

دیکھا اور حواس رخصت ہوگئے۔ اسوقت مہر النسا کے دل سے پوچھیے کہ وہ کس بلامین گرفتار ہے۔ وہ بیچاری کیا جانے کہ محمد کا کیا حال ہے وہ کیون بیہوش ہوگیا۔ اسکی آنکھون سے آنسو کیون نکلے۔ آہ! وہ بالکل گھبرا گئی اسکے قریب جاکر اپنے زانو پر اسکا سر رکھ لیا اور آنچل سے ہوا دینے لگی سر جھکتے ہی زلف عنبرین محمد کے چہرے کے بوسے لینے لگی۔ محمد نے اپنے کو اس حالت مین دیکھ بیساختہ کہا ؎

اور بھڑکے گی ہمارے دل کی آگ   اب ہوا للہ دامن کی نہ دے

اسکے ہوشیار ہوتے ہی شرما کر مہر النسا نے اپنے زانو سے سر ہٹا دیا اور اُٹھنے کا قصد کیا لیکن ہمارے دوست کے ہاتھ مین آنچل آچکا تھا۔

مہر النسا۔ دانتون کے نیچے انگلی دبا کر۔ ارے کوئی دیکھ نہ لے۔

محمد۔ عاجزانہ لہجہ سے تھوڑی دیر اور بیٹھ جاؤ۔

مہر النسا۔ یہ تمھاری کیا حالت ہے؟

محمد۔ اسکے مجھی پر الزام۔

مہر النسا۔ نہین تو مین نے کیا کیا؟

محمد۔ (آبدیدہ ہو کر) نہین! یہ کون کہتا ہے کہ تم نے کچھ کیا۔

مہر النسا۔ نہین میرے سر کی قسم بتاؤ کہ مین نے کیا کیا۔

محمد۔ صرف کچھ۔

مہر النسا۔ اسد کچھ کہو بھی۔

محمد۔ تمنے مجھپر جادو کیا۔ اپنی ادا سے دیوانہ بنایا۔ اب غلط انداز نگاہون سے تڑپا رہی ہو۔ پھر کچھ کیا ہی نہین۔

مہر النسا۔ آئین؟ ... شرما کر۔ مین پوچھتی ہون۔ چارون طرف دیکھ کر تم حواس مین بھی ہو کہ نہین۔

احواس تو تمھارے بھولے چہرے کی نذر ہوگئے رو نمائی مین

اچھی نہین کوئی سُن لے تو مین بدنام ہو جاؤن

CC-0. In Pu... ...ing by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

محمد کی آنکھون سے بیساختہ آنسو نکل پڑے۔
ہائے کیا ان مین درد نہین ہے۔کیا ایک کا دوسرے پر اثر پڑتا نہین اور علی الخصوص جب دو ناتجربہ کار اور بھولے دل ہون۔ دیکھو اب مہرالنساء کا بھی رنگ بدلا اسنے بیقراری سے آنسو پونچھے اور اس کی شہلائی آنکھین پُرنم ہوگئین خوف سے جسم کانپ رہا ہے اور اس کا نفس اس سے کہہ رہا ہے کہ تو بڑا گناہ کرتی ہے ہمارے دوست کو یہ اچھا موقع تھا اُس نے گلے لگا لیا اور دونون کے آنسو ایک دوسرے کے رخسار بھگونے لگے لیکن اس موقع کو جسپر محمد اپنی جان فدا کرتا تھا ایک منٹ بھی نہ گذرا تھا کہ پھر کچھ آہٹ معلوم ہوئی اور یہ آنسو پونچھکر الگ ہوئے اور اپنا چہرہ درست کیا پھر مسکراہٹ آگئی ...... ایک خواص داخل ہوئی۔

خواص۔ حضور نے صاحب عالم کو یاد فرمایا ہے خاصہ پر تشریف رکھتی ہین۔

یہ لفظ خواص کے منھ سے نہین نکلے تھے بلکہ ایک سحر کی ڈوری تھی جو اسے کھینچکر لیگئی۔

تیسرا باب (۳)

مستفسر

بوئے گل نالۂ دل دودِ چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا

محمد خاصہ سے فارغ ہو کر اس کمرے مین آیا جہان اس کے دوست غیاث اور اشرف بیٹھے ہین۔ لیکن غور سے دیکھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ آنے جانے مین بہت کچھ فرق تھا۔ جاتے وقت اسکے چہرے پر جو رونق تھی اب خشکی ہے۔ چہرے پر سرخی تھی اب زرد

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

پیشتر اشتیاق سے گیا تھا لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ دنیا سے اسکا دل بھر گیا۔ قدم آگے بڑھعا رہا ہے لیکن دل کہتا ہے کہ کہان چلا تیرا دلربا ادھر نہین ہے پھر چل اور اس رنگین ادا کی زیارت کر لیکن ساتھ کا خواجہ سرا کالی بلا کی طرح ساتھ ساتھ ہے۔ خواجہ سرا چلا گیا۔ اور یہ اپنے دوستون مین آکر بیٹھا۔ گلوری کھا کر بیچوان منھ سے لگالیا اور پھر خیالات مین غرق ہو گیا۔ اسکی خاموشی دیکھ کر غیاث اور اشرف نے جو اسکے بہت ہی منھ چڑھے دوست تھے مسخرے پن سے پوچھنا شروع کیا۔

مرزا اشرف۔ کیسے شاہزادے صاحب خیریت تو ہے؟۔

غیاث۔ بلا وجہ یہ خاموشی۔

محمد۔ ...... (ایک ٹھنڈی سانس)۔

غیاث۔ (مسخرے پن سے) اوہو! اگر مین غلطی نہ کرتا ہون تو شاید اس آہ سرد کا طول بنگال سے دکھن تک ہو گا۔

محمد۔ (کسی قدر رونے چہرے سے اسکی طرف دیکھکر اور غور مین) آہ!۔

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل جو تری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا

اشرف۔ واقعی کیا شعر کہا ہے؟۔

غیاث۔ لیکن شعر کے ساتھ اُف کہیے؟۔

اشرف۔ ہمارے صاحب عالم یون ہی روز ایک نیا رنگ اختیار کرتے ہین۔

محمد۔ (کسی قدر جھلاہٹ سے) درست ہے رنگ؟۔

اشرف۔ تو خداوند کوئی دلی تو ہے نہین کہ۔

غیاث۔ کہ آپ کے دل مین کوئی خیال آیا اور ہملوگ سمجھ گئے۔

محمد۔ میرا دل اسقدر الجھ رہا ہے کہ بات کرنے کو جی نہین چاہتا۔

اشرف۔ بلا سبب؟۔

محمد۔ اشرف آہ کیا پوچھتے ہو۔ اب محمد وہ محمد نہین رہا۔ وہ اب آزاد نہین ... اد خیال ہین۔؟

... کہا آپ کے ساتھ کھیلے ہوے خادمون کو بھی اس

CC-0. In ...

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

رازسے آگاہی کا موقعہ نہین حاصل ہو سکتا۔

محمد۔ (بہت ہی سنجیدگی سے) یہ راز اسوقت کھلے گا جب محمد اس دنیا کو چھوڑ چکا ہوگا۔

اشرف۔ (کسیقدر انتشار سے) مہربان شاہزادہ! کیا کسی آنے والی مصیبت پر ہم اپنی جان نہین نثار کر سکتے۔

محمد۔ آہ! اب اپنے دوست کو دنیا کی خوشامدانہ لفظون سے نہ یاد کرو۔ تمھارا ساتھ کھیلا ہوا اب مہربان شاہزادہ نہین ہے۔

اشرف۔ (آہستہ سے) کیا حضور کو کسی سے محبت ہے۔

محمد۔ (جوش مین) صرف چاہتا ہی نہین بلکہ فدا ہونے کے لیے مستعد ہے۔

اشرف۔ (بہت ہی اعلیٰ خیالی ظاہر کرکے۔ اور مسکرا کر) شاہزادے! اسوقت آپ اپنی شان کا بالکل خیال نہین فرماتے۔ سوچیے کہ حضور کون ہین کیا آپ کے ایک اشارے مین یہ قوت نہین ہے کہ بڑے بڑے راجہ خوشی سے اپنی ماہوش بیٹیان نذر کے لیے پیش کرین۔؟

محمد۔ راجہ؟ نہین راجہ نہین۔ مین جسکو اپنا دل دے چکا وہ کسی راجہ کی بیٹی نہین ہے۔ اُف! تم جانتے ہوگے کہ مین کل تک اچھا تھا۔ آہ! مہرالنسا نے مجھے دیوانہ بنا دیا۔ میرا دل لیکر مجھے اس کے عوض مین ایک خیالی تصویر دیدی۔

اشرف۔ آہ! آپ بھی کس چھوٹی سی بات کے لیے منتشر ہو رہے ہین۔ صاحب عالم یقین کیجیے کہ دکھن پہونچنے کی دیر ہے۔ بڑے حضور کا استمزاج کیا جائیگا اسکے بعد آپ کے چچا صاحب کو اطلاع دیجائیگی۔ انھین اس نسبت کے منظور کرنے مین تکلف ہی کیا ہوگا۔ اسلیے کہ آپ کا ایسا عالی خاندان دوسرا کون ہے کہ ماہوش مہرالنسا اسکے پہلو مین بیٹھے۔

محمد۔ آہ! یہ پیارا راستہ کیا میرا ملک الموت نہ بنجائیگا۔

اسوقت اسکے بغل والے کمرے مین جسمین ایک گندہ سیاہ مخملی پردہ [illegible] کچھ آہٹ معلوم ہوئی۔ اشرف کی نگاہ پڑی اور اسنے دیکھا کہ ایک [illegible] لوگون [illegible] رہا ہے۔ اشرف کی نگاہ اُٹھتے ہی اس [illegible]

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

محمد کو تو خیال بھی نہ ہوا لیکن شاہزادہ جو باتین کر رہا تھا اس سے اشرف اور غیاث نے کسیقدر بے اطمینانی کی نگاہ سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

اسکے بعد بھی غیاث اٹھا اور آہستہ سے اس کمرے مین داخل ہوا لیکن اسے کچھ نہ دکھائی دیا لیکن شیشے کے دروازے سے اسنے دیکھا کہ کوئی شخص پائین باغ سے ہوکر جلد جلد چلا گیا جسکی صورت بھی یہ اچھی طرح نہ دیکھ پایا تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک چوبدار نے ایک شخص کی اطلاع کی اور شاہزادے نے آنے کی اجازت دی۔

ایک شخص داخل ہوا۔ اور گویا اشرف اور غیاث کے دل پر بجلی کے تموج کا اثر ہوا۔ یہ شخص جو ابھی آیا ہے اسکا سن تخمیناً انیس سال کا ہوگا جتنا ہمارے دوست محمد اور اسکے دونون دوستون کا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ نہ تو یہ اُسقدر حسین ہے اور نہ اسکے چہرے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین بھی وہ خوبیان ہو سکتی ہین جو غیاث و اشرف اور شاہزادے مین پائی جاتی ہین۔ اسکی آنکھین یہ بتلا رہی ہین کہ یہ بڑا مفتری شخص ہے اسکی پیشانی کی شکن اور کسیقدر اوپر کی طرف پستی اور تنگی اس کی کم عقلی اور خبث باطنی پر دلالت کرتی ہے سر کا پچھلا حصہ کسیقدر ہموار ہے۔ جس سے دماغ کے حصے پر سایہ پڑتا ہے گردن اوپر موٹی ہے اور نیچے کی طرف پتلی ہے۔ اسکا دوہرا بدن ہے لیکن اسکے قد کے لحاظ سے یہ بالکل بھدا معلوم ہوتا ہے۔ اسکا رنگ کھلتا ہے۔ سبزہ آغاز ہے اور سر کے بال کان کی لو سے بھی کسیقدر نیچے ہین۔

اسکے آنے پر شاہزادے نے نگاہ اٹھائی اور اُسنے آداب عرض کیا۔

غیاث ۔ حضور پوچھتے ہین کہ آپ کہان سے آئے ہین۔

آنیوالا ۔ بھدی بناوٹ سے۔ مین اختر علی مرزا۔ اعظم علی مرزا حضور کے مصاحب خاص کا فرزند ہون۔

[illegible]ف ۔ باعث تشریف آوری۔

[illegible] محض اشتیاق قدمبوسی۔ حضور صاحب عالم کی زیارت

CC-0. In Publ[illegible]ding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

شاہزادے نے کسل کا بہانہ کیا اور نزدیک کے کمرے مین ایک مسہری پر لیٹ رہا۔

غیاث ۔ ہماری خوش قسمتی کہ آپ سے نیاز حاصل ہوا۔

اختر ۔ تو اسکے آپ ہی وہ بات فرما رہے ہین جو مجھے کہنا چاہیے تھی۔

غیاث ۔ محض آپ کی مہمان نوازی ہے۔

اختر ۔ کسیقدر بے تکلفی سے ۔ اور جناب سچ پوچھیے تو جب ہم سن ملتے ہین تو ایک خاص قسم کی خوشی حاصل ہوتی ہے۔

غیاث ۔ اسکی طرف دیکھ کر ۔ یہ تو بہت ہی بدیہی بات ہے۔

اختر علی مرزا ۔ بڑھے لوگ تو اس سن کی بڑی تعریف کرتے ہین ۔ لیکن اگر سچ پوچھیے تو ایک جان کا زوال ہے خدا جانے کیسا دل رہتا ہے کہ جہان کسی حسین کو دیکھا اور بس سنبھالنا مشکل ۔ دیکھا تو تفریح کے لیے لیکن وہان اختلاج شروع ہوگیا۔

غیاث ۔ (بہت ہی سنجیدہ نگاہ سے اسکی طرف دیکھکر) شکر ہے کہ ہم لوگون نے ایسے بچون کی سی طبیعت نہین پائی ہے۔

اختر علی مرزا ۔ (کسیقدر خفیف ہوکر) آپ لوگ یعنے شاہزادہ سمیت۔

اشرف ۔ وہ تو ہمارے استاد ہین۔

اختر ۔ (بے تکی ہنسی سے) کیا آپ کو اپنے اس قول کا یقین ہے؟

اشرف ۔ اگر نہین ہے تو آپ کیسے سمجھ سکتے ہین؟

اختر ۔ (کسیقدر نیچی نگاہ سے) اسے تو آپ خود سمجھ سکتے ہین۔

اسکے اس جملے پر اشرف نے غیاث کی طرف دیکھا۔

اسکے بعد اختر علی مرزا چلا گیا اور یہ دونون اس بات پر بحث کرتے رہے کہ وہ سر جو پردے مین سے دکھائی دیا تھا وہی بیہودہ خیالات والا سر تھا اور یا اگر انکی نگاہین انھین دھوکا دیتی ہون تو کوئی بالکل مشابہ تھا۔

... لوگون

محمد جیسا ہم لکھ چکے اسکے بغل والے ...

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

لیٹا ہے۔ کبھی سوچتا ہے کہ محل مین جاؤن وہان پھر اس ملائک فریب صورت کی زیارت ہوگی۔ میرے انتشار مین فی الجملہ تسکین ہوگی لیکن جب یہ اس بات پر غور کرتا ہے کہ اسے اپنے دل پر اسوقت مطلق اختیار نہین ہے گھبراہٹ مین اگر اس کے منھ سے کوئی ایسا جملہ نکل گیا جو مناسب موقع نہین ہے تو بہت سخت خجالت ہوگی دوسرے یہ کہ شاہی تکلف اور رکھ رکھاؤ اسے اجازت نہین دیتا کہ بلا خبر کے اندر جائے درانحالیکہ کوئی خاص منشاء اس کے ذہن مین نہین ہے۔ جہان یہ جائیگا۔ مہر النسا کا بھی وہان ہونا ضروری نہین ہے ممکن ہے کہ وہ اپنے کسی دوسرے شغل مین ہو۔ ان خیالات کا گویا نتیجہ ہمارے دوست کے سینے یہ ہوتا ہے کہ ایک بھولی تصویر اسکی نگاہ کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہے۔ اسلیے دھوکا سا ہوتا ہے۔ لیکن آہ کے ساتھ پھر تکیہ پر سر رکھ دیتا ہے اور یہ سوچنے لگتا ہے۔

محمد کیا اس محل کے نیچے کا عظیم الشان دریا تیری اس آگ کو بجھائے گا جو تیرے سینے کے اندرونی اعضا کو جلائے دیتی ہے۔ کیا ٹھنڈا فولاد اس سوزش کا علاج ہوگا جو تجھے بیقرار کیے ہے۔ کیا آج محل کی تفریح کا نتیجہ یہ تھا کہ تو یہان آکر دفن ہو جائے۔ لیکن شکر ہے کہ میرا ملک الموت بہت ہی پیاری شکل کا ہے اسکی تصویر خیالی مجھے ایسا محو کردیگی کہ موت کی سختی کا خیال تک نہ آئیگا۔ آہ!۔

ابھی اسکا قول ناتمام ہی تھا کہ ایک دھیمی آواز آئی۔ صاحب عالم خاموش۔

شاہزادہ۔ (چونک کر) کیا میری محویت نے کوئی آواز سنائی۔ آہ!۔ نہین

آواز۔ نہین شاہزادہ حضور کو دھوکا نہین ہوا۔ بسد خاموش رہیے۔

خاموش کردینے والی آواز نے ہمارے دوست کو اب بھی کچھ زیادہ تسکین نہین دی۔ لیکن یہ مسہری سے اٹھ بیٹھا اور اسکی نگاہین کمرے کے چارون [illegible] آئین۔

[illegible] اسے یہ دکھائی دیا کہ ایک شیشم کا تختہ نیچے چلا گیا اور [illegible] نکلا محمد نے اسکی طرف دیکھا گویا اسکے معنی یہ تھے

CC-0. In P

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کہ تو ہی نے مجھے پکارا ہے۔

خواص نے اشارہ کیا اور محمد اسکے ساتھ ہولیا۔

یہ اسے ایک برآمدے مین لے آئی اسکے بعد اسکے زینے سے اتری اور پھر اس کمرے مین آگئی جہان محمد نے پیاری بیگم صاحبہ سے ملاقات کی تھی یہ زینہ وہی تھا جہان اسنے پہلی مرتبہ مہرالنسا کو دیکھا تھا اور اس سے ملحق کمرے مین وہ بیہوش پڑی تھی۔ اسوقت اس پائین باغ والے کمرے کے دروازے بند ہین جدھر سے بیگم صاحبہ تشریف لائی تھین خواص اسے بٹھا کر اس کمرے مین گئی جہان ہماری ہیرو ین ایک مخملی گاؤ سے لگی ہوئی بیٹھی تھی اور گویا کسی خیال مین ہمہ تن غرق ہو رہی تھی۔ خیالات اسے بڑی بڑی دور کی سیر کرا رہے تھے۔

مہرالنسا نے اسکی طرف دیکھا اور اسنے تشفی مین سر ہلایا۔

یہان تو یہ اس پس وپیش مین ہے کہ محمد کے پاس کسطرح جاؤن اور وہان یہ گھٹنے کے بل کھڑے ہو ہو کر دیکھ رہا ہے۔ اس انتظار مین ہے کہ اب آتی ہونگی اب نہین آئی اب آئین گی۔ بس اب کھڑی ہو چکی ہون گی۔ نزاکت سے کچھ کان مین کہہ دیا ہوگا۔ مگر نہین ضرور آئین گی۔ اگر ملاقات منظور نہ ہوتی تو خواص کیون بھیجتین۔

اُین! اور جو کہین نہ آئین۔ آہ! تو غضب ہی ہو جائیگا۔ مین تو مر ہی جاؤنگا یا اسدا آجائین ......آہ! دیر ہوتی جاتی ہے۔ کیا سچ مچ نہ آئینگی.......

اس گھبراہٹ نے اسے بیقرار کر دیا اور اٹھکر پردے کے قریب ہو گیا۔

پردہ اٹھایا ہی چاہتا تھا ہاتھ بڑھ چکا ہے کہ خواص نے پردہ اٹھایا اور کوئی خرام ناز سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ جھجک کر ایک نے دوسرے کو دیکھا محمد تو نقش بہ دیوار ہو گیا۔ اور مہرالنسا نے شرم سے سر جھکا کر صنوبر کی آڑ کرلی۔

مہرالنسا۔ (دھیمی آواز مین) آپ کیون میری بدنام[illegible] اکثر لوگون

محمد۔ (آہستہ سے) مہرالنسا کا حنا آلود ہاتھ [illegible]

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مہرالنسا۔ اگر آپ کی یہ حالت مشہور ہو جائے تو مین کسی کو صورت دکھانے کے قابل نہ ہوں۔

محمد۔ (بہت ہی خاموشی سے اسکی طرف دیکھکر اور پر درد آواز مین) اچھا ضبط کرونگا۔

یہ الفاظ کچھ ایسے اثر سے ادا ہوے کہ سننے والے کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

مہرالنسا۔ محمد، سوچو تو کہ تم مجھسے محبت کرو۔ اور مین تمھین نہ چاہوں لیکن یہ تو بتلاؤ کہ اس محبت کے لیے جو خاموشی سے بھی برتی جا سکتی ہے۔ کیون اپنے ماں باپ کی گرم نگاہین دیکھوں۔ گو مین جانتی ہون کہ میری اور تمھاری ملاقات شرعاً ناجائز نہین ہے لیکن رسم ملک مجبور کرتی ہے۔

محمد۔ (بڑے اشتیاق اور حیرت سے) تو یہ بتلاؤ کہ تمھین بھی میری محبت ہے؟

مہرالنسا۔ (معشوقانہ انداز سے) مطلق نہین۔

محمد۔ (آبدیدہ ہوکر کھڑے ہونیکا قصد کرکے) بہر مہرالنسا یہ جان تمھاری نذر ہو چکی اب مین نہین چاہتا کہ اپنے اقرار سے تمھین صدمہ پہونچاؤن۔ مین تمھارا مشکور ہون کہ میرے دل مین تمنے اپنی یاد کا ذریعہ پیدا کر دیا جس سے مین کسیوقت تنہا نہ رہونگا۔ (آنسو ٹپک پڑے) اچھا اپنے دیوانے کا سلام لو وہ تمھاری پیاری صورت دیکھنے کا خیال بھی نہ کرے گا۔ صرف تمھاری تصویر خیالی اسکے لیے کافی ہے۔

اسکے بعد اسنے اٹھنے کا قصد کیا۔

مہرالنسا۔ (اسکی طرف جھک کر) محمد تم اسوقت ہو کہان؟ کیا بنگال کی ہوا خدانخواستہ تمھارے حواس کو بھی مضر ہے۔ دیکھو کوئی چیز جلدی سے نہین ملجاتی صرف کوشش اور صبر سے کامیابی ہوتی ہے۔ اگر تم اس محبت کے آخری نتیجہ کو حاصل کیا چاہتے ہو جسے تمھاری امیدین پیش نظر کر دیتی [illegible] تو صبر سے کام لو۔؟

[illegible] انداز سے۔ آہ! مین تو سنتا تھا کہ عشاق ناصح کو برا بھلا

CC-0. In P[illegible]

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ابھی کوئی بات درمیان مین نہ آئی تھی کہ صنوبر نے ایک خط مہرالنسا کو دیا۔ اوسنے دوسرے کمرے مین جاکر لفافہ چاک کیا۔ خط کی عبارت نہین معلوم کیسی تھی کہ وہ چہرہ جو محمد کے سامنے پھول کی طرح کھلا تھا اب اس پر زردی آگئی۔ آن کی آن مین انگارے کا سا سرخ ہوگیا اور بدن مین رعشہ سا آگیا۔ بمشکل سے اسنے اپنی حالت سنبھالی اور محمد کے پاس آئی۔

اسوقت تین بجے تھے چونکہ اس وقت سب کے آرام سے اٹھنے کا وقت تھا مہرالنسا نے بہ منت محمد کو رخصت کیا اور خود دیر تک کھڑی سوچ مین رہی۔

(۴)
چوتھا باب

سہ پہر کا دربار

گلے مل ملکے جو روتے ہین ہم صورت ابر
آستین اشکون سے تر انکی ہے دامن اپنا

دن ڈھل چکا ہے آفتاب اپنی پہلی مستعدی کی مقررہ منزل طے کرتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ ہر چیز مین پوری گرمی آگئی ہے لیکن چونکہ یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ ہر چیز کے عروج کے ساتھ فطرت نے زوال بھی لازمی رکھا ہے اس لیے ہم کہہ سکتے ہین کہ اب کچھ ٹھنڈک بھی آچلی ہے۔ اب وہ دھوپ نہین ہے جسے دیکھ کر آنکھین چوندھیا جائین اور لوگون پر پریشانی طاری ہو۔

لوگ گھرون سے باہر نکلنے کی فکر مین ہین۔ ابابیلین آسمان پر دکھائی دینے لگی ہین۔ طائر یہ خیال کر رہے ہین کہ کچھ ہی دیر مین اپنے اپنے نشیمنون کو آباد کرنا پڑیگا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ بارش کا پانی کچھ تو جذب ہو چکا ہے اور زمین کے ریزون کو اپنی نمی سے یکجا کیے تھا آفتاب کی حرارت کے اثر سے اکثر لوگون اب خاک اوڑ رہی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

سڑکون پر چھڑکاؤ ہو چکا ہے۔ سنسناہٹ ہماری قوت شامہ مین پہونچکر سنسناہٹ پیدا کر رہی ہے۔ جو شاید الیوسنم کی خاص تاثیر ہے کیا عجب ہے کہ آفتاب کی حرارت ہی اسکی خالق ہو۔ لوگ اب سڑکون پر دکھائی دینے لگے ہین۔ جنکی غرض محض تفریح سے ہے۔ ان بیچارون کو تو چھوڑ ہی دیجیے جنھین بسر اوقات کیلیے اپنا گاڑھا پسینہ بہانا ہوتا ہے دن کی دھوپ اور رات کی اوس انکی آنکھون مین مساوی ہے۔

ہم آپ کو اسوقت پھر اسی شاہی کمرے کیطرف مخاطب کرتے ہین۔ جسکے بارے مین ہم یہ لکھ چکے کہ شاہ شجاع ضروری امورات مملکت خود اس مقام پر فیصل کرتا ہے۔ یہین سے بنگال کی وسیع حکومت مین احکام نافذ ہوتے ہین اور یہین عرضیان پڑھی جاتی ہین۔ اسوقت مصاحبین کا مجمع ہے سبکے سب خاموش ہین۔ یا تو آمد و شد نفس کی صدا ہے اور یا ہوا کا سناٹا ہے جو جھلملی دار دروازون سے آ رہی ہے۔ اسکے علاوہ شاہ شجاع کی حکومتانہ صدا کچھ پوچھتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔

اسوقت ایک چوبدار کسی سوار کے آنیکی خبر دیتا ہے اُسکے آنیکا حکم ہوتا ہے۔

شاہ شجاع۔ تم کہان سے آتے ہو۔؟

سوار۔ بہت ہی ادب سے۔ خداوند مین حضور کے منجھلے بھائی صاحب کے پاس سے حاضر ہوا ہون۔

شاہ شجاع۔ دکھن سے؟۔

سوار۔ حضور۔ اور یہ خط ہے۔

شاہ شجاع نے خط لیا اور پڑھا۔

خط مین یہی مضمون تھا کہ محمد کو فوراً رخصت کر دیجیے۔

تعجب سے۔ آمین؟ یہ ابھی اسے آئے ہوے کتنا عرصہ گذرا ہے ... داخل ہوا ہے۔

... رسوم آداب بجا لاؤن مجھے سخت حکم ہے کہ سوا

CC-0. In P...

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ضرورت کے کسی مقام پر قیام بھی نہ کرون دکھن سے یہان تک آنے مین تین گھوڑے مر گئے۔

شجاع نے اسے خلعت کا حکم دیا لیکن سوار اسقدر جلدی مین معلوم ہوتا تھا کہ اُسنے شاہی انعام کی بھی پروانہ کی باہر آکر گھوڑے پر سوار ہوا اور پھر مہمیز کرتا ہوا چلا گیا۔

محمد کے پاس ایک چوبدار بھیجا گیا۔

یہان ہمارا دوست کیا کر رہا تھا۔ ابھی تھوڑا عرصہ گذرا ہے کہ وہ پیاری مہرالنسا کے پاس سے آیا ہے وہ اسکی بھولی بھولی باتون پر وجد کر رہا ہے اور دلی جوش یہ کہتا ہے کہ کس طرح ہر وقت اس کے پاس بیٹھنے کی ترکیب نکالون۔ کیا کرون کہ کسی وقت وہ پہلو سے جدا نہ ہو۔ اس وقت چوبدار داخل ہوا۔

چوبدار۔ حضور کو قبلہ عالم نے یاد فرمایا ہے۔

محمد۔ مجھے۔

چوبدار۔ حضور۔

چوبدار لیے ہوے شاہ شجاع کے پاس آیا۔ محمد بہت ہی شفقت سے بٹھایا گیا۔ اور وہ خط دیا گیا۔ محمد نے خط کو دیکھا لیکن ختم کرتے ہی آنسو ٹپک پڑے اور سناٹا چھا گیا۔

پیارے ناظرین! آپ ہی بتلائیے کہ اس خط کو دیکھ کر ہمارا دوست کیا سوچ رہا ہوگا۔ آہ! یہ سوچ رہا ہے کہ اب مہرالنسا سے بھی ملاقات نہ ہوگی۔ اسکی بھولی صورت نگاہون سے اوجھل ہو جائیگی۔ درمیان مین۔ سیکڑون کوس کی دوری ہو جائیگی۔ اسکی میٹھی میٹھی باتین جنسے روح کو خوشی حاصل ہوتی تھی اب خواب ہو جائینگی۔ صرف خیال۔

وہ اپنے چچا سے بھی نہین کہہ سکتا کہ اسکا دل ابھی مطلق نہین چاہتا کہ یہان سے چلا جائے۔ جسکے پہلو مین وہ کوئی دل بہلانے کی ترکیب [illegible] اسوقت کچھ تو ملکی اور کچھ اپنے باپ کی طبیعت کا خیال [illegible] لوگون اور یہ سوچتا ہے کہ میرے چلتے ہی کوئی سوار روکنے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کونسی وجہ ہے۔

محمد۔ (شاہ شجاع سے مخاطب ہوکر) چچا جان آپ کیا فرماتے ہین۔ غلام رخصت ہوتا ہے۔

شجاع۔ (افسوس کی آواز مین) مین خود اس خط کے معنی نہین سمجھا۔ بہتر ہے۔ تم جاؤ مین انشاءاللہ بہت جلد تمھین بلاؤنگا۔ تم گھبرانا نہین۔

محمد۔ بہت خوب۔

شجاع۔ تمسے کوئی بہت ضروری کام تھا۔ یا تعلق تھا۔ جب تم رخصت ہوے۔

محمد۔ (سوچکر) کوئی ایسا نہ تھا جسکے لیے اتنے بڑے سفر مین اسقدر جلد واپس ہونیکی ضرورت ہوتی۔

شجاع۔ تم یہ خیال نہ کرنا کہ تمھارے چچا نے روکا نہین۔ تم خود ماشاءاللہ سے سمجھدار ہو۔ تم خود جانتے ہوگے کہ تاج والے سر کسقدر پر وہم ہین اور ایک بات کے متعلق انھین کتنے خیال پیدا ہوتے رہتے ہین۔

محمد۔ تو پھر اب رخصت ہوتا ہون۔

شجاع۔ یعنے کیا ابھی۔

محمد۔ حضور۔

شجاع۔ نہین صبح جانا۔ یہ کوئی سفر کا وقت نہین ہے۔ جاؤ سب سے مل آؤ۔

ہمارا دوست اپنی چچی پیاری بیگم صاحبہ کے پاس گیا۔ اور علیا حضرت نے بہت ہی تعجب کے عالم مین رخصت کیا۔ یہان اسوقت ہماری ہیروئن مہرالنسا بھی تھی۔ بیچاری مان کے سامنے کیا کہتی خاموش تو رہی لیکن اس کی صورت دیکھکر یہ معلوم ہوا کہ بجاے اس کے پرصحت گلابی خون کے رگون مین زعفران دوڑ رہا ہے۔

جب محمد کے منھ سے رخصت ہونیکا جملہ نکلا گھبراکر مہرالنسا کی نگاہ تو اسکی طرف جھکتے جھکتے جھکی۔ آنسو ڈبڈبائے ہوے تھے۔ ایک ٹھنڈی سانس [illegible]ن سے پاک دل سے نکلی اور گویا اسکے ہاتھ پیر [illegible]تین تو شاید دونون گلے ملکر خوب سا روتے

CC-0

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مگر وہ آنکھین سامنے تھین جو لڑکپن سے ابتک ادب سکھاتی رہی تھین۔ اُسے تو یہ جرأت بھی نہ ہوتی تھی کہ ماں کے سامنے نگاہ اُٹھائے۔

محمد اب وہان سے رخصت ہوا۔ اپنے دوستون کے پاس اس غرض سے آیا کہ اپنی روانگی بیان کرے۔ چہرہ سرخ ہو رہا ہے۔ رگین ملبند ہوگئی ہین۔ آنکھون کے پپوٹے سوج آئے ہین اور بہت ہی گھبرایا ہوا ہے۔ چوبدار کمرے کے باہر اپنا عصا لیے ہوے کھڑا رہا اور محمد اپنے دوستون کے پاس آیا۔ اسکی صورت دیکھکر غیاث اور اشرف کچھ پوچھنے ہی کو تھے کہ اُسنے ایک آہ کی اور گر پڑا۔

مرزا اشرف اور غیاث دونون اسکے پاس گھبرا کر دوڑے اور اُسے اٹھا کر پوچھا۔

اشرف۔ حضور کا مزاج کیسا ہے؟

محمد۔ آہ! اشرف اب سامان سفر درست کرو۔

اشرف۔ سامان سفر! مین نہین سمجھا۔

محمد۔ ہان سامان سفر۔ والد نے خط بھیجا ہے کہ بہت جلد روانہ ہو جاؤ۔

اس جملے کے سنتے ہی دونون پر سناٹا چھا گیا اور اپنے آقا کی موجودہ حالت دیکھ کر سخت انتشار ہوا رخصت ہونے مین شام تو ہو ہی گئی تھی۔ اب رات کی تاریکی ہمارے ناز پروردہ شاہزادے مین جسقدر گھبراہٹ پیدا کرتی جاتی ہے اس تصویر کے کھینچنے کے لیے کسی تیز دست مصور کا قلم بھی ایک فضول چیز ہے۔ اسکے چہرے کی رنگت اسقدر جلد جلد متغیر ہو رہی ہے کہ دوسرے دیکھکر افسوس کے عالم مین ہین۔ نوگرفتار محبت کی آنکھین کبھی تو کسی طرف گڑ جاتی ہین۔ جب کسی وقت خیال نے فرصت دی تو وہی عالمگیر سیاہی تھی جو حد نظر تک معلوم ہو رہی ہے۔ وہی درد انگیز تصورات تھے جس کی بنا راج محل مین آگر ہوئی اور اب اس کا نصف [illegible] بیدردی سے اسے کھینچکر نکال رہا ہے اس [illegible] کی اکثر لوگون کو اس سیر سے اُسنے یہ نتیجہ ملا کہ ایک لادوا [illegible]

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اسکی تکلیفیں اٹھانے کے لیے یہ ایک بڑا سفر کر رہا ہے۔ جس گھبراہٹ میں یہ سادگی سے کہتا ہے کہ وہ آج یہ رات کیسے کٹیگی" اسے سنکر خوف کی نگاہوں سے غیاث اور اشرف اسے دیکھنا شروع کرتے ہیں۔

ہائے کیا اچھا ہوتا کہ آج ہی میرا خاتمہ ہو جاتا اور بجائے میرے باپ کے پاس میرا بے روح جسم بھیجا جاتا۔ میرے مرنے کی خبر اس تک ہو پہونچ جاتی۔ وہ دیکھ تو لیتی کہ مرنے والے کو واقعی محبت تھی۔ اسکی شہلائی آنکھیں میرے غم میں دو آنسو بہا لیتیں۔ اور شاید مجھ درد رسیدہ کی قبر پر کوئی پھول کی چادر چڑھا دیتی ...... کیوں غیاث کتنی رات باقی ہے

غیاث۔ حضور ابھی تو سات بجے ہیں۔

محمد۔ آہ! سات بجے ہیں؟ ۔ یہ رات نہ کٹیگی۔ رخصتی ملاقات ہوگی اب چلتے وقت اس کا چاند سا چہرہ کیسے دیکھوں۔ چچی کے سامنے بات کرنا تو درکنار دیکھنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ افسوس۔ یہ تو ہوتا کہ گلے مل لیتا اور اپنے قلب رفتہ کو یہ کہکر تسکین دیتا کہ چلتے وقت گلے مل چکا ہے ... اُف! مجبوری۔

یہ رات یوں ہی گذر جائیگی اور میں انھیں مہمل تصورات میں ڈوبا ہونگا صبح ہوگئی۔ تو پھر کوئی امید نہ رہیگی۔ سب سے ملاقات ہو چکی اب محل میں جانے کا کوئی بہانہ بھی نہیں کر سکتا۔ پیاری مہر النسا! خیر ہے۔ خدا جانے تیرا دلدادہ تجھسے اب ملیگا یا نہیں ملیگا؟ نہیں ہرگز نہیں اگر نہ بھی مرا تو اس قابل تو ہرگز نہ رہیگا کہ تجھسے آکر ملے ...... دنیاوی ثروت کے جال ایسے سخت ہیں کہ جہاں انسان انمیں پھنسا پھر نکل ہی نہیں سکتا۔ ہم سب ایک جدی ہیں۔ لیکن ملکی حالتیں انھیں نہیں معلوم کیا خیال دلا رہی ہیں کہ وہ مجھے نہیں روک سکتے میں خود جرأت نہیں کرتا۔ ان ...ٹھنے والے اور تاج والے سروں سے بوریہ نشین اور ... شاہی نعمتوں سے جو پہلے پہلے دوسروں ... ان غریبوں کی سوکھی روٹیاں اچھی ہیں

CC-0. In

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

جو اطمینان سے اپنے عزیزون مین بسر کرتے ہین اور اپنی محبت سے ایک دوسرے کا دل خوش رکھتے ہین۔ اور انہین فطرتی محبت کا جوش ہر وقت موجود رہتا ہے۔ انکو اس سردمہری سے کام نہین پڑتا جیسا صاحب قوت لوگون کو۔ آج بجاے اسکے کہ مین سلطان شاہجہان صاحب قران شہنشاہ دہلی کے فرزند محی الدین اورنگزیب کا نور نظر ہون اگر کسی فاقہ کش کا لڑکا ہوتا تو شاید مجھے اس کی قابل نفرت ملکی چچاؤن کا خیال نہ ہوتا۔ اُف!۔

کیا اپنے باپ کو خط لکھون کہ وہ مجھے کچھ روز یہان رہنے کی اجازت دے غیر ممکن ہے۔ ایک مدت خط پہونچنے کے لیے چاہیے۔

اشرف۔ کچھ عرض کرون۔

محمد۔ اچھا۔

اشرف۔ بڑی سرکار حضور کے چچا کی بھابھی ہین۔؟

محمد۔ ہان اسمین شک کی کیا بات ہے۔

اشرف۔ اور اولاد تیمور ہین۔؟

محمد۔ بیشک تم کیسی باتین کر رہے ہو۔؟

اشرف۔ بس صرف مجھے جواب دیتے جائیے۔

محمد۔ بہت مناسب۔

اشرف۔ اور یہ کہ دارا شکوہ سے آپ کے چچا سے شکر رنجی ہے۔

محمد۔ فی الجملہ۔

اشرف۔ شرعاً چچا کی لڑکی سے عقد جائز ہے۔

محمد۔ بیشک

اشرف۔ تو بس سوا آپ کے اور کوئی بیگم مہر النسا سے عقد نہین کر سکتا۔ اسلیے کہ دارا شکوہ کی شکر رنجی کا اثر انکے صاحبزادے سلیمان تک ہے اور اب سوا آپ کے کوئی دوسرا نہین۔

محمد۔ فوری خوشی سے۔ ہان؟۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

غیاث۔ واقعی یہ بات ہے۔
اشرف۔ اسلیے مناسب ہے کہ آپ جسقدر صبر سے کام دے سکیں بہتر ہے۔
غیاث۔ ہم یہ دیکھ رہے ہین کہ انشاء اللہ اب کی مرتبہ ہم راج محل مین شاہزادے کا سہرا دیکھین۔
اشرف۔ انشاء اللہ۔

ان سب کے سمجھانے سے یہ تو ضرور ہوتا ہے کہ محمد انکی باتون پر غور کرنے لگتا ہے لیکن وہ کلی کا سا دھکا جسے روکنے کے لیے کسی انسانی الفاظ مین طاقت نہین دیگئی۔ ان کی ساری دلیل کو قطع کر دیتا ہے۔ اور پھر وہی بھولی صورت سامنے آکر کہہ دیتی ہے۔ کہ کیون قدم ڈگمگا رہے ہین پھر چہرہ بدل جاتا ہے۔ اور جس درد سے آہ کی صدا نکلتی ہے اسکے سننے کے لیے پتھر کا کلیجہ چاہیے۔

رات گذرتی جاتی ہے ہمارے دوست کی بقراری ترقی پر ہے۔ اسکی صورت دیکھکر یہ قیاس ہوتا ہے کہ واقعی جب ایسا حسین لائق اور بہادر شاہزادہ اس کمبخت بلا کے بوجھ کو نہین اٹھا سکتا تو دوسرے کی طبعیت سے اسکا درست اندازہ کیا ہو سکتا ہے۔

اسوقت پھر وہی پردہ جنبش مین آتا ہے اور اس خواص کا سر اسمین سے نمودار ہوتا ہے جو ابھی اسکی پیاری مہر کی پاس لیگئی تھی۔ یہ گھبرا کر دوڑا اور بیساختہ چلا اٹھا۔ کون ہے صنوبر!۔
صنوبر۔ کسیقدر غمگین آواز مین۔ حضور کو یاد کیا ہے۔
محمد۔ اچھا چلتا ہون۔ غیاث میرا کبوتر تو لے آؤ۔

غیاث چلا گیا اور شاہزادے کو کبوتر دیا۔ خواص اسوقت اس پہلے کمرے مین نہین لیگئی۔ بلکہ ایک اوپر کی نشستگاہ مین آئی جسکے طرف والا دروازہ کھلا تھا۔ چاندنی پھیلتی جاتی تھی اور اس پر درد ملاقات کے دیکھنے کے لیے حسرت

CC-0.

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اس کمرے مین کوئی شمع نہ تھی - اگر تارے اور ماہتاب کی روشنی نہوتی جو اس پار والے افق کے درختون سے سر نکالکر بلند ہو چکا ہے تو شاید یہان بالکل تاریکی ہوتی ... محمد داخل ہوا -

راوی - پیارے ناظرین! آپ نے دیکھا کہ کیونکر ملاقات ہوئی - غالباً آپ یہ سمجھے ہون گے کہ ایک نے دوسرے کو دیکھکر مسکرا دیا ہو گا گلے ملنے کے واسطے شوق مین ہاتھ بڑھائے ہونگے؟ - اشتیاق مین جلد جلد قدم بڑھا دیا ہوگا؟ اور دونون خوشی سے آہستہ آہستہ ہنس رہے ہونگے؟ گلوریان دی گئی ہونگی؟ اور زبان دکھا دکھا کر مسکراہٹ سے پان کھایا گیا ہوگا؟ -

آہ! وہ زمانہ ہی دوسرا تھا - نگاہین اٹھی تھین کہ ساتھ ہی آنسو بھی موجود ہوے اور پلکون تک پہونچتے پہونچتے اسقدر کمزور ہو چکے تھے کہ سنبھالے نہ سنبھلے کسی کے تو رنگین دوپٹے پر دھبے پڑگئے اور کوئی یہ دیکھنے لگا کہ آنکھون سے یہ کون سی چیز نکل آئی -

شاہزادہ اسی کرسی پر بیٹھ گیا جو کھلے ہوے دروازے کے پاس رکھی تھی یہ دونون بچھڑنے والے ایک دوسرے کو نظر حسرت سے دیکھنے لگے رنج نے انھین کچھ کہنے سننے کی بھی اجازت نہ دی دل یہ چاہتا ہے کہ کچھ کہو مگر رنج پھر خاموش کر دیتا ہے -

یہ ایک بڑا حسرت ناک سین تھا کہ کبھی تو غنچہ دہن مہر النسا منھ کھولکے رہجاتی ہے اور کبھی ہمارا سرشار محبت دوست کچھ بولنے کے لیے مستعد ہوتا ہے لیکن آہ! فراق کی پرہیبت تصویر انھین کچھ ایسا خوف زدہ کر دیتی ہے کہ پھر یہ آہ کر کے رہجاتے ہین - اندھیرے مین دو چاند ہین جنکے چمکتے ہوے رخسارون پر آنسوؤنکی لڑی ڈھلک رہی ہے -

شب ہجرت تو تھی نہین کہ کاٹے نہ کٹتی - یون ہی بیٹھے بیٹھے سحر آگئی بہت سے تارے تو اپنا دورہ ختم کر کے نگاہ ... سے ... اکثر لوگون اب نئے نئے نکلکر انکی جگہ اسی شان کی سے ...

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE.

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

بڑے اسٹیج پر یہ ایکٹر کچھ اس خاموشی سے اپنا پارٹ کر رہے ہیں کہ دیکھنے والوں پر ایک بہت ہی سنجیدہ رعب طاری ہو جاتا ہے۔ کیا یوں ہی صبح ہو جائیگی اور یہ دونوں محبت کے دریا میں غوطہ لگانے والے ہوش میں نہ آئیں گے؟ افسوس! کون ہے جو انکا شانہ ہلا کر چونکا دے۔

یہ خاموش بیٹھے تھے کہ ایک مرتبہ گھڑیال کی آواز آئی اور بارہ بجے اس رات کے سناٹے میں آواز نے دیر تک آہستگی سے گونج کر انھیں چونکا دیا اور محمد کے منہ سے نکلگیا آہ میں بارہ بج گئے۔؟

مہرالنساء۔ آنسو پونچھکر۔ گلوگیر آواز میں۔ محمد کیا صبح جاؤگے؟۔

محمد۔ آہ! مہرالنساء۔ کیا میں خود جا رہا ہوں؟ نہیں افسوس۔ مجبور ہوں یہ بتاؤ کہ اب میں اس موت کے سفر میں کسطرح اپنے کو تسکین دونگا۔ پیاری مہرالنساء! تم شاید محمد کو اب نہ دیکھ سکو مجھے اپنی حسرت پر خود رونا آتا ہے۔ مہرالنساء سنو! آہ تم تو خود رو رہی ہو۔ اگر تم میرے مرنے کی خبر پانا تو یہ ہرگز نہ کرنا کہ دوڑی آؤ۔ آہ! نہیں تمھاری شکایت کے علاوہ مجھے یہ بھی خیال ہے کہ کسی کو اسکا شبہ بھی نہ ہونے پائے کہ میں تمھیں چاہتا ہوں۔ ہاں اتنا ضرور کرنا کہ کچھ سورے میرے نام پر پڑھکر بخش دینا ثواب کا قاصد تمھاری یاد رکھنے کی اطلاع دیدیگا۔ اور ہمیشہ قبر میں چین سے سوؤنگا دلربا! سنو پر تمھاری وفادار خادمہ ہے۔ دیکھو۔ آہ!۔ تم تو منھ چھپائے لیتی ہو۔ کیا تمھیں پھر یہ موقع ملیگا کہ اپنے دلدادہ سے اسطرح باتیں کرو سنو! اسے ایک پھول کی چادر اپنے ہاتھ سے گوندھ کے دینا اور اس سے تاکید کر دینا کہ وہ کسی شخص کو دیدے کہ میری قبر پر چڑھا دے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تمھارا شیدا تم سے چھوٹ کر پھر زندہ رہے۔ اسکی موت یہاں لے آئی تھی۔ اور اب خدا جانے کہاں دفنانے لیے جا رہی ہے بھی امید نہیں کہ اپنے باپ تک زندہ پہونچوں۔ تم رنج نہ کرنا ... میرا ارمان تم پر صدقے ہو گیا۔ لیکن میری روح ... کو پورا کرنا۔...... اتنا کہکر بیہوش ہو گیا

CC-0. In

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مہرالنسا۔ (گھبراہٹ مین) اُسکے کان کے قریب منھ لیجاکر محمد! محمد! محمد! آہ بیچارہ محمد تو بیہوش ہوگیا اُسکے پُرحسرت کلام نے خود اس پر اثر کیا۔ اُسے اسوقت کیا خبر تھی کہ تجھسی دلربا گھبراکر اُسے چونکا رہی ہے۔ آہ! جب حواس مین بھی تو ہو۔

محبت تیرا برا ہو۔ تو پہلے تو بڑی پیاری صورت دکھلاتی ہے کہ جس سے ناتجربہ کار اور نوخیز نوجوانون کا دل اپنے قبضہ مین لانا کوئی بات ہی نہین۔ ایسا جال ہوتا ہے کہ پھنسنا ممکن ہی نہین۔ تو ہی ایسی دھوکا دینے والی شے ہے کہ لوگ تجھے جانتے نہین لیکن پھر تجھے اختیار کرتے ہین۔ آخر مین تو ایسی ہیبت ناک شکلین دکھاتی ہے جسکا آغاز ہمارے دوست کے چہرے سے ظاہر ہے۔ اُسکے مرجھائے ہوے چہرے پر تیرا دست شفقت پھر چکا ہے تو ہی تو وہ چہرہ ہے جسکا ہر انسان مین ہونا ضروری ہے بلا تیرے انسان انسان نہین کہا جاسکتا لیکن جہانتک ہم خیال کرتے ہین تیرے اثر بھی بہت سے ہین اور علی الخصوص نوجوانون کے لیے جو ایک معشوق کی شکل مین ہوتا ہے یہ اثر غضب ہی کا ہے۔

دیر تک یہی حالت رہی جسکا ہمنے ذکر کیا۔ آخر کار ہمارے دوست سے یہ نہ دیکھا گیا کہ اپنی کبیدگی ظاہر کرکے اپنی دلربا مہرالنسا کو رنجیدہ کرے اب وہ اس بات کی کوشش کرنے لگا۔ کہ اپنی ماہوش کے چہرے کو خوشی کے عالم مین دیکھے جس سے چلتے وقت اسے کسی قدر اطمینان ہو۔

ایسے وقت مین (کہ ایک کی تو اُٹھتی ہوئی جوانی دوسرے کا شباب ایک اگر مجسم حُسن تو دوسرا یوسف ثانی ایک نزاکت کی پتلی تو دوسرا نازک دماغ اگر ایک شاہزادی تو دوسرا بھی اسکے مدمقابل) یہ بہت ہی مشکل امر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنے کو کسی ناجائز تعلق سے باز رکھ سکین۔ لیکن اس قصے کے پڑھنے والو۔ یہ اچھی طرح سے یقین کرلو کہ یہ وہ [illegible] جسمین نوجوانون نے کورٹ شپ کا نام بھی نہ سُنا [illegible] اور لوگون خلاف قانون اسلام کوئی جرأت نہ کرے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

روشنی کا زمانہ نہ تھا کہ مذہب کے پُرفوائد بار کو "جسکے اصول بہت ہی سوچ سمجھ کر رکھے گئے ہیں حتی کہ وہ کوئی مذہب کیوں نہ ہو" آسانی سے اپنے سر سے اتار ڈالیں۔ اور اپنی طبیعت کے موافق بُرائی اور بھلائی ٹھہرالیں نہیں اُسوقت اگر ہندو تھے تو وہ سچے ہندو تھے اور اگر مسلمان تھے وہ پکے مسلمان تھے اگر مسلمان اپنے جوش مذہب میں انھیں مغلوب کیا چاہتے تھے تو وہ اپنے مذہب پر خوشی سے جانیں نثار کرتے تھے۔

پیارے دوستو! اگر تم یہ خیال کرو کہ میں خلوص سے کہہ رہا ہوں۔ تو یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اب تمھیں اس جوش سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تم میدان جنگ کے ہیرو نہیں بننے والے ہو۔ بلکہ اب تمھیں آپسمیں اسطرح گلے ملنا چاہیے جسطرح دو بھائی آپسمیں ملتے ہیں اور پھر ایک ہو جاتے ہیں تم اب مذہب کا خیال نہ کرو۔ محض انسانیت کا خیال تمھیں اب مدد دیسکتا ہے۔ تمھارے طرز معاشرت اور تمھارا میل جول تمھیں ترقی دیگا تعصب مردود کو چھوڑ دو جو نہ تمھیں مذہبی عقیدے سے بخشوائیگا اور نہ دنیا میں کوئی فائدہ ہوگا۔ آپس کی لڑائی کا خیال کرکے۔ تم افریقہ کے اکثر اُجڑے ہوے دیہاتوں کی طرف دیکھو اور غور کرو تو تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ اسی بیعقلی اور آپس کے فساد نے اُنھیں کیا دکھلایا وہ دوسرے کو قتل کرتے تھے خود قتل ہوے۔ اور آخر میں نہ تو انکے دشمن رہے اور نہ اُن کے دوست رہے کہ اُن کی فتحیابی دیکھ کر خوش ہوتے دونوں کے دونوں اُس ریگستانی زمین کے نیچے پڑے سو رہے ہیں۔ انکا وہ گوشت جو لڑائی کے لیے نذر تھا اُسے چیل کوّے کھا گئے اور وہ ہڈیاں اب ریگستان میں چونا ہو رہی ہیں۔

اسوقت پکے مسلمان تھے اور مذہب کے خلوص نے انھیں ایک دوسرے کا [illegible] اتھا جس سے وہ ایک دوسرے کی مدد اور قوم کی نام آوری [illegible] تصدق کرتے تھے۔

[illegible] ے دوست سے ایکسہ ہوئی وہ اسقدر ہی کہ مہر النساکا

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

نازک ہاتھ اُسکے گلے مین ہی۔ یہ بھی اپنا ہاتھ اُس کے گلے مین ڈالے ہے۔ اور کسی قدر اسکی طرف پھرا ہوا غور سے اسکی پیاری صورت دیکھ رہا ہے آنکھوں مین آنسو بھرے ہین۔ اشتیاق تو یہی کہتا ہے کہ کلیجے مین بٹھال لو۔ کیونکہ فراق کا زمانہ قریب پہونچتا جاتا ہے رات قریب ختم کے ہے۔ لیکن وہی خیال حد فاصل ہے۔

اگر ہم اس منظر کو مختصر الفاظ مین دکھانا چاہین تو یہ کہہ سکتے ہین کہ ایک پُر تکلف کمرہ ہے۔ سامنے دریا ہے۔ دو مرصع کرسیون پر دونو عمر جواہرات سے بسی ہوئی پوشاکین پہنے ہین۔ ان مین سے ایک تو اٹھارہ برس کی عمر کا ہے اور دوسرے کا سن کوئی تیرہ برس کا ہے۔

مہرالنسا۔ بھرائی ہوئی آواز مین۔ محمد! یہ کبوتر کیسا لیے ہو۔؟

محمد۔ ہان پیاری مہرالنسا! مین اسے تو بالکل ہی بھول گیا تھا۔ تو یہ میرا بڑا رفیق ہے۔ تم کوئی خط اسکے پر مین باندھکر چھوڑ دینا یہ ضروری میرے پاس پہونچا دے گا مجھے تمھاری خبر معلوم ہو جائیگی۔ دیکھو بھولنا نہین۔

مہرالنسا۔ (دھیمی آواز مین) صنوبر۔ آواز آئی۔ حضور...... دیکھو میرا ایک کبوتر لے آؤ۔ مہرالنسا نے محمد کو دو کبوتر دیے۔

محمد۔ آہ! کیسے یقین ہو کہ تم مجھے نہ بھولوگی۔ اور یہ اُمید کرون کہ ایک دن بلا رکاوٹ کے تم میرے پہلو مین بیٹھی ہوگی۔

مہرالنسا۔ (تسکین کے انداز مین) تم گھبرائے کیون جاتے ہو۔ ابھی بہت زمانہ ہے اور تم اچھی طرح کوشش کر سکتے ہو۔

لو غضب ہوگیا۔ مرغ سحر کی آوازین کان مین آنے لگین چمکتے ہوے تارے جو انکو دیر سے دیکھ رہے تھے فراق کا یہ حسرت سین نہ دیکھنے کے لیے چھپے اور غائب ہوگئے۔ سپیدۂ سحر نے ہاتھ پاؤن پھیلانا شروع کیے اور مؤذنون نے اُٹھتے ہی نعرے اللہ اکبر کے بلند کیے۔ دریا سے ٹھنڈی ٹھنڈی [illegible] نے آکر کہدیا کہ اب رخصت ہو لو۔ ہاے! کس حسرت [illegible] دیا گیا دونون کی نگاہین اُٹھین تو لیکن ضعف [illegible] اثر لوگون پر کتی ہوئی چلی گئی۔ کہ ذرا جلدی کیجیے"

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اسوقت عجب سکتہ کا عالم ہے - دونون ایسے چپ بیٹھے ہین کہ دیکھ دیکھکر افسوس ہوتا ہے انکی بیکسی پر گریبان سحر چاک ہو رہا ہے اور روشنی تیز ہوتی جاتی ہے - آنسو بھی خشک ہوتے جاتے ہین - چہرے پر ہوائیان اُڑ رہی ہین - آنکھین اور سُرخ ہو گئی ہین ...... صنوبر کی دوبارہ آواز سے محمد چونکا - اور کھڑا ہو گیا اسوقت اسکی غفلت کے پردے اُٹھاتی ہوئی ایک آواز سُنائی دی محمد! کیا جاتے ہو -

اس جملے نے رہے سہے حواس کھو دیے تھے ہوے آنسوؤن مین ایک ٹھیس لگی اسکے بعد رخسار پر دوڑی آنسوؤن کی تھی جس نے انھین بیچین کر دیا -

محمد - (ضبط کرکے) ہان اب تمھارا شیدا رخصت ہوتا ہے - مہرالنسا! کیا سچ مچ تمھین رخصت کر رہا ہون - کیا واقعی اب تمھین نہ دیکھون گا - آہ! غضب ہو گیا - بجلے اس خط کے موت کیون نہ آئی - مہرالنسا آؤ گلے تو مل لین -

اُف! کیا یہ جملہ اُسے غش مین نہین لا سکتا کیا ننھا سا دل بے قرار نہین ہو سکتا تھا - دیکھیے اس کے ہاتھ پیرون مین لغزش ہوئی اور محمد کی طرف چلی تھی کہ اُسنے سنبھال لیا اُسکے ننھے سے دل کے ڈھڑکنے کی آواز اسکے کان مین آنے لگی -

اسوقت کیوڑا اگلاب کہان تھا اور کسکو ہوش تھا - صنوبر انکی آنکھون سے اوجھل اس تماشے کو دیکھ دیکھکر اشک حسرت بہا رہی تھی - وہ مطلق نہین چاہتی تھی کہ اس صحبت مین مخل ہو -

صرف گھبراہٹ تھی کہ کوئی آ نہ جائے - دونون کے آنسوؤن نے ایک دوسرے کے رخسار دھو دیے اور یہ پھر سنبھلے - لیکن ہوش مین آکر ...نئی بات تو دیکھی نہین - یہی کہ مہرالنسا چھوٹ رہی ہے اور محمد رخصت

...سپیدۂ سحر پھیلتا جاتا ہے اور شہنائی کی آواز بھی

CC-0. In P...

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

صنوبر۔ سامنے آکر۔ حضور صبر کیجیے خدا چاہے گا تو پھر ملاقات ہوگی۔

اس آواز کے ساتھ ہی دونوں آنسو پونچھکر الگ کھڑے ہوگئے۔

مہرالنسا۔ اچھا محمد! رخصت۔ جاؤ اللہ کو سونپا۔ مگر ضبط نہ ہوسکا۔

محمد۔ مہرالنسا!۔ اگر محمد زندہ رہا تو پھر تمھاری زیارت کریگا۔ اچھا رخصتی سلام اور مگر آنسو نکل پڑے چلتے وقت اسنے مہرالنسا کو گلے لگایا اور بے اختیاری میں اُسکے پھول سے رخسار پر آہستہ سے ایک بوسہ لیا۔ اس سے اور بھی جوش گریہ میں ترقی ہوئی اسقدر آنسو نکلے کہ ہمیں یہ شعر یاد آگیا ؎

نکلے پل پل کے جو روئے ہیں ہم صورت ابر آستین اشکوں سے تر انکی ہے دامن اپنا

صنوبر نے مشکل سے محمد کو اپنی طرف کھینچا۔ یہ دونوں پھر پھر کے ایک دوسرے کو دیکھتے رہے آخر یہ سین ختم ہوا اور یہ اپنے دوستوں کے پاس پہونچا اس کی آنکھیں سوجی تھیں۔ اور ٹھنڈی سانس اس طرح لے رہا تھا کہ جس طرح لڑکا رو کر چپ ہوگیا ہو اور اپنے دل کو روک رہا ہو۔

سامان پہلے سے درست ہو چکے تھے۔ مرزا غیاث اور اشرف گھوڑوں پر سوار تھے۔ اسکے خاص باڈی گارڈ کے جوانوں نے فوجی سلام کیا اور بہت ضروری سامان اپنے ساتھ لیا شاہ شجاع نے رخصت کیا اور عام افسوس کی حالت میں نور کے تڑکے نسیم سحری کی طرح دکھن کے شاہزادے کی سواری پچھم اور دکھن کی طرف جاتے دکھائی دی۔

پانچواں باب (۵)

انقلاب کے پر ہوتے ہیں

ہمارے دوست کو رخصت ہوئے عرصہ ایک ... اکثر لوگوں ضرورت نہیں سمجھتے کہ ابھی اُسکی کچھ حالت لکھ...

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کر وہ حالتین دکھلائین جنکا ہمنے وعدہ کیا تھا اور ضمناً اپنے ہیرو کا قصہ چھیڑ دیا تھا۔

اب ۱۶۵۷ء کا آغاز ہے کہ شہنشاہ شاہجہان صاحبقران کی علالت کی خبر مشہور ہوئی اور ہندوستان خوف کی نگاہون سے یہ دیکھ رہا ہے کہ گنتے دنون کا امن اب کیا رنگ اختیار کرتا ہے۔ شاہ شجاع اپنے اسی کرہ مین تشریف فرما ہے کرہ مین مع شاہ شجاع کے اسوقت آٹھ آدمی ہین۔ جنمین سے دو فوجی افسر ہین دو ملکی وزیر ہین۔ دو مالی ہین اور ایک وکیل مطلق ہے جسے ان سب لوگون کی حالت دیکھنے کا اختیار ہے۔ ان سب لوگون کے چہرون سے غور پایا جاتا ہے۔ دروازے بند ہین اور ہر دروازے پر دو مغل سپاہی تصویر بنے کھڑے ہین اور دروازے پر اپنے طلائی عصا پر تکیہ لگاتے ہین۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوئی بہت ہی خفیہ شورہ ہو رہا ہے۔ ابھی کسی کو کچھ کہنے کی ضرورت نہ ہوئی تھی کہ شجاع نے کہا ہان تو شہنشاہ کی علالت مین مجھے کیا کرنا چاہیے؟

ایک فوجی افسر ۔ مجھے اعلیحضرت کسی قدر اس سوال سے الگ ہوکر جواب دینے کی اجازت دین۔ مین۔ یہ عرض کرتا ہون کہ مین اور میرے سپاہیون کی جان حضور کے ایک اشارے پر تصدق ہے۔

مالی وزیر ۔ اور ہمارے پاس خزانہ بھی کم نہین ہے۔

ایک دوسرا وزیر ملکی ۔ ہماری ملکی حالت بھی اسقدر مناسب ہے کہ کسی شورش کا خیال بھی مشکل سے آسکتا ہے۔ جبکا ہمین خیال کرنا پڑے اور ہمارے کسی ارادہ مین مخل ہو۔

شاہ شجاع ۔ یہ جانتے ہو کہ شہنشاہ کے بعد کیا ہوگا۔

[illegible]ظاہر بات ہے کہ ہر شخص اپنے اقتدار کی کوشش کریگا۔

[illegible]انتک سوچتا ہون۔ اگر دارا تخت نشین ہوا تو یا

CC-0. In [illegible]

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایک۔ نصیب دشمنان۔ لیکن تخت کی خواہش ضرور خونی ہوتی ہے۔
شجاع۔ تو تم ہر طرح آمادہ ہو۔؟
سب۔ ہر طرح۔
شجاع۔ اگر جنگ بھی کیون نہ کرنی پڑے۔؟
سب۔ بلکہ اگر اسکی ضرورت ہو کہ ہم مین سے ایک ایک قتل ہوجائے۔
شجاع۔ تو کبتک؟
سب۔ اسی ہفتہ مین۔ خدا کے فضل سے ایک لائق صوبہ دار نے ہمین ہر طرح سے مستعد کر رکھا ہے۔
شجاع۔ اچھا دیکھو تو مین تمھارے قول کا یقین کرتا ہون۔
سب۔ پیشک کرنا چاہیے۔

ناظرین! واقعی اسکے اسباب بہت ہی موافق ہین۔ اُسکی فوج بہادر اور تعداد مین بھی زیادہ ہے علاوہ اسکے اس نے اپنے انتظام کے زمانے مین بہت کچھ روپیہ جمع کر لیا ہے۔ حالانکہ شاہی خزانے مین بہت ٹھیک وقت پر روپیہ پہونچتا ہے۔ آج تو دربار برخاست کیا گیا۔ اور ہر شخص کو ایک کام سپرد ہوا۔ دوسرے روز پھر دربار کیا گیا اور اس مین یہ مسئلہ پیش ہوا۔

شجاع۔ یہ تو بتلاؤ کہ شہنشاہ کی زندگی مین۔ مین کیسے فوجکشی کر سکتا ہون۔
سب۔ ہان یہی ایک مشکل مسئلہ ہے۔

مختلف پہلو سے رائین دی گئین لیکن کوئی ایسی رائے نہ تھی جسپر فیصلہ ہوتا۔

شجاع۔ سنو۔ تمھارا خیال بھی نہ جاتا۔ اور اگر سوچتے بھی تو مجھسے کہنے کی جرأت نہ کرتے آج سے مشہور کردو کہ شہنشاہ نے قضا کی اور ہمارے اس مشورے کی کسی کو کانون کان خبر نہ ہونے پائے۔

سب نے خوشی سے منظور کیا اور ۹ ہی کے سفر تک تمام بنگال بہار اور اوڑیسہ کے صوبہ مین شہنشاہ دہلی کے قضا کرنے کی خبر عام ہو گئی۔ اکثر لوگون نے تو اسکے نام قرآن خوانی کر دی۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اس میدان مین جہان ہم نے اپنے دوست محمد کی آمد کے دن سوارون کو مشتاق دیکھا تھا آج وہان لوہے کا دریا بہ رہا ہے دور تک پیادون کی برابر قطارین ہین اور انکی مختلف وردیون سے انکے علٰحدہ علٰحدہ دستے معلوم ہوتے ہین۔ انکی قوی ہیکل اور فوجی آن بان کے افسر دیکھ بھال مین مصروف ہین انکے پیچھے سوارون کا رسالہ ہے۔ انکے افسر اپنے شاندار گھوڑے دوڑاتے ہوئے اپنے سپاہیون کو ترتیب سے درست کرکے پھر اپنی جگہ آجاتے ہین سوارون کے برچھیون کی سنانین دور تک چمک رہی ہین اور انکے صیقل کیے ہوے خود پر آنکھ نہین ٹھہرتی۔ اُنکے اصلی گھوڑے یہ معلوم ہوتا ہے کہ رانون کے نیچے بیقرار ہین اور اپنے سوارون کے اشارے پر بجلی کی طرح کوندتے معلوم ہونگے۔ فوجی قاعدے اور سکھائی ہوئی عادتین انھین بیجان تصویر کی طرح زمین مین گاڑے ہین۔ زرق برق اسلحہ اور نکلتے ہوے آفتاب کا عکس کس بلا کی زینت دے رہا ہے کہ یہ فوج باوجودیکہ خونخوار ہے مگر دیکھنے کے لائق منتظر ہے۔

انتظار کی حالت مین شہر پناہ کے پھاٹک سے گذرتے ہوے شہنائی کی آواز سنائی دی۔ اور سبھون نے خوشی سے نعرے بلند کیے اسکی وجہ یہ تھی کہ قریب تین سو غلامون کے جو بہت ہی قیمتی پوشاکین پہنے ہوے تھے جڑاؤ مرصع ہتھیار ہاتھون مین لیے ہوے بہت ہی آہستہ آہستہ آگے کی طرف قدم بڑھا رہے تھے۔ انکے پیچھے ایسے ہی اور غلام تھے جنکے ہاتھون مین بخورات روشن تھے۔ مشک اور عنبر کی خوشبو سے معلوم ہوتا تھا کہ آج ہوا اسمین نہا کے آئی ہے اور ہر طرف اپنی شان کی خوشی مین اتراتی پھر رہی ہے۔ اسکے پیچھے کئی ہاتھی تھے آگے ایک بہت بڑا ہاتھی تھا اسپر ایک بیش بہا جھول پڑی تھی اسپر ایک جواہر نگار ہودا تھا۔ اور ہودے مین شاہزادہ شاہ شجاع تشریف فرما تھے اسکے دونون جانب اسکے دو صاحبزادے تھے اور پشت پر ایک میر منشی تھا۔ اس کے پیچھے دو خواص چنور کر رہے تھے۔ پیچھے کے ہاتھیون پر دیگر رؤسا اور معزز

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

عہدہ دار تھے ہاتھیون کے قریب پہونچتے ہی آنکھون کے نیچے ہزارون بجلیان کوند گئین کیونکہ افسرون کے حکم سے سپاہیون کی تلوارین سلامی لے لیے نیام سے نکلی تھین ہاتھیون کے قلب فوج مین پہونچتے ہی فوجی باجے کی صدا آئی شجاع نے کسیقدر پر تبسم چہرے سے اس فوجی دریا کو دیکھا افسر گھوڑے دوڑا کر آئے اور نذرین دین۔ اسکے بعد پھر اپنی جگہ حکم کے منتظر کھڑے رہے ہر طرف نگاہین دوڑانے کے بعد شاہ شجاع نے چوبدار کی طرف اشارہ کیا اور یہ سپہ سالار کے پاس دوڑا ہوا گیا اور روانگی کا حکم دیا۔ پھر فوجی باجون نے شور کیا اور فوج روانہ ہو گئی۔

ناظرین ہمین معلوم ہوا کہ شاہ شجاع کے ساتھ اس کی پیاری بیٹی مہرالنسا اور پیاری بیگم صاحبہ بھی تھین۔ دو لڑکیان اور ہین جو مہرالنسا سے چھوٹی ہین۔ ہمارے دوست کی دلربا یہ سوچ رہی ہے کہ وہ ہر قدم پر اپنے چاہنے والے کے نزدیک ہوتی جاتی ہے۔ کیا عجب ہے کہ وہ بہت جلد ملے۔ اور کچھ روز تک اچھی طرح ہنسنے بولنے کا موقع ہو۔ یہ سر جھکائے ہوئے اُنھین خیالات مین تھی کہ صنوبر نے اُسکے دل بہلانے کی کوشش کی۔

دوپہر ہو چکی تھی۔ وہ دونون لڑکیان تو سو گئین بھلا مہرالنسا کو کب نیند آتی ہے۔ اور ساتھ ہی صنوبر کو ادب کب اجازت دیتا ہے کہ پلک جھپکائے۔ اسنے مہرالنسا کا پیر دباتے دباتے ان دونون لڑکیون کو دیکھا جو سوتے مین بھی مسکرا رہی تھین۔

صنوبر۔ بی بی کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ شاہزادہ اتنی جلد کیون چلا گیا۔

مہرالنسا۔ ٹھنڈی سانس لیکر۔ صنوبر کیا کہون کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ وہ تو کہو خیر ہوئی کہ تم نے اس روز مجھے الگ بلا کر خط دیا اگر محمد کو اس کی خبر ہوتی تو ضرور راز فاش ہو جاتا اور خدا جانے کہان تک بات بڑھتی۔ مین نے اپنی حالت بہت چھپائی۔ لیکن پھر بھی میرے رنج کو شاہزادہ سمجھ گیا۔

صنوبر۔ اُس روز نا؟ ہان۔ لیکن بی بی اُنھین لکھا گیا تھا اور تھا کسکا۔

مہرالنسا۔ دیکھو وہ تو میرے ہی پاس ہے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ تین بجے صنوبر نے مہرالنسا کو ایک خط دیا تھا جسوقت محمد اسکے پاس بیٹھا تھا۔

میری آقازادی

مدت کے بعد مجھے اپنے کو حضور کے عشاق کے دفتر مین نام لکھوانے کا موقع ملا۔ مین درست سوچ چکا ہون۔ کہ آپ اسے مشہور نہ کرینگی۔ اسلیے کہ مین تو قتل ہوتا ہی مگر آپ کی بھی بدنامی تھی۔ میرے قتل سے آپ اپنی بدنامی کا زیادہ خیال فرمائینگی۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے۔ کہ محمد کو آپ سے کسقدر محبت ہے اگر آپ نے میرا مدعاے دلی نہ پورا کیا تو یاد رکھیے کہ آپ کا ایک راز میرے قبضے مین ہے۔

راقم ایک کشتۂ نگاہ

صنوبر۔ مین دیکھتی ہون کہ اس موے کی شامتین آئی ہین۔ اللہ قسم اگر آپ حکم دیجیے تو اتنے جوتے کھلواؤن کہ نام لینا چھوڑ دے۔ حرامزادے کو شرم نہین آتی چھوٹا منھ بڑی بات۔

مہرالنسا۔ چپ صنوبر۔ اس مین میری بدنامی ہے۔ نہین تو موے کا سر ٹھوکرین کھاتا ہوتا۔ دیکھو مین موقع کی منتظر ہون۔

صنوبر۔ کیا یہ ممکن نہین کہ اُسے قتل کروا ڈالون۔

مہرالنسا۔ پہلے مجھے یہ سمجھ لینے دو کہ کیسے اسکا انجام ہوگا۔

صنوبر۔ مجھے تو شاہزادے کی باتین یاد آتی ہین۔

مہرالنسا۔ آہ سرد بھر کر مجھے اسکا ایک ایک جملہ نشتر تھا۔ ہاے۔

آج دن کی منزل تمام ہوئی ایک بہت بڑے وسیع میدان مین فوجین اُترین خیمے نصب ہوے سپاہی اپنے اپنے کھانے کا انتظام کرنے لگے۔ اس سنسان مقام پر آج وہ چہل پہل ہے کہ کبھی کاہے کو دیکھی گئی تھی۔ ایک عمدہ مقام پر شاہی خیمہ نصب کیا گیا اور خواتین بھی اتاری گئین۔

کل انتظام بہت تیزی سے کیا گیا۔ ہر شخص اپنی ضروریات مین مصروف ہوا اسوقت ایک چوبدار نے صنوبر کو ایک خط دیا اور وہ واپس چلا گیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

لفافہ پر صنوبر کا نام تھا۔ لیکن جب ایک لفافہ چاک کیا تو اسنے دیکھا کہ وہ خط مہر النسا کے نام ہے۔ کیونکہ ایک لفافہ کے اندر دوسرا لفافہ تھا۔ مہر النسا کو اسنے تنہائی کے وقت وہ خط دیا اور تعجب سے اس کی منتظر رہی کہ کسنے یہ خط بھیجا ہے۔

محمد کی پیاری مہر النسا کا خط کے ہر ایک لفظ پر رنگ بدلتا جاتا تھا ہر ایک جملے پر غیر معمولی تغیر ظاہر تھا۔ ادھر تو خط تمام ہوا اور ادھر یہ آہ کر کے گر پڑی۔ آنکھیں الٹے گئیں اور چہرے پر موت کی زردی پھر گئی۔

صنوبر گھبرا گئی اور بہت تیز عطر سونگھایا جس سے یہ دیر کے بعد ہوش میں آئی۔ اور بڑی یاس کی نگاہوں سے صنوبر کی طرف دیکھ کر آہ! اتنی ہی دیر میں اسقدر چہرے سے کمزوری ظاہر تھی کہ گویا ایک ہفتہ کا کوئی بیمار ہو۔

صنوبر۔ گھبرا کر۔ کیوں بی بی خیر تو ہے۔

مہر النسا۔ آہ! صنوبر غضب ہو گیا۔ شن۔

بھلا عاشقان صادق بھی کہیں رقیب کو دیکھ سکتے ہیں۔ کیسا حکم دیا کہ شہزادے صاحب بھی یاد کرتے ہوں گے۔ کیسا دکھن کا خط اور سوار اور اسکی طلبی یہ سب یاروں کی کارستانی تھی۔ ایک مصنوعی خط لکھ کر ایک سوار کو دیا۔ یاروں کے گرگے ایسے تھوڑے ہیں کہ کہیں حیلے میں آجائیں۔ یاروں کے فقرے کو بھی مان جائے گا۔ ایسا فقرہ دیا کہ کچھ کہنے سننے کا بھی موقع نہ ملا۔ بیچارے خاک پھانکتے چلے جا رہے ہوں گے راستے کی کسل بھی نہ مٹی تھی کہ پھر دوڑا دیا۔

راقم سوا اختر کے اور کون

آہ! غضب کی چال چلگیا ملعون۔ ہماری بھی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ آخر یہ کیسا حکم اور کیسا خط آئے ہوئے کتنے دن ہوئے تھے کہ ساتھ ہی خط بھی ہو چکیگا۔ محمد کو کیا خبر ہے کہ اسکے ساتھ یہ چال چلی گئی۔ اسپر تو محبت کا ایسا جنون سوار تھا کہ محض اسے اپنی معشوقہ سے چھوٹنے کا خیال تھا اور کچھ بھی نہیں۔

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مہرالنسا - صنوبر - اب اس حرامزادے کے سر پر قضا کھیل رہی ہے -

صنوبر - لونڈی تو عرض کر چکی کہ وہ اپنی حرکت سے باز نہ آئے گا -

مہرالنسا - تو مین مناسب سمجھتی ہون کہ یہ خط باداجان تک پہونچ جائے باداجان ایک تو خط بھیجنے سے میری صفائی سمجھین گے اور دوسرے یہ کہ وہ ملعون پھر جرأت نہ کرے گا - مجھے مطلق خوف نہین - کہ کوئی مجھے محمد کا چاہنے والا سمجھے - اور ابھی تو محض یہ اس ملعون کا کہنا ہے -

صنوبر - حضور مناسب تو ہے -

مہرالنسا - اچھا تو کل یہ دونون خط باداجان کے پاس لیجانا -

صنوبر - بہت خوب -

مہرالنسا - آہ! یون نہین -

صنوبر - بہتر ہوگا کہ اسی وقت - کیونکہ حضور اب خاصہ نوش فرما چکی ہین -

مہرالنسا - اچھا جا -

صنوبر اس کمرے مین گئی - جہان شاہ شجاع تشریف فرما تھا - اور شمع کی روشنی مین چند کاغذات پڑھ رہا تھا - اور بعض پر کچھ احکام لکھتا جاتا تھا - نگاہ اٹھتے ہی یہ تسلیم کے لیے جھکی اور شجاع نے استفہامی نگاہ ڈالی اور صنوبر نے ہاتھ بڑھا کر وہ دونون خط دیے -

شجاع - ہاتھ مین لیکر - کیسا -؟

صنوبر - حضور ملاحظہ فرمائین - لونڈی کو ملکہ نے دیا ہے -

شاہ شجاع نے وہ خط لیا اور پڑھنا شروع کیا - ہر لفظ پر اسکی آنکھین سُرخ ہوتی جاتی تھین اور چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آگ پر رکھدیا گیا ہے -

شجاع - غصے کی آواز مین تجھے یہ خط کسنے دیا؟ -

صنوبر - خوف زدہ ہوکر - حضور - ایک ... چو ... بدار ... نے -

شجاع نے ایک پرزے پر کچھ لکھا اور ایک سوار کو بلا کر حکم دیا کہ ابھی وہ راج محل مین جاکر سردار علی قلی خان نائب السلطنت کو دیدے -

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

سوار نے وہ خط صافہ میں رکھا اور رات ہی رات چلدیا۔

مہرالنسا۔ صنوبر۔ کیا ہوا۔

صنوبر۔ ایک خط سرکار نے نائب السلطنت کے نام بھیجا ہے۔

مہرالنسا۔ سمجھی۔

صنوبر۔ گرفتاری کا حکم۔

مہرالنسا۔ ہاں۔ کیونکہ وہ مردود یہاں تو ہے نہیں۔

صنوبر۔ خوب ہوا۔ اب حرامزادہ اپنی سزا کو پہونچیگا۔

اب رات زیادہ آچکی تھی مہرالنسا مسہری پر جاچکی تھی اتنے بڑے لشکر میں سناٹا چھاگیا تھا صرف طلائے کے سپاہیوں کی آواز تھی۔

چھٹا باب (۶)

ولیعہد

مرغ سحر اذان دے چکے مؤذن بھی اب خاموش ہیں کوئی دلدادہ تو اب اپنے معشوق کو رخصت کر رہا ہے اور کوئی رخصت کرکے منہ لپیٹے پڑا ہے۔ تارے کچھ تو ڈوب چکے کچھ جھلملا رہے ہیں۔ کیونکہ جس حالت میں کوئی چیز کسی کو نفع ہوجاتی ہے تو دوسرے کے لیے مضر ہوتی ہے۔ دیکھیے یہ آفتاب کی روشنی انکے لیے ملک الموت کا کام کر رہی ہے مشرقی افق سے سامان سحر نمودار ہیں۔ ستارے اسطرح غائب ہوتے جاتے ہیں کہ نقش قدم کا نشان بھی نہیں ملتا اسکے پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ انکے غائب ہوتے ہی آسمان پر بے رونقی چھاگئی یا کوئی نیا سمان پیدا ہوا بس اس وقت یہی کیفیت ہے کہ مشرق کی طرف نور بڑھتا ہوا چلا آرہا ہے سیاہی اور سفیدی اسطرح ملگئی ہے کہ وقت کا درست اندازہ نہیں ہوتا۔ مگر دیکھنے والا یہ ضرور سمجھ لیگا کہ صبح کا وقت ہے۔

دیکھو وسیع سڑکوں اور میدانوں میں تندرست لوگوں کے علاوہ مریض

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

بھی لکڑیاں اور بسیاکھیاں ٹیکتے ہوے چلے جارہے ہین۔ ان کی طبیعت مین بہ نسبت اور وقتون کے فی الجملہ بحالی ہے۔ وہ جلد جلد سانس لے رہے ہین۔ ان کی اندرونی کثیف ہوا نکلتی جاتی ہے۔ خون صاف ہو رہا ہے۔ ساتھ ہی باہر کی لطیف ہوا داخل ہو کر اپنے کام پر مستعد ہوتی ہے اور علی ہذا القیاس۔

سنو تو۔ یہ دلکش نالے۔ کہان سے سنائی دیتے ہین ہا ے کس غضب کی صدائین ہین کہ کلیجہ ہلا جاتا ہے۔ یہ سادے سادے گانے تو بڑا استم کر رہے ہین۔ جو اثر شاید عمدہ عمدہ باجون مین بھی نہ ہونگے۔ ذرا آؤ اُس باغ مین تو داخل ہون۔ کون سے باغ مین۔ اُس باغ مین جہان ایک شاہنشاہ کا رعب ہمارے دل مین جگہ کرتا ہے کون سی جگہ؟ جہان ہ... ؤن کے عقیدے سے اندر نے موتیون کا دان کیا تھا۔ کیونکہ دہلی کا دوسرا نام اندر پرست ہے۔ پہلے تو جدہشٹ مہا بھارت کے ہیرو نے اسکی بنیاد ڈالی مگر وہ اس سے کچھ دور تھی۔ نین گو یا دونون تھے سرے سلے ہین۔ دلو نے شروع سنہ مسیح مین ایک نئی دہلی اپنے نام کے موافق تعمیر کرائی لیکن زمانہ کے انقلاب نے اُسے بھی نہ چھوڑا اُسے سیھتین یا وسطی ایشیا کے لوگون نے برباد کر ڈالا۔ اور سات صدیون تک اسکا نام بھی نہ سُنا گیا راے پتھورا نے اپنے زمانے مین اسے رونق دی۔ آغاز عہد اسلام مین ۲۳۸ فیٹ بلند ایک مینار بنوایا گیا جو قطب صاحب کی لاٹ کے نام سے دنیا بین مشہور ہے اور عمارت کے لحاظ سے اول نمبر ہے پھر ہم اسی شہنشاہ کا ذکر کرتے ہین۔ جو آج دہلی کے تخت پر جلوہ افروز ہے اور جسنے موجودہ دہلی کی بنیاد ڈالی یعنی پرانے شہرون سے دس میل ہٹ کر اپنے نام کا ایک شہر شاہجہان آباد بسایا۔ اسکے تین طرف بلند حصار ہین۔ اور جمنا کے داہنے کنارے پر ملتے ہین۔ یہ قلعہ معلی بشکل متوازی الاضلاع ہے۔ چاردیواری نری سنگ سرخ کی ہے اس قلعے مین تین بستان سرائین ہین جن کا ذکر کرتے کرتے ہم اصل شہر کی تاریخ بیان کرنے لگے تھے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

یہاں ہرطرح کے نادر پھول کھلے ہین۔ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی زینت مین بے حساب روپیہ صرف ہوا ہوگا خوش الحان جانور اسطرح چہک رہے ہین کہ دیکھنے والے کو شی ہوئی بہشت کا خیال آجاتا ہے۔ خوش رنگ پھولون پر پنچھ کے لٹائے ہوئے موتی آب و تاب سے چمک رہے ہین۔

اب آگے ہم اس مقام کا ذکر کرنے والے ہین۔ جہان سلطنت مغلیہ کا شاہنشاہ تشریف فرما ہے جسکے دیکھنے کی تو کیا مجال کوئی گردن اٹھانے کی جرأت نہین کرتا۔ یہان کا سناٹا اور خاموشی دل پر رعب طاری کرتی ہے وہ کہان دربار فرماتا ہے۔؟ دیوان خاص مین جسکے مقابل دنیا مین کوئی عمارت نہ تھی۔ ہو بھی تو شاید اندلس کا قصر الحمراحواب زمانے کے ہاتھون غارت ہو چکا ہے۔ دیوان خاص جسکا ہم ذکر کر چکے۔ اب تاریخدانون کی مشتاق آنکھون کو سیر نہین کرا سکتا جسے وہ لوگ خود جانتے ہین کہ کیا ہوا۔

ذرا گردن جھکائے ہوئے۔ اور حواس کے ساتھ۔ دیکھو وہ ایک تاج گرانبہا پہنے ہوئے محمد شہاب الدین شاہجہان صاحبقران تخت طاؤس پر جلوہ فرما ہی جسکی قیمت بعض ۶ کرور بعض ۱۶ کرور لگاتے ہین۔ حاضرین دربار گردنین جھکائے ہوئے کیسے ادب سے کھڑے ہین اور اپنے اچھے اور مہربان شہنشاہ کے منہ سے نکلتے ہوئے الفاظ پر کسطرح متوجہ ہین۔

جواہرات سے بنی ہوئی طاؤس کی دم کس طرح شاہی سر پر سایہ فگن ہے جو اسکی چمک رعب کو اور بھی باجلال بنا رہی ہے لیکن جیسا کہ ہمنے سنا وہ آجکل علیل ہے اور اسکے چہرے سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ شاید کوئی ایسا ہی ضروری ملکی کام ہے کہ وہ دربار مین تشریف لایا ہے۔ سنو اسکی نحیف آواز پر اب لوگ متوجہ ہوئے ہین۔

شاہجہان۔ حاضرین دربار! (دارا کا ہاتھ پکڑ کر جو اپنی طرف سر جھکائے کھڑا تھا) دیکھو جبتک مین صحیح نہین ہوتا تم میرے فرزند دارا کو اپنا شہنشاہ سمجھنا اُسنے مجھے ملکی معاملات مین اکثر مدد دی ہے اور اسکی قابلیت تم پر ظاہر ہے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مین تمھاری راے کے سُننے کا مشتاق ہون۔

آصف خان وکیل مطلق۔ (اسی طرح سر جھکائے ہوے)۔ ظل اللّٰہ نے وہ بات فرمائی جس سے بڑھکر خوشی نہین حاصل ہو سکتی۔ ماشاء اللّٰہ سے صاحبزادے بہت ہی عقلمند اور مدبر ہین۔ آج سے ہم شاہزادے کو اپنا سرپرست اور شہنشاہ تصور کرینگے۔

آصف خان کے قول کی کل امرا اور اراکین دولت نے تائید کی بڈھا شہنشاہ محل مین جانے کے لیے مستعد تھا کہ ایک سوار حاضر ہوا اور اس نے بنارس کے گورنر کا ایک خط دیا۔

اسمین لکھا تھا کہ شاہزادہ شجاع مع فوج کے ایک ہفتہ مین بنارس پہونچا چاہتا ہے۔ اسکے ساتھ فوج ہے اور سنا گیا ہے کہ دہلی کا قصد ہے۔

بڈھا شہنشاہ تھم گیا اور دیر تک سوچتا رہا لیکن طبیعت ایسی خراب ہو چکی تھی کہ اس سے ٹھہرا نہ گیا نہ کوئی حکم دیسکا۔ یہ ایک تامدان مین بیٹھا اور محل مین چلا گیا۔

دوسرے روز دارا نے شہنشاہ کے مزاج کی کل کیفیت لکھکر ایک سوار کو روانہ کیا کہ شجاع کے پاس لیجائے ایسا ہی ہوا لیکن شجاع نے یہ جواب دیا کہ یہ کبھی سچ نہین ہے۔ محض سلطنت غصب کرنے کے لیے یہ دھوکا دیا گیا ہے۔ اسکا جواب سوا اسکے اور کیا ہو سکتا تھا کہ دہلی سے بھی فوج کشی کیجائے دوسرے روز دربار ہوا آج دارا ہندوستان کی قسمت کا مالک تھا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جب شاہجہان صحت یاب ہوگا تو دارا پھر ولیعہد کے عہدہ پر رہیگا۔ دارا نے جے سنگھ کو بلایا۔

جے سنگھ۔ بڑے خلوص سے۔ مہابلی کیا ہماری جان نثاری کا زمانہ آگیا۔

دارا۔ اور اگر ایسا ہی ہو تو۔؟

جے سنگھ۔ تو دیکھیے بات کے دھنی راجپوت کیا کرتے ہین۔

دارا۔ اپنے قول سے پھروگے تو نہین۔؟

جے سنگھ۔ کربا ندھان۔ قول سے پھیر نامردون کا تو کام نہین ہے۔ اور ہم سپاہیون کے پوت جنھین میدان جنگ عید کا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

دن ہوتا ہے۔
دارا۔ اچھا۔ تو تمھین مع اپنے بہادر راجپوتون کے جنگ پر جانا ہوگا۔
جے سنگھ۔ شکر ہے کہ آج حق نمک ادا کرنے کی باری آئی۔
دارا۔ دل بڑھانے کی غرض سے۔ تم ایسے ہی بہادر ہو۔ لیکن تم جانتے ہو کہ کس سے لڑنے جا رہے ہو۔
جے سنگھ۔ (ادب سے سر جھکا کر) نہین معلوم کس بے ادب کا سر کچلنا ہوگا۔ حضور نام بتائین کہ وہ کون ہے۔ مین اُسکا سر اپنے ہاتھ سے کاٹ کر حضور کے قدمون پر پھینکدونگا۔
دارا۔ کوئی ہو؟
جے سنگھ۔ اگر میرا بھائی کیون نہ ہو۔
دارا۔ اگر میرا بھائی ہو۔
جے سنگھ۔ (گھبرا کر۔ کیونکہ ابھی شہنشاہ زندہ ہے) حضور کا بھائی؟
دارا۔ اگر میرا بھائی ہو تو تم کیا کروگے۔ فرض کرلو کہ وہ شجاع ہو جس نے باپ کی زندگی مین تخت حاصل کرنے کی خواہش کی ہے۔ تو۔
جے سنگھ۔ تو کیا وہ مطلع نہین کیے گئے کہ ابھی شہنشاہ زندہ ہے۔؟
دارا۔ تمھین اس سوال کا منصب نہین ہے۔ لیکن تمنے سوال کیا ہے تو سُن لو۔ وہ اسے دھوکا سمجھتا ہے اور اپنے ارادے سے باز نہین آتا اب بتاؤ کہ شجاع کے مقابلے کی تم مین قوت ہے یا نہین۔؟
جے سنگھ۔ قوت۔؟ بھلا کہین ایک صوبہ دار کی قوت شہنشاہ کے مقابل ہوسکتی ہے ممکن ہے کہ میرے راجپوت کم سہی مگر کیا ظل اللہ کا اقبال میرے ساتھ نہین ہے۔ کیا حضور میری اعانت نہ فرمائین گے۔
اُسوقت دارا نے اپنے بیٹے سلیمان شکوہ کو بلایا جو اس کا اکلوتا لڑکا ہے وہ سر جھکا کر سامنے کھڑا ہوا۔
دارا۔ سلیمان! یہ شخص جو تمھارے سامنے کھڑا ہے یعنی میری بہادر راجپوت فوج کا سردار۔ تمسے زیادہ جنگ دیدہ اور تجربہ کار ہے اب بتاؤ اگر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کسی لڑائی پر تم دونوں بھیجے جاؤ تو کون افسری کے لائق ہے۔؟

سلیمان۔ قبلۂ عالم کے فرمانے کی بات ہے۔ کہاں مین اُسکے سامنے کا لڑکا اور کہاں وہ بجائے بزرگ کے مین کیسے اسکا افسر ہو سکتا ہون۔

دارا۔ کسی قدر خوش ہو کر۔ تم یہ نہ سمجھے ہوگے کہ مین نے تمسے کیون ایسا سوال کیا۔

سلیمان۔ مطلق نہین جہان پناہ؟

دارا۔ وہ اسلیے کہ تمھارے چچا شجاع پر فوجکشی کیجاتی ہے۔ جو بہ مصالح ملکی بہت ضروری امر ہے حتی الوسع اپنے چچا کو گرفتار کر لینا۔ جے سنگھ جیسا تم نے کہا بہت تجربہ کار اور بہادر افسر ہے۔ وہ اس مہم پر بھیجا جاتا ہے۔

سلیمان۔ درست۔

دارا۔ تم سے دو سوال کرتا ہون۔ وہ یہ کہ تم اسکی افسری سے ناراض تو نہین ہو۔؟

سلیمان۔ بلکہ بہت خوش ہون۔

دارا۔ دوسرے یہ کہ معرکہ جنگ مین۔ اپنے چچا کو چچا تو نہ سمجھوگے۔

سلیمان۔ بلکہ ایک جانی دشمن۔

دارا۔ محض اسی تک کہ گرفتار کرلو۔

سلیمان۔ حضور کے اقبال سے ایسا ہی ہوگا۔

دارا۔ اچھا تو تمھارے پانچہزار سوار ہر وقت جے سنگھ کی مدد کے لیے مستعد رہین۔ تم اُسکو اپنا افسر اعلیٰ سمجھنا اور حکم کے ساتھ تعمیل ویسی ہی کرنا جیسے مین تمھارا افسر ہون۔

جے سنگھ انکی عنایت پر بہت خوش ہوا۔ پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور اسکی رگون مین وفاداری کا خون جوش مارنے لگا۔ دونون کو رخصتی خلعت عطا ہوے اور دونون کے دونون باہر آئے۔

داراکی یہ پالیسی کسی طرح چھپ نہ سکتی تھی۔ بڈھے شہنشاہ کو خبر لگی اور اُسنے جے سنگھ کو اپنے پاس بلایا۔ جے سنگھ جسپر پہلے اُسنے نوازشین

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کی ہیں اسکی خدمت میں گیا اور اسکا فرمان سننے لگا۔

شاہجہان ۔(نحیف آواز میں) ۔جے سنگھ! تو جانتا ہے کہ شجاع میرا کون ہے۔؟

جے سنگھ ۔حضور کا نور نظر۔

شاہجہان ۔اور تو کسلیے جاتا ہے۔

اسپر جے سنگھ کچھ جواب نہ دے سکا اور سر جھکا کر سوچنے لگا کہ پھر آواز آئی۔

شاہجہان ۔موجودہ حکمت عملی یہی ہے کہ شجاع کو جنگی دھمکی دی جائے لیکن تجھ میں کون وہ بجا لائیگا۔

جے سنگھ ۔(سچے خلوص سے) ۔جہاں پناہ ۔یہ گوشت اور خون حضور کے نمک سے پلا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ظل اللہ کے حکم کی تردید کرے۔

شاہجہان ۔اچھا تو جہانتک ممکن ہو شجاع کو سمجھا کر بنگال رخصت کر دینا اور کہدینا کہ تیرے بڈھے باپ نے کہا ہے کہ آپس کا جھگڑا اچھا نہیں۔ بھائیون کا بگاڑ برا ہوتا ہے اگر ایسا کیا تو سخت نقصان ہوگا اور اگر ملے رہے تو کوئی کج نگاہ سے نہ دیکھ سکے گا۔بس۔

جے سنگھ ۔بجا فرمایا قبلۂ عالم نے۔ بھلا غلام ایسی بات نہ کرے گا جسمیں دونون طرف کا فائدہ ہو میں خود شاہزادے کے پاس جاؤنگا اور حضور کا پیغام دونگا یقین ہے کہ صلح ہو جائے۔

شاہجہان نے جے سنگھ کو رخصت کیا دوسرے روز صبح کو جے سنگھ مع اپنے بیس ہزار راجپوتون کے اور سلیمان مع اپنے بائیس ہزار نوجوان سوارون کے شجاع کی راہ روکنے چلا۔

ساتوان باب (۷)

نوجوان کی جلدی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

شاہ شجاع بنارس مین پہونچ چکا ابھی اس پار ہے اور پل بندھوا رہا ہے۔ کہ اسکی فوج گنگا سے عبور کر جائے۔ فوجین ریتی مین پڑی ہین شاید دو ہی ایک روز مین دوسرے کنارے پہونچ جائینگی۔ خیمے دریا کی ہوا سے لہرا رہے ہین سپاہی دریا کے صاف پانی سے منھ ہاتھ دھو رہے ہین۔ بعض بڑے غور سے دریا کی روانی اور وہان کی صناعی کو دیکھتے ہین۔ پانی کی لہرین کبھی کبھی بانو پر چڑھ جاتی ہین اور پھر مسطح کرکے چلی آتی ہین۔

ہم یہ تحقیق نہین کر سکتے کہ پل بنا تو کیسا غالبًا کشتیون کا بنا ہوگا۔ اب جے سنگھ بھی آگیا اور دونون طرف کے سپاہیون نے ایک دوسرے کو تک کر دیکھا۔ اگر انکے درمیان دریا حد فاصل نہ ہوتا تو کیا عجب تھا کہ انکے پرجوش دل ابھی سے لڑائی شروع کر دیتے لیکن دونون طرف کی فوجین سلیم الطبع افسرون کے ہاتھ مین تھین جو اپنے کام کو بہت ہی سہولت سے انجام دیتے تھے ادھر بھی خیمے ڈیرے پڑ گئے۔ شجاع کا لشکر دریا سے پار ہوجاتا اگر دو روز اور فوج نہ پہونچتی جاڑے کا وقت ہے کہ شجاع کی فوج کے کئی افسر اور سپاہی بڑی حیرت سے دریا کی طرف دیکھنے لگے بلکہ اسمین دو ایک تو شجاع کی طرف دوڑ بھی گئے۔ اور عرض کی کہ دشمن کے لشکر سے ایک کشتی پر چند آدمی آرہے ہین اور سفید نشان لہرا رہا ہے ابھی یہ لوگ باتین کر رہے تھے کہ کشتی کنارے لگی اور دو شخص کنارے اترے جن مین ایک تو ملازم وضع ہے اور دوسرا شاید اس کا افسر ہے لیکن یہ افسر بھی کوئی بڑی حیثیت کا نہین ہے شاہ شجاع کا خیمہ پوچھکر یہ اس طرف چلا اور اجازت کے بعد خیمہ مین داخل ہو کر فوجی سلام کیا۔

شجاع۔ تم کہان سے آئے ہو۔

وہی افسر۔ خداوند نعمت غلام دہلی سے حاضر ہوا ہے۔ اور چند باتین عرض کرنی ہین۔ جسکے لیے تخلیے کی ضرورت ہے صرف تھوڑی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

دیر کے لیے۔
شاہ شجاع کے دیکھتے ہی سب لوگ چلے گئے صرف اس کا ایک محافظ افسر رہگیا۔
شجاع۔ ہاں کہو؟
افسر۔ ہاں حضور سماعت فرماوین۔ لیکن بہ ادب التجا ہے کہ بہت غور کے بعد جواب دین۔
شجاع۔ ہاں مطلب بیان کرو۔
وہی۔ خداوند نے یہ فوجکشی کیون کی ہے؟
شجاع۔ اسلیے کہ سلطنت کی خواہش بہتون کا خون کرتی۔ اگر مین اپنا انتظام پیشتر ہی سے نہ کرتا تو نامناسب تھا۔
وہی۔ اس انتظام کا نتیجہ؟
شجاع۔ جنگ۔
وہی۔ لیکن حضور کس سے؟
شجاع۔ اپنے بھائی دارا سے۔ جو میرے ہمیشہ سے خلاف ہے۔
وہی۔ بس مجھے اب جگہ مل گئی۔ حقیر شہنشاہ کا ادنیٰ غلام ہے۔ کسی بڑے افسر کو اسلیے نہین بھیجا کہ وہ مغرور ہوگا اور ٹھیک بات نہ کرسکے گا۔ حضور یقین فرمائیں کہ شہنشاہ ابھی زندہ ہین۔ صاحب عالم دارا ابھی ولیعہد ہین مجھسے خود ظل اللہ نے فرمایا ہے کہ میری طرف سے نصیحت کرنا کہ بھیون کی لڑائی اور بھائیون کی جنگ اچھی نہیں۔ انکے نتائج بہت ہی خراب ہین حضور کے بڈھے باپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بنگال کی صوبہ داری پر قانع رہکر جنگ کے لامعلوم نتیجہ سے باز آئیے چونکہ مجھے جنگ کے پیشتر آنے کا حکم تھا۔ شکر ہے کہ مین پہونچ گیا۔ اور ظل اللہ کا پیغام سنا دیا۔ دیکھیے حضور اب تک جنگ نہین ہوئی۔ بہتر ہوگا کہ آپ واپس تشریف لیجائین کہ بات زیادہ نہ بڑھے۔
شجاع۔ اگر تم شہنشاہ کی طرف سے آئے ہو تو اس فوج کی کیا ضرورت تھی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

وہی - یہ فوج اسلیے بھیجی گئی کہ دارا کو شہنشاہ کی علالت کی حالت میں انتظام ملک سپرد ہوا ہے اور سب نے اپنی منظوری ظاہر کی ہے - اس فوج کا حاکم جے سنگھ ہے - بس اب حضور وہ بات ارشاد فرمائیں جس سے دونوں کا نفع ہو اور کوئی نقصان نہ ہو۔

شاہ شجاع - پہلے یہ بتاؤ کہ تمکو شہنشاہ نے بھیجا ہے یا اس فوج کے افسر نے

وہی - حضور اپنے فیصلہ سے مطلع فرمائیں میں اسکا یقین دلادونگا کہ میں شہنشاہ کی خدمت سے حاضر ہوا ہوں۔

شجاع - عقلمندانہ نگاہ سے اسکی طرف دیکھکر اور مسکرا کر) اگر تم ابھی بات کا یقین دلا رہے ہو کہ تم شہنشاہ کی طرف سے آئے ہو تو میں تمھیں پر فیصلہ محول کرتا ہوں۔

وہی - خداوند نعمت - غلام یہی عرض کریگا - کہ نہ لڑنا مناسب ہے - غلام کو یقین دلایا گیا ہے کہ حضور کے واپس جانے کے بعد بنگال کی صوبہ داری حضور ہی کے نام رہے گی۔

شجاع - یہ مجھے منظور ہے اگر والد نے فرمایا ہے میں اب نہ لڑونگا - اچھا عرض کردینا کہ میں واپس جاتا ہوں لیکن ہاں میرے پہلے سوال کا جواب دو کہ تم شہنشاہ کی طرف سے آئے ہو جسپر میرا فیصلہ منحصر تھا -

وہی - حضور ابھی - سب کے پہلے ایک بار پھر یقین دلا دیجیے کہ جو میرے کانوں نے سنا وہ درست تھا نہ - کہ آپ واپس جائینگے اور آپس میں جھگڑا ہونے پائیگا۔

اتنا کہکر اُسنے شجاع کے چہرے پر نگاہیں گڑہ دوین۔

شجاع - (اس سادگی سے جو دل کی صفائی کا ثبوت دے رہی تھی) ہاں میں ضرور واپس جاؤنگا۔

یہ شخص سنتے ہی خوشی سے اچھل پڑا - اور کمر بند کھولتے ہی اسکے معمولی کپڑے اُتر گئے پہلے سادہ سے ایک بھیگا ہوا رومال نکالکر منھ پونچھا مصنوعی داڑھی الگ پھینکدی اور شجاع کو یہ دیکھکر سخت تعجب ہوا کہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

بہادر جے سنگھ اپنی فوجی وردی سے لیس کھڑا ہے۔ اور تلوار سے سلام کر رہا ہے۔

شجاع۔ جو اُسے پہچانتا تھا۔ اہا۔ جے سنگھ تم تھے؟

جے سنگھ۔ (سر جھکا کر) ہاں خداوند نعمت مجھکو شہنشاہ نے خوب سا سمجھا کر بھیجا تھا۔ اب حضور واپس جائین۔

شجاع۔ جے سنگھ اب مین زبان دے چکا۔ ضرور واپس جاؤنگا۔

اس فیصلہ کے بعد جے سنگھ اپنے ولی نعمت کی تعمیل حکم سے بہت خوش ہوا شاہ شجاع نے اپنے فوجی سپہ سالار شہباز خان کو بلایا اور اُسے جے سنگھ کی عزت بجا لانیکا حکم دیا۔ اسلیے کہ وہ ایک صوبہ دار کا سپہ سالار ہے اور وہ شہنشاہ دہلی کی ایک منتخب فوج کا افسر ہے دریا کے کنارے تک افسران فوج اسکے ساتھ آئے سلامیان سر ہوئین اور نصف دریا تک باجے بجتے رہے۔

جے سنگھ نے اپنے ارادے سے کسی سردار کو مطلع نہ کیا تھا۔ اور ایسے اچھے بھیس مین تھا کہ جسوقت یہ اپنے خیمے سے نکل کر کشتی مین سوار ہوا کسیکو اپنے سپہ سالار کا گمان بھی نہوا۔ لیکن جب باجون کی آواز سنائی دی تو وہ مسلح ہو کر کنارے آئے اور اپنے افسر کو خوش خوش آتے دیکھ کر اپنی طرف بھی باجے بجانیکا حکم دیا۔ اتنے مین وہ بھی آیا اور اپنے پیام کی فتحمندی بیان کی ہر شخص خوش ہوا کہ آپس کی لڑائی سے بچے۔ اب گھر واپس جائینگے درانحالیکہ جنگ مین نہین معلوم کیا نتیجہ ہوتا۔

لیکن دیکھیے شادیانے کی آواز سے وہ ایک نوجوان کیون ناخوش ہو رہا ہے۔ کون؟ وہی شاہزادہ سلیمان جسنے اپنے نوجوان سوارونکو باجہ کی صدا سنکر تیاری کا حکم دیا ہے اور اُنکے پاس کھڑا ہوا خاموشی سے اس کیفیت کو دیکھ رہا ہے جب جے سنگھ آیا تو اُسنے اپنا گھوڑا دوڑایا اور اسکے قریب جاکر پوچھنا شروع کیا۔

سلیمان۔ سپہ سالار بہادر کیا ہوا۔

جے سنگھ۔ ادب سے۔ صلح۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

سلیمان - تو اب لڑائی نہ ہوگی؟
جے سنگھ - نہیں بلکہ اس سے بھی عمدہ نتیجہ ہوگا جو ہم کو کشت وخون سے نہ حاصل ہوتا -
سلیمان - تو صلح -
جے سنگھ - اپنے الفاظ پر زور دیکر - ہان صلح جنہین دونون طرف کی بات رہگئی اور آپس مین نفاق نہوا -
سلیمان - اور والد کو کیا جواب دینگے -
جے سنگھ - وہی جو کچھ ہوا - اسمین گھبرانے کی کیا ضرورت ہے -
سلیمان - یعنے اب آپکی رائے مین تبادلہ نہیں ہوسکتا -؟
جے سنگھ - یعنے -
سلیمان - یعنے یہ کہ بلا لڑے ہوے واپس جائینگے -؟
جے سنگھ - صاحب عالم ابھی آپ صاحبزادے ہین - جنگ کے نتائج نہیں جانتے جو کیا گیا وہ بہت مناسب تھا جب صلح ہوگئی تو پھر کیسی جنگ اور شکر کا مقام ہے کہ آپکے والد بزرگوار اور چچا سے جنگ نہ ہوئی -
یہ سنکر سلیمان بہت ہی ناخوش ہوا اور تیوری چڑھاکر اپنے کمرے مین چلا گیا - اس گفتگو مین شام ہوگئی - دریا کے صاف پانی پر سیاہی کی چادر بچھ گئی اور خوفناک سناٹا چھاگیا - شجاع اور جے سنگھ کے سپاہی خوشی اور بیفکری کی نیند سو رہے ہین - کیونکہ انھین جنگ کا حکم نہیں ملا - بلکہ اس کے خلاف اب صرف واپس جاتا ہے دریا کی ہوا انھین تھپکیان دے دیکر سلا رہی ہے اور یہ خراٹے لے رہے ہین -
آبی جانور جو شام تک مچھلیان پکڑنے مین مشغول تھے اب چھپ رہے اکثر تھوڑی دیر کے بعد گویا سوتے سوتے چونک کر صدا دیتے ہین اور انکی شکست آواز دریا مین گونجتی معلوم ہوتی ہے - ایک عجیب خاموشی کا منظر آنکھون کے سامنے ہے - پانی اسقدر آہستگی سے بہ رہا کہ جلدی نگاہون کو امتیاز نہیں ہوتا -

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

چمکتے ہوئے تارے مسطح پانی پر اپنا عکس ڈال رہے ہین پانی مین ایک دوسرا آسمان نکلا ہوا ہے - دیکھنے والے بھی جانتے ہین کہ نیچر سناٹے ہی مین بھلا معلوم ہوتا ہے - اب رات کے بارہ بجے ہونگے کہ دریا رمین جنبش ہوئی اور ہم نے دیکھا کہ ایک بڑی سیاہ چیز رینگتی کیطرف چلی جارہی ہے دور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ یہ کشتیون کا ایک بیڑا ہے اور انمین کچھ سپاہی ہین کشتیان ریتی مین پہونچین اور پھر واپس آئین - تین گھنٹے تک قریب تیس کشتیون کے اسطرح اپنا کام کرتی رہین - اور ہم نے دیکھا کہ اُن خیمون کے گرد اور دریا کے کنارے ایک سیاہ دیوار کھنچتی جاتی ہے - لیکن اب تک بالکل خاموشی ہے -

اب سپاہی مین جنبش معلوم ہوئی لیکن زمین تو تھی نہین کہ پیرون کی آواز سنائی دیتی اور صدائین ٹکراتی ہوئی یہ بتا دیتین کہ کوئی آ رہا ہے ہم نے دیکھا کہ یہ کالی دیوار اب بیخبر فوج کے گرد ہوئی - کچھ دیر کے سناٹے کے بعد پہلے تو کھڑکھڑاہٹ ہوئی اور پھر ہزارون بجلیان چمک گئین -

تھوڑی ہی دیر کے بعد قیامت کا شور ہوا اور گونجتی ہوئی ہیبتناک آوازون نے شجاع کو جگا دیا - لیکن کیا تھا - وہ موت کے پنجے مین تھے ہر طرف اُنھین تلوارین ہی تلوارین دکھائی دیتی تھین - جو فوج کے آدمیون کے خون سے رنگین ہو چکی تھین - اور جب یہ گھبرا کر اپنے ہتھیار تلاش کرتے تھے تو اُنھین موت ملتی تھی -

کیا تھا؟ نوجوان سلیمان کو صلح کا لفظ کچھ زیادہ پسند نہ آیا تھا اور اُسنے خون کے رنگ کھیلنے کے جوش مین بیخبر فوج پر فتحمندی حاصل کرنے کیلئے شبخون مارا تھا - شجاع کے سپاہی ہر طرف سے گھر گئے تھے - اگر شبخون مارنے والے سپاہی حملہ کرنے مین نعرہ نہ کرتے اور زخمی یا مقتول چیخ نہ مارتے تو شاید یہ سپاہی غریب بکریون کی طرح ذبح ہو جاتے کیونکہ پانی پر پیر کی آواز زیادہ نہ معلوم ہوتی -

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہتھیاروں کی جھنکار اور حملہ آوروں کے نعروں نے شجاع کو جگا دیا۔ وہ یہ دھوکا سمجھکر فوراً ایک گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج کے جمع کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن یہ بُرے پھنس گئے تھے اور ایسے غافل تھے کہ انکے کیے کچھ بھی نہ ہو سکا۔

شجاع نے ہزار کوشش کی کہ اپنی فوج کو روکے لیکن اسوقت کسی سپہ سالار کی آواز نہ تھی جو انھین حکم دیتے یہ لڑائی کے جوش اور خیال مین نہ تھے نہ مرنے اور مارنے کیلیے مستعد رہتے۔ یہ اسوقت میٹھی نیند کے مزے اُڑا رہے تھے فوج بھاگ گئی۔

آخر بدنصیب شجاع کر ہی کیا سکتا تھا اگر وہ اپنی بھاگنے والی فوج کا ساتھ نہ دیتا تو شاید گرفتار ہو جاتا اُسنے اپنی عورتون کو ایک ہاتھی پر سوار کر دیا ایکمرتبہ حسرت سے دہلی کیطرف دیکھا اور خود بھی اُنھین کا ساتھ دیا۔ لیکن نوجوان سلیمان جسنے اپنی زندگی مین شاید یہ پہلی فتح حاصل کی تھی اور نیا نیا خون دیکھا تھا ایسا پر جوش تھا کہ اُسنے دور تک تعاقب کیا۔

مال غنیمت پر قبضہ کرنے کے بعد یہ پھر واپس آیا جے سنگھ کے ہاتھ سے اب بات نکل چکی تھی۔ مجبوراً اُسنے خاموشی اختیار کی اور شاہزادے کو فتح کی نذر دی لیکن اسنے یہ کہا کہ وہ ابھی اپنے چچا کا تعاقب کریگا۔

آٹھوان باب (۸)

تو کیا دھوکا ہوا

نگاہ یاس سے پژمردگی کے عالم مین　　چمن کو دیکھ کے بلبل نے آشیان چھوڑا

ناظرین! یہ پوچھیے کہ ہمارا اہیرو کیا ہوا۔ وہی ہوا جو آپ جانتے ہین یعنی وہ راج محل سے نکلا سیدھا اورنگ آباد آیا جہان اُس کے باپ کا مستقر الخلافت ہے۔ مرزا غیاث اور اشرف اسکے ساتھ ہین اور یہ آج ہی اورنگ آباد داخل ہوا ہے۔ پہونچتے ہی یہ سیدھا اپنے باپ کے پاس گیا۔ جسے دیکھکر محی الدین نے بڑی حیرت سے پوچھا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

محمد کیا گیا نہین۔

محمد۔ حضور ہی نے تو سرفراز نامہ بھیجا کہ جلد چلا آ۔

محی الدین۔ آئین؟ کیا کہا۔

محمد۔ حضور مجھے ہونچے ہوے ایک روز ہوا تھا۔ کہان ایک روز بھی نہین ہوا تھا۔ صرف آٹھ بجے سے چار بجے تک کہ حضور کا سر بمہر لفافہ ہونچا اور جہانے مجھے بڑے افسوس کے ساتھ رخصت کیا۔ آرام بھی تو نہ لینے پایا۔

محی الدین۔ نہین مین نے نہین لکھا۔ مجھے مطلق اسکی خبر نہین اور نہ مین نے ایسا حکم دیا۔ میرے دستخط دیکھے تھے۔

محمد۔ خداوند گھبراہٹ مین کچھ خیال نہین کیا۔

ناظرین ذرا اسوقت محمد کی طبیعت کا حال پوچھیے۔ اس کے دل پر کیا گذری ہوگی جب اُسے یہ معلوم ہوا ہوگا کہ مجھکو میری دلربا سے چھوڑانے والا میرے باپ کا حکم نہین تھا بلکہ کوئی بلکہ دوسرا شخص تھا۔ اسوقت اسکی آنکھون کے سامنے کیا وہ رخصت کا مرقع نہ پھر گیا ہوگا۔

کیا اُسے وہ باتین نہ یاد آگئی ہونگی جن کے سُننے کے لیے یہ اپنی جان تک نثار کر سکتا ہے دیکھیے وہ سر جھکائے ہوئے روتا چلا آرہا ہے۔ اپنے مکان کمرے مین ہونچتے ہی گر پڑا اور اسطرح اسکی آنکھون سے آنسو نکلنا شروع ہوے کہ گویا اسکا دل پانی ہو گیا۔

ہاے۔ ادیکھیے وہ کیا آہستہ آہستہ کہہ رہا ہے۔

مین نے رنج محل مین کسکے ساتھ برائی کی تھی کہ وہ میری جان لینے والی تکلیف دینے پر مجبور ہو گیا۔ آہ! مین نے تو کسی کو نہین ستایا صرف تھوڑی دیر رہا۔ اُف! تو کیون مجھے اُسنے نکالدیا میری منحوس صورت کسے ایسی بری معلوم ہوئی کہ وہ کچھ روز بھی میرے رہنے کا متحمل نہ ہوا اور ایسی روز نے مجھے نکلوادیا۔ دھوکا دینے والے خدا تجھے سمجھے قمرالنسا سے چھڑانے والے تجھپر خدا کا قہر نازل ہو۔

قمرالنسا تمھارے محمد کو دھوکا دیا گیا۔ وہ راستے بھر تمھارے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

خیال مین روتا آیا ہے۔ وہ اپنی جان سے بیزار ہے۔ تمھین کیا خبر ہے کہ تمھارے چاہنے والے پر کیا گذری۔ ہم تو سمجھے تھے کہ راستے ہی مین مرجائینگے لیکن بیچیا زندگی نے پیچھا نہ چھوڑا۔ راج محل مین داغ لیتے گیا تھا اور نگ آباد اسلیئے آیا کہ اس سے بھی زیادہ صدمہ اُٹھاؤن آہ بد نصیب۔

اگر یون نہین مرا تو کیا مین مر نہین سکتا۔ اپنے اس ارادے کی خبر اپنے دوستون کو بھی نہ دون کیونکہ وہ اپنی زندگی مین مجھے اس ارادہ سے روکینگے مگر نہین۔ کچھ روز اور ٹھہر جاؤن وہ سوار جو مجھے راستے مین ملا تھا اور باوا جان کے پاس خبر دیتے جاتا تھا اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک مین بے امنی ہے اور چچا نے دہلی پر فوجکشی کی ہے خدا کرے کہ وہ فتح پائین میرے جانے مین دہلی سے راج محل تک کا راستہ کم ہو جائیگا۔

آہ! تو اس حملہ مین مہرالنسا بھی ہوگی کیونکہ چچا کو اُس سے بڑی محبت ہے کبھی راج محل مین نہ چھوڑا ہوگا۔ لیکن کیا اس نازک بدن کو سفر کی سختی سے تکلیف نہ ہوئی ہوگی کیا کر سکتا ہون۔ اگر مین ہوتا تو میری آنکھین ہر وقت اُسکے نقش قدم پر بچھی ہوتین۔ خیر دیکھو۔

اسکے دونون دوست بھی اب آگئے اور اُنھون نے اُسے معمول سے زیادہ رنجیدہ پایا۔ وہ بالکل نہین جانتے تھے کہ شاہزادے کو کوئی نیا صدمہ پہونچا ہے۔

اشرف۔ کیا حضور کو افسردگی کی کوئی نئی وجہ ملی۔

محمد۔ آہ! کیا کہون۔ مجھے دھوکا دیا گیا۔

اشرف۔ دھوکا!۔

محمد۔ ہان۔ کسی نے مصنوعی خط باوا جان کے نام سے چچا کے پاس بھیجا تھا کہ مجھے رخصت کردین۔

اُسپر وہ دونون چونک گئے۔ اور گھبرا کر ایک دوسرے کا منھ دیکھنے لگے وہ پردے والا سر اُنکی نگاہون کے سامنے پھر گیا اگر وہ نہین

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

معلوم ہوتا کہ انکا خیال درست ہے تو وہ اس اختر علی مرزا کے دشمن نجاتے جسنے یہ شیطانی حرکت کی۔ اور جسکے لیے شاہ شجاع نے قتل کا حکم بھیجا تھا۔ مگر گورنر نے لکھ بھیجا کہ وہ بھاگ گیا۔

اشرف ۔حضور۔ انشاءاللہ دو چار روز کے بعد آپ کے باواجان سے عقد کے بارے مین تحریک کیجائیگی۔

محمد ۔نہین جہانتک مین خیال کرتا ہون کچھ بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ آجکل چچا سے جنگ چھڑنے کو ہے۔ اور کیا عجب ہے کہ لڑائی ہو بھی رہی ہو۔ مین اتنی دور ہون کہ مجھے روزانہ خبر بھی نہین مل سکتی۔ ایسے وقت مین جب ہر بھائی کو سلطنت کی خواہش ہے تو بھلا شادی کے تذکرے کیسے ہوسکتے ہین۔

دوسرے روز جب یہ اپنے باپ کو سلام کرنے گیا تو اُسنے دیکھا کہ وہ خود ایک خط لکھ رہا ہے۔ محمد کو دیکھکر اُسنے لکھتے لکھتے ہاتھ روک لیا اور اس نوجوان پر نگاہین گڑو دین لیکن پھر کچھ دیر کے بعد خط شروع کیا۔

میرے چھوٹے بھائی۔

خدا تمھین سلامت رکھے۔ مین تم کو ایک خاص غرض سے تکلیف دے رہا ہون۔ اور مجھے اُمید ہے کہ تم اچھی طرح غور کروگے۔ یہ جانتے ہو کہ ہندوستان مین آجکل اسلام کا کیا حال ہے۔ غالبًا جانتے ہوگے اُس پر کفر کا سایہ پڑتا جاتا ہے اور کیا عجب ہے کہ کچھ ہی روز مین اُن فاتحون کی کوششین خاک مین ملجائین جو اپنی جان بیچکر ہندوستان مین آئے اور اُسے ترقی دی۔ جہانتک میرا خیال ہے ایسا ہی ہونیوالا ہے کیونکہ اُسکے سامان بھی ایسے ہی نظر آتے ہین۔ سمجھے کس وجہ سے یہ بھائی داراشکوہ کے ہاتھون۔ جسکی عنایتون نے کافرون کو سر چڑھا رکھا ہے۔ نہین مین اُسے اب بھائی نہ کہون گا۔ کیونکہ وہ اب اسلام کے خلاف کر رہا ہے۔ تمھین سمجھو کہ جو شخص مذہب کے خلاف کرے وہ مسلمانون کی سرداری کے کب لائق ہوسکتا ہے تم ماشاءاللہ سے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

سمجھدار ہو۔ اسلیے تمسے رائے لیتا ہون۔ کہ اگر تم اور مین اپنی فوجین جمع کرون۔ تو اسلام کے سر سے یہ بلا جلد رفع ہو جائے۔ اور وہ شخص جو کفر کو ترقی دے رہا ہے۔ باز رکھا جائے مجھے ایک تو والد بزرگوار کی زیارت منظور ہے اور دوسرے یہ کہ بجائے دارا کے تمھین تخت نشین کرنیکی خواہش ہے مجھے اب دنیاوی کامون سے اسقدر نفرت ہے کہ مین اب حکومت کا مشتاق نہین ہون صرف خدا و رسول کے احکام کے نافذ کرنے کی فکر مین ہون۔ اگر تم اسمین مدد دو نگے تو علاوہ تختکے کے ثواب آخرت کا بھی بہت سا ذخیرہ اپنے ہمراہ لوگے۔ اور مجھے بھی دنیاوی جھگڑون سے پاک کر کے مکہ جانے کا سبب پیدا کر دو گے تم اس کا بہت جلد جواب دو کہ مین کوشش کرون۔ اور اپنے چھوٹے بھائی کو تخت پر بیٹھا دیکھکر خوش ہوون۔ اور اسکے بعد بزرگان دین کی زیارت کے شرف حاصل کرون اور اپنی بقیہ عمر یاد الٰہی مین صرف کرون" خط لکھکر اُسنے خود ہی ملفوف کیا اور ایک سوار کو حکم دیا کہ وہ فوراً گجرات جائے اور اس خط کو خاص مراد کے ہاتھ مین دیکر بہت جلد جواب لائے۔

محی الدین۔ (بہت ہی متین چہرے سے)، خط کے مضمون سے مطلع ہوے

محمد۔ حضور تو کیا چچا دارا سے جنگ ہوگی۔؟

محی الدین۔ (اعتبار کرانے والے انداز سے) چاہیے تو ضرور۔

محمد۔ حضور سنا ہے کہ چچا شجاع سے جنگ ہونیوالی ہے۔

محی الدین۔ اور یہ کہ تمھارے چچا بنارس پہونچ گئے۔

محمد۔ ہان۔

محی الدین۔ اور تمھارے چچا دارا نے خط بھی لکھے لیکن منظور نہ کیا۔

ابھی باتین ختم نہ ہوئی تھین کہ چوبدار نے ایک سوار کی آمد بیان کی۔ اور اجازت دی گئی۔ دونون نے دیکھا کہ ایک سوار گرد مین اٹا ہوا سامنے کھڑا ہے اور جھک کر۔ ایک خط پیش کر رہا ہے سوار رخصت کیا گیا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اور وہ خط دیکھا۔

خداوند نعمت۔

عالیجاہ کو یہان تک حقیر اطلاع دیچکا ہے کہ شاہ شجاع نے صلح منظور نہ کی شہنشاہ علیل ہین۔ داراکے اختیار مین آجکل امور مملکت ہین۔ فوجکشی کی گئی لیکن سردار جے سنگھ کو شہنشاہ نے سمجھا دیا تھا کہ حتی الوسع جنگ نہ ہونے دینا۔ جے سنگھ کے سمجھانے سے صلح ہوگئی لیکن شاہزادہ سلیمان جسے امدادی افسری عنایت ہوئی تھی اسنے شبخون مارا اور شاہ شجاع شکست کھاکر مونگیر کی طرف بھاگے۔ خاکسار تاتار خان۔

معرکہ جنگ کے تیسرے روز آج محی الدین کو جنگ کی خبر ملی تھی۔ یہ امن دنون کے سخت راستون کے لحاظ سے بہت ہی تعجب خیز کہا جاسکتا ہے۔ لیکن محی الدین نے دہلی سے اپنی سرحد تک جوکیان بٹھا رکھی ہین۔ اسکا جاسوس خبر لکھکر ایک سوار کو دیتا ہے اور وہ خط لیکر چلتا ہے اپنی باری کے بعد دوسرے کو دیتا ہے علی ہذالقیاس جب سے خط روانہ ہوتا ہے اور جبتک محی الدین کو نہین ملتا۔ مضمون گھوڑے کی پشت پر سوار رہتا ہے۔

خط دیکھکر یہ دیر تک سوچتا رہا اور محمد کے جسم مین تشنج سا پیدا ہوگیا۔

محی الدین (آہستہ سے) تو تمھین اپنے چچا مراد کی تخت نشینی سے خوشی ہوگی

محمد۔ جیسا حضور نے تحریر فرمایا ہے۔

محی الدین۔ ہان

محمد۔ جو آپ سمجھین وہ بہت مناسب ہے

محی الدین۔ کسی قدر مسکراہٹ سے۔ مضمون اور تفس مطلب پر خیال کیا کرو۔ اچھا جاؤ۔

سنو۔ اس خط کی اطلاع اپنے دوستون سے بھی نہ کرنا۔

پانچ بجے اسنے گھوڑا تیار کرنے کا حکم دیا اور مع اشرف اور غیاث کے اپنے باغ مین آیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

محمد۔ اشرف۔ چچا کو شکست ہوئی۔
اشرف۔ جنگ ہو گئی۔
محمد۔ ہاں اور دھوکے مین شکست ہوئی۔
اشرف۔ کیسے۔
محمد۔ سلیمان نے صلح ہونے کے بعد شبخون مارا۔
اشرف۔ یہ تو بہت برا کیا۔
محمد۔ ہاں اور میری نازنین کو تکلیف دی۔
یہ الفاظ اس خوفناک شان سے ادا ہوے کہ اشرف اسکی طرف بھیانک ہوکر دیکھنے لگا۔
اشرف۔ بیشک۔
محمد۔ اب مین مشتاق ہون کہ۔
اشرف۔ یعنے۔
محمد۔ یعنی یہ کہ زمانہ مین کوئی ایسا انقلاب ہو کہ مین مہر النسا کی تسکین کرون۔
اس کہنے کے بعد اسکا چہرہ سرخ ہو گیا اور یہ اُٹھکر ٹہلنے لگا۔ دیر کے بعد یہ بیٹھا اور قلم دوات کاغذ اُٹھاکر خط لکھنا شروع کیا۔

بیوفا بھیجے ہین اتنے لکھکے خط
دیر مین عنقا کبوتر ہو گیا

میری جان۔ آج مین تمھارے کبوتر کو جسکی مین اکثر زیارت کرتا تھا تمھاری خیریت دریافت کرنے کے شوق مین جدا کرتا ہون۔ مہر النسا میرے والد نے مجھے نہین بلایا تھا بلکہ وہ دھوکا تھا۔ نہین معلوم کس کمبخت نے یہ حرکت کی۔ خدا سمجھے مجھ بدنصیب کا قالب خاکی تو اورنگ آباد مین ہے لیکن روح تمھاری طرف کھنچی ہوئی ہے۔ عرصہ گذر گیا تمنے خط بھی نہ بھیجا مین تو اپنے حواس مین نہ تھا۔ کمبخت درد دل ہے کہ کسی گھڑی چین سے بیٹھنے نہین دیتا۔ تم یہ بھی جانتی ہو کہ وہ کس شغل مین ہے۔ آہ! اب شغل

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مین نہین ہے۔ بلکہ اپنی ایک امید مین ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ کب وہ مرجائیگا اور یہ فراق کا صدمہ اُسکے دل سے کب رفع ہوگا وہ رات آنکھون کے سامنے ہے جسکی صبح کتنی جلد ہوگئی۔ چلتے وقت یہ خیال موت سے کم نہ تھا کہ ہر قدم پہ تمسے دور ہوتا جاتا ہون۔ پیاری مہرالنسا جی تو یہ چاہتا ہے کہ کچھ اور لکھون۔ دریاے اشک آنکھون سے اُمنڈ رہا ہے۔ اسی وجہ سے اکثر حروف مٹ گئے ہین تمھارے والد کی شکست کی خبر سنی۔ تمسے ایک راز کہتا ہون۔ باواجان مع چچا مراد کے دہلی پر فوجکشی کرنے والے ہین۔ انشاءاللہ تمسے ضرور ملونگا۔ اچھا اب آنسو نہین تھمتے۔ دریاے غم اُمنڈتا آرہا ہے۔ آنکھون پر ایک چادر سی پڑ گئی ہے اور اب دکھائی نہین دیتا کہ مین حسرت نصیب کیا لکھ رہا ہون۔ تمھارا چاہنے والا تمسے رخصت ہوتا ہے۔ ابھی تمھارے کبوتر کو گلے لگا رہا ہے اور بوسے دے رہا ہے کیونکہ تمھاری اب یہ نشانی بھی میرے پاس نہ رہیگی۔ خدا کرے یہ تم تک پہونچ جائے اور اسطرح اگر تمھارا خط بھی آجائے تو زندہ ہو جاؤن۔

حسرت نصیب محمد

کچھ دیر تک تو اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی۔ آخر مین اُسنے خط ملفوف کیا۔ اُس کبوتر کو جو مہرالنسا نے دیا تھا ہاتھ مین لیا پر مین خط باندھ دیا اور اس سے خطاب کرکے کہنے لگا۔ آہ! پیارے کبوتر تو میری دلربا کی نشانی ہے تجھے تو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا چاہیے۔ مین تجھے بڑی قدر کی نگاہون سے دیکھتا تھا۔ جا۔ میری طرف سے اس بت طناز کو سلام کہدینا اور افسردہ ہوکر اسکی نازک طبیعت پر میری پریشانی کا خاکہ کھینچ دینا۔ اچھا اب تجھے رخصت کرتا ہون۔ جا۔

یہ کہکر اُسنے کبوتر کو چوما اور مہتابی پر جاکر اُڑا دیا۔ کبوتر ایکمرتبہ بلند ہوا اور پھر اُڑتا ہوا چلا جبتک ہمارے دوست کی نگاہین کام دیتی رہین اسوقت تک دیکھتا رہا۔ جب وہ حد نظر سے تجاوز کر گیا یہ اپنے خیال مین غرق نیچے اُترا اور اُسی طرح اپنے کمرے مین داخل ہوا۔

چائے اور ناشتہ وغیرہ مین اب وہ وقت آگیا کہ آفتاب غروب

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہونے لگا۔ تاریکی پھیلتی جاتی ہے ایک زرد زرد گولہ افق مغربی کے نیچے چلا گیا اور طائر بھی اپنے اپنے نشیمن آباد کرچلے اب شب ماہ کی تیرھویں تاریخ ہے اندھیرا ہوتے ہوتے چاندنی سے روشنی آنے لگی۔ اور یکایک آسمان میں چمکتے ہوے تارے دکھائی دیے۔

ہمارا دوست خاصے سے فارغ ہو کر ایک کونے پر صحن میں لیٹا ہو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اُسے مسرور کر رہی ہے کھلے ہوئے پھول جنپر چاندنی کا تازہ پھیرا ہوا ہے۔ کبھی تو ہمارے نوجوان دوست کو اپنی طرف متوجہ کر لیتے ہیں اور کبھی اسکے چوٹ کھائے ہوے دل سے دبی ہوئی سانس نکلجاتی ہے۔ عین اسوقت ایک سوار آیا اور چپکے چپکے محمد سے کچھ باتیں کیں اور اپنے ساتھ اُسے لے گیا۔

نواں باب (۹)

دو صوبہ دار

ہمکو ایک بڑی فوج مالوہ کے قریب گذرتے معلوم ہوتی ہے دو ہاتھی آگے آگے ہیں اور انکی شان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی مرتبے کے ہیں کیونکہ ہاتھیوں کی وضع ہودے اور جھولیں ایسی بیش بہا جواہرات سے مزین ہیں کہ ہر ایک اپنی علحدہ علحدہ شان دکھا رہی ہیں۔ فوجیں بھی دو ہیں جنکی وردیاں اور سپاہیوں کی وضع بتلا رہی ہے کہ یہ الگ الگ سرزمین کے رہنے والے ہیں۔

ایک ہاتھی پر تو مراد شہنشاہ دہلی کا سب سے چھوٹا فرزند سوار ہے اور دوسرے پر محی الدین ہے جو شہنشاہ کا تیسرا فرزند ہے یہ دونوں اب ملکر اپنے بڑے بھائی دارا کو شکست دینے جا رہے ہیں۔ اور ان دونوں میں اس محبت سے باتیں ہو رہی ہیں کہ جیسی محبت کسی تاج والے سے ظاہر نہیں ہو سکتی۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

چونکہ دارا ہر دلعزیز ہے اور ہندو جو اکبر اعظم سے لیکر دارا کے زمانہ تک بہت چین سے رہتے آئے اور اُنپر شہنشاہون کی خسروانہ عنایتین رہتی تھین وہ اس سے بہت ہی قلبی محبت رکھتے ہین۔ اور اُسے مدد دینا کسی مشکل وقت مین جان دینا اُسکی عنایتون کے صلے مین کچھ بھی نہین سمجھتے۔

ہم اپنے اُن تاریخ دان ہندو بھائیون سے پوچھتے ہین جو سراسر تعصب سے کام لیتے ہین۔ اور جنکی سمجھ پر تعصب نے پردہ ڈال دیا ہے جو عقل اور انصاف کے درمیان حد فاصل کا کام دیتا ہے کہ کیون وہ اب اس غیر ضروری عقل سے کام لیتے ہین جسمین ہندوستان کا سراسر نقصان ہے۔ اگر ہندو اور مسلمانون مین لڑائی رہی اور وہ ایک دوسرے کو دشمنی کی نگاہون سے دیکھتے رہے تو کیا اُنکی منصفت نگاہون سے پیشتر کی باتین اوجھل ہو جاینگی۔ اُنکو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ زمانہ جسکی مذمت مین وہ صفحے کے صفحے رنگ ڈالتے ہین اُنکے لیے بہت اچھا تھا جنمین مسلمانون نے اُنھین وزیر ملکی۔ وزیر مالی۔ وزیر جنگ۔ سپہ سالار اور وکیل مطلق بنایا۔ کیا تم پھر کسی دوسری حکومت مین ایسی امید رکھتے ہو یا اسکا عشر و عشیر بھی مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے؟۔ تم کام تو وہ کرتے ہو کہ عام ہندو اور مسلمان اپنے باپ دادا کے اچھے کامون سے مطلع ہون۔ لیکن در اصل تمھارا انشا، یہ ہے کہ وہ دو قومین جنمین قریب ایک ہزار برس کے میل جول سے الفت اور محبت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ وہ پھر اجنبیت کی قاتل نگاہون سے دیکھین۔ تم آدمی نہین ہو کہ اپنے متعصبانہ الفاظ سے دلون مین بُرے خیالات پیدا کرتے ہو۔ ہم یہ نہین کہتے کہ تم اصل واقعات نہ لکھو تمھین ضرور لکھو کہ جس سے ہم سمجھ جائین کہ " وہ" ایسا تھا۔ تو کیا تم ایک کے بُرے ہونے سے قوم کی قوم پر دھبہ رکھنا چاہتے ہو کیا تم دوسری قومون کی لکھی ہوئی کتابون سے اخذ کرتے ہو جنھین ہماری تعریف سے کوئی غرض نہین بلکہ آپس مین بُرے خیالات پیدا کرنے سے اُن کا نفع ہے اگر ایسا ہے تو ذرا ملکی معاملات سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور یہ دیکھو کہ سیاست مدان اور تدبیر منزل کے لیے کتنی ضروری باتین ہین اور اس امر کو جو حکومت

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کرتا ہے کیسے کیسے خیالات اور موقع گھیر لیتے ہین اور کس وجہ سے وہ کوئی خاص بات کرتا ہے۔ کیا تم دنیا کے کسی بادشاہ کو پولیٹکل برائیون سے صاف ثابت کرسکتے ہو۔ ہرگز نہین سوچو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم اکیلے۔ قوم کی قوم کا دل دکھانے والے ہو اور تمھارے خبث باطنی سے صرف تمھارے ہی طرف سے نہین بلکہ تمھاری قوم سے نفرت انگیز خیال پیدا ہوجاتے ہین کیا قوم اس قابل ہے۔ نہین بلکہ اس ملعون خیال کے باعث تمھین ہو۔ تمھارا ہی قصور ہے۔!!!

آؤ دیکھین کہ یہ مالوہ کا صوبہ دار جسونت سنگھ جو شاہان دہلی کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے محی الدین اور مراد کے روکنے کے لیے کس سبب سے مستعد ہے۔ یہی مسلمانون کی مہربانی جسے تمھارا تعصب خواب مین بھی نہین دیکھنے دیتا۔ آئیے دیکھین تو کہ اس قہار فوج مین ہمارا دوست محمد بھی ہے یا نہین کیونکہ وہ اس حالت مین دہلی بھیج جاتا اور بہ نسبت اورنگ آباد کے دہلی سے راج محل قریب رہجاتا۔ مگر نہین وہ نہین ہے۔ ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ ایک سوار اسے باغ سے بلا لیگیا تھا۔ اور محی الدین نے اُسے مع پانچہزار سوارون کے دور دست راستے سے روانہ کردیا ہے۔ یہ بطور سفیر مینا کے کام دے رہا ہے اور یہ اپنے باپ کے پاس ہر روز روزنامچہ مع کیفیت کے بھیجتا ہے۔

دوسری تعجب کی بات یہ ہے کہ محی الدین نے کیون ایک ناتجربہ کار افسر کو جسے منصب پنجہزاری حاصل ہے دہلی کے ایسے پایۂ تخت پر بھیجا ہے جہان بڑے بڑے تجربہ کار افسر اور بہادر فوجین ہین۔ اسکی یہ مختصر فوج تو بہت جلد کام آسکتی ہے شاید اسمین کوئی مصلحت ہو۔

ابھی یہ مقام نہ کرنے پائے تھے کہ تین کوس شہر سے آگے راجپوت فوج راستہ روکنے کی غرض سے مستعد جنگ دکھائی دی۔ انھین روانہ ہوئے بیس روز گذر گئے تھے۔ مقام کرنیکا باجہ بجا اور فوجی دریا جس مین انتہائی درجہ کا جوش تھا سیلاب پر آگیا۔ خیمے نصب ہونے لگے اور یہ دونون اپنے اپنے خیمون مین گئے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

پانچ بجے ہونگے کہ محی الدین نے اپنے سپہ سالار میر جملہ کو بلایا اور اسکو لیے ہوے مراد کے خیمے مین آیا چھوٹے بھائی نے تعظیم کی۔

محی الدین - بھائی مراد! چونکہ ہمکو بہت جلد دہلی پہونچنا چاہیے اسلیے ہمین بیچ کی رکاوٹ کے لیے کوئی بہت اچھی ترکیب سوچنی چاہیے۔

مراد - یعنے جسونت سنگھ سے صلح کرلین۔

محی الدین - نہین یہ نہین۔ مین کسی سے منھ نہین موڑنا چاہتا - بلکہ شکر کرتا ہون کہ خدا نے مجھے بہادر دل دیا ہے میری صلح تلوار سے ہوگی۔

مراد - تو یہ ایک سخت حملہ کیا جائے؟

محی الدین - نتیجہ یہی ہونا چاہیے لیکن کچھ اور۔

مراد - تو میری سمجھ مین نہین آتا - آپ ہی فرمائیے؟

محی الدین - دیوار ہم گوش دارد۔

یہ کہکر اُسکے قریب گیا اور کان مین دیر تک کچھ کہتا رہا - اسکے بعد میر جملہ سے بھی ایسی ہی باتین ہوئین - اور دونون متعجب ہوکر محی الدین کی صورت دیکھنے لگے۔

اسکے بعد محی الدین اپنے خیمے مین گیا میر جملہ نے مراد کے سپہ سالار تہور جنگ سے کچھ کہا اسکا نتیجہ ہوا کہ اُسنے اپنے افسرون کو جمع کیا اور نہین معلوم کونسی ایسی پوشیدہ بات تھی کہ ہر شخص کے کان مین کچھ کہتا گیا میر جملہ نے بھی ایسا ہی کیا - ابھی یہ باتین اسقدر جلدی اور عقلمندی کی ہوئین کہ خود انکے فوجی سپاہیون کو نہ معلوم ہوا - فوجی سردارون کا مجمع منتشر ہوا اور سب اپنے اپنے خیمے مین گئے۔ فوج کے گرد اور اُن مقامات پر جہان خوف ہوسکتا تھا پہرے قائم کیے گئے اور تھوڑی دیر مین ایسا سناٹا ہوگیا کہ پہرہ دینے والے سپاہیون کی گرجتی ہوئی آوازین بہت صاف سنائی دینے لگین - چاندنی کا کھیت لطف دکھا رہا ہے میدان اسقدر وسیع ہے کہ جہان تک نگاہ کام دیتی ہے زمین کا ایک وسیع تختہ معلوم ہوتا ہے صرف اتر اور دکھن کی طرف فوجون سے کوئی دو دو کوس

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کے فاصلے پر کچھ اٹھی ہوئی زمین معلوم ہوتی ہے جسکی اونچائی کا دوری کی وجہ سے درست اندازہ نہیں ہو سکتا۔

اسوقت ابر وغیرہ کا نام نہیں آسمان بالکل صاف ہے اجرام فلکی اچھی طرح چمک رہے ہیں۔ جنگل میں خیموں کے نشان اور انکا سرد ہوا سے لہرانا ایک دلچسپ کیفیت ہے محافظوں کی دور دور ہو آنیوالی صدائیں رونگٹے جسم پر کھڑے کردیتی ہیں۔ رات کا سناٹا اور شاندار فوجوں کا مقام ہے تو عمدہ منظر لیکن اگر اسکے نتیجہ کی طرف غور کیا جائے تو یہ خیال ہو سکتا ہے کہ کیسا خوفناک تماشہ ہو جائیگا۔

رات کو گیارہ بجے ہونگے کہ کچھ شور سُنائی دیا آنیوالی آوازیں غصے سے بدل گئیں اور اسقدر شور ہوا کہ محی الدین اور مراد جو میٹھی نیند کے مزے لے رہے تھے چونک پڑے یہ جلد جلد گھوڑوں پر سوار ہوے اور آکر دیکھا کہ طلایہ کے حولداروں میں جو ایک انکا اور ایک اُنکا ہے تلوار کھنچی ہے اور وار ہوا ہی چاہتا ہے اُنکے ساتھی بھی اپنے سردار کی مدد کیواسطے مستعد ہیں۔

تھوڑی دیر میں دونوں طرف کے مسلح سپاہی شور سنکر موجود ہو گئے اور اپنے اپنے ساتھیوں کی مدد کے لیے دوسرے کو خوف دلانے والی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔ مراد اور محی الدین نے ایک دوسرے کو اس طرح دیکھا کہ گویا وہ خوف کی حالت میں یہ پوچھ رہے ہیں کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ تو آپسمیں لڑائی ہو گئی۔

دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ آپسمیں اسلیے لڑے ہیں کہ ایک تو مراد کی تعریف کرتا تھا اور دوسرا محی الدین کی بس یہی ناگوار ہوا کہ ہمارے سامنے دوسرے کی کیوں تعریف ہو۔ اسی لیے تلوار چلا چاہتی ہے۔

مراد اور محی الدین نے اپنے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ واپس جائیں۔ لیکن وہ سب کچھ اسقدر غصے میں تھے کہ اپنے افسر کا کہنا نہ سُنا اور اپنے مقابل افسر سے کہا کہ اچھا اب چلو دوسری جگہ فیصلہ کریں یہاں ہم لوگ اپنی بات قائم نہ رکھ سکینگے۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

دونون صوبہ داردن نے غصے مین انکی برطرفی کا حکم دیدیا اور یہ دونون فوجین رات ہی کو مع اپنے افسرون کے دوطرف روانہ ہوگئین دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ فوج چھ ہزار کے قریب تھی اور سب کے سب تجربہ کار اور بہادر سپاہی تھے۔ غصے مین بھرے ہوے سپاہیون کو نہین معلوم کیا آن آگئی کہ وہ اپنی نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

انکے روانہ ہونے کے بعد جہان مراد اور محی الدین کھڑے تھے ایک شخص الگ ہوا لیکن اسکے بشرے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ چوکنا ہے ایک افسر اسکے دیکھنے کے لیے بڑھا لیکن اُسنے قدم تیز کیا۔ جب یہ اور بڑھا تو وہ بھاگا۔ افسر نے تیر مارا لیکن نشانہ نہین لگا۔ اسکے شور کرنے پر پھر لوگ اور دوڑے لیکن ایک مقام پر اسکا گھوڑا تھا اور وہ بیٹھکر تیر کی طرح نکل گیا۔ اسکی خبر مراد اور محی الدین کو دیگئی۔ معلوم ہوا کہ وہ جاسوس تھا۔ لیکن یہ خبر سُنکر انکے چہرون سے مسکراہٹ پائی گئی اور کچھ زیادہ انتشار نہ ہوا۔ البتہ فوجون کی اس خودسری پر انکے افسر دیر تک افسوس ظاہر کرتے رہے۔

رات ختم ہو چلی تارے ڈوبنے لگے اور ماہتاب اپنا دورہ ختم کرکے افق مغرب تک پہونچ گیا۔ رات کے اندھیرے مین سپاہی اپنی اپنی ضروریات سے فارغ ہو چکے۔ نور کا تڑکا تھا کہ مستعدی کا قرنا بجا اور سپاہی خیمون سے نکلکر میدان مین جمع ہونے لگے۔ راجہ کی فوج بھی مستعد دکھائی دی اور وہ اسطرح سے محی الدین اور مراد کی فوج کو دیکھ رہے تھے جسکے یہ معنی تھے۔ کہ تمھین اپنی فوج پر تو اختیار نہین ہے پھر ہمسے کیا لڑتے آئے ہو۔ شاید وہ شخص جو بھاگ گیا وہ فوجی جاسوس تھا اور اُسنے جسونت سنگھ کو اسکی پوری خبر دی۔ اور اُسنے دل بڑھانے کی غرض سے اپنی فوج مین یہ مشہور کر دیا۔

ابتک سپاہیون مین موت کا سناٹا ہے۔ بعض اوقات افسرون کے گھوڑے دوڑنے کی یا انکے حکم دینے والی کرخت آواز سنائی دیتی ہے نہین تو سپاہیون کے سامنے اپنی بے اتفاقی کا نقشہ پھرتا جاتا ہے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

جو حالت جنگ سے مشکل دقت ہے کیونکہ اُسوقت تو جوش ہوتا ہی ابھی انتظار ہے۔

اب فوجی افسر اپنے اپنے سپاہیوں کو موقع سے بڑھانے لگے اور زدیر کمانداروں نے مہو نچتے نہونچتے مینھ برسانا شروع کیا توپین بھی چلنے لگین اور سپاہی اُلٹے اُلٹ کر گرنے لگے۔ اُس زمانہ کے بہادر سپاہی اور افسر توپ پر اتنا بھروسا نہین کرتے تھے جیسا آجکل۔ انکی تمام بیدا گرنیوالی صرف تلوار تھی جو اُنکے دشمن کے مقابلہ مین کام آتی تھی اور اُنکا نام آوری کا باعث ہوتی تھی۔

دونون طرف کی فوجون کو جنبش ہوئی اور جسونت سنگھ نے اپنے افسرون کو بلاکر کچھ کہا اور اپنے ایک ہزار سوارون کو لیکر بڑی تیزی سے حملہ آور ہوا۔ میر جملہ نے بھی اپنے ایک ہزار پیادے نیزہ دار بھیجے جنھون نے گھٹنے ٹیک کر اُنکے زبردست حملہ کو روکا۔

اُسکے بعد میر جملہ خود ایک ہزار سوار لیکر داہنے بازو پر گرا اور اپنے امدادی افسر کو بائین جانب حملہ کرنیکا حکم دیا۔

دشمن کی فوج کا وہ حصہ جسمین خود جسونت سنگھ شریک ہے اورنگزیب اور رخود اُسکی فوج سے کسیقدر ہٹ کر ہے۔ درمیان مین ایک میل کے قریب جگہ خالی ہے اور گولون کی آوازین ہوا کو پھاڑتی ہوئی سپاہیون کو موت کا پیغام سنا رہی ہین۔ اب دونون طرف کی فوجین حرکت مین ہین اور افسر یہی چاہتے ہین کہ فوجون کو مناسب ترتیب سے ایک دوسرے کے مقابل کردین۔ لیکن ابتک تلوارون سے لڑنے کا حکم نہین دیا گیا تھوڑی ہی دیر مین میر جملہ اور جسونت سنگھ کی فوجین بڑے زور و شور مین لڑنے لگین۔

نئی بات تو کوئی بھی نہیں ہے لیکن سین ایسا عبرت خیز ہوتا جاتا ہے اور لڑائی مین ایسا جوش بڑھتا جاتا ہے کہ سپاہی اب بڑے زور رنجولا سے لڑرہے ہین اور وہ گویا اپنی ناچیز ہستی کو بھولے ہوئے ہین۔ کروہ موت کے سامنے اس بے کلیجے پن سے لڑرہے ہین کہ گویا وہ تھیں یہ ایک

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تماشہ ہے۔
فوجین ایک دوسرے کی مدد کے لیے بڑھتی جاتی ہین۔ اور کئی مقام پر جنگ ہو رہی ہے۔ اگر کوئی غور سے دیکھے تو اُسے یہ معلوم ہو جائیگا کہ بہادر راجپوت یہ چاہتے ہین کہ صفون مین گھس جائین۔ لیکن محی الدین اور مراد کے سپاہی ابتک اُنکے حملے روک رہے ہین۔ شاید یہ سبب ہو کہ وہ اپنے بہت سے بھائیون کے چلے جانے سے بیدل ہو رہے ہین اور اس بات کا خیال راجپوتون کو ہمت دلا رہا ہے۔
سپاہی خون کی بو اور تلوار کی چمک سے دیوانے ہین کے جوش تک ہو گئے اور بڑی خوفناک لڑائی ہونے لگی ان کی آنکھین اپنے دشمنون پر گڑ پڑی ہین اور تازہ تازہ خون انکی ہمدردی کی آنکھ پر پردہ ڈال رہا ہے سپاہیون کے نعرے مرتے ہوے جانبازون کی کراہنے کی صدا بے سر جسمون کا اُچکنا یہ ایسا پر ہیبت منظر ہے کہ دیکھکر روح لرز جاتی ہے لیکن یہ کچھ ایسے سخت دل ہین کہ بڑھ بڑھکر ہاتھ مارتے ہین اور اُن آنکھون سے دیکھ رہے ہین گویا اُنھین رحم کا نام نہین۔
اسوقت اُتر اور دکھن سے گرد اُڑی۔ اور آنیوالے اسقدر جلد بڑھتے آئے کہ ہمین دیکھنے کا بھی موقع نہ ملا۔ جب وہ تیر کی طرح جسونت سنگھ کی متعجب فوج پر ٹوٹ پڑے تو ہمین معلوم ہوا کہ یہ محی الدین اور مراد کی فوجی وردی پہنے ہین اور وہی سپاہی تھے جو رات کو آپس مین لڑ کر چلے گئے ہین اور انھین حکم دیا گیا تھا کہ جہان چاہین چلے جائین۔ اس وقت معلوم ہوا کہ وہ محض جنگ زرگری تھی۔ اور شاید صوبہ دار دکھن نے یہی ترکیب سوچی تھی کہ دشمن کو گھبرا کر جلد مغلوب کرلے۔
جسونت سنگھ کے سپاہی بڑے جوش مین لڑ رہے تھے اور ابتک ادھر سے اس طرح کے جوش سے اسلیے کام نہین لیا گیا تھا کہ یہ لوگ موقع کے منتظر تھے۔ اس موقع کے پہونچتے ہی ان دونون شاہزادون نے افسرون کی طرف مخاطب ہو کر قوی اور حکمانہ صدا مین کہا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

"ہان بہادرو! اب تم بھی ان کافرون کو یہ دکھا دو کہ تم کسقدر بہادر ہو جنھین تم اتبک کھلا رہے تھے انھین کس آسانی سے زیر کر سکتے ہو۔ بڑھو۔مارو۔آؤ"

بس جملے کے کہتے ہی افسرون نے تلوارون کے ساتھ بر قدم گھوڑے جھکائے اور اس زور وشور سے گیے کہ راجپوت فوج متحیر ہوگئی وہ ہاتھ جو تیزی سے دشمن کی طرف بڑھ رہے تھے انمین سستی آگئی اور اس شجاعانہ حملہ سے پریشان۔ چہرے پر خوف سے زردی چھاگئی۔

یہ تو دیر سے حملے بھی روک رہے تھے اور تھکے بھی تھے۔ مگر ان برقدم سپاہیون نے تو آفت ڈھادی۔ صفین توڑ ڈالین اور اس طور سے جمکر حملہ کرنے لگے کہ دشمن کو بالکل بے قابو کر دیا راجپوت سپاہی سمٹ سمٹ کر اسی طرف جانے لگے جہان اُنکا بہادر سردار زور وشور سے لڑ رہا تھا اب اُسکے قریب کل فوج جمع ہوگئی تھی۔

لیکن اسکے مقابل میر حملہ کا سا بہادر افسر تھا۔ اُس نے جسونت سنگھ کو ڈانٹا اور دونون مین تلوار چلنے لگی۔ ہر ضرب پر یہ خیال ہوتا تھا کہ مضروب مارا گیا لیکن لوگ تعجب سے نعرہ کرتے تھے جب وہ اپنے کو بچا کر دشمن پر حملہ کرتا تھا۔

جسونت اور میر حملہ مین فرق اتنا تھا کہ اول الذکر اپنی فوج کی بے ترتیبی سے پریشان تھا اور آخر الذکر اطمینان مین تھا۔ جسونت کے سر پر تلوار کا ایک کاری زخم لگا۔ اور وہ موقع غنیمت سمجھکر نکل گیا سپاہی بھی اسکے ساتھ ہوے دور تک تعاقب کیا گیا اور سپاہیون کا خون بارش کے پانی کی طرح بہنے لگا۔ سپاہیون کے لیے نیچر نے یہ تماشہ خلق کیا ہے کہ وہ اپنے ہمجنس کو خون مین پھڑکتا دیکھکر دلچسپی حاصل کرین۔

لیکن حقیقت مین پوچھیے تو یہ روپیہ اور ملکی ہوس وہ چیز ہے کہ جو انسان کو انسان کا دشمن بنا دیتی ہے جسونت سنگھ مالوہ مین داخل ہوا اور شہر پناہ کے پھاٹک بند کر لیے گئے محی الدین اور مراد کو چونکہ عرصہ کرنا منظور نہ تھا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اُنھون نے محاصرہ بھی نہ کیا وہ اپنے کمپ مین چلے آئے دوسرے روز دہلی کی طرف کوچ ہوگیا۔

(۱۰) دسوان باب

بڑی خیر ہوئی

ہم اپنے ناظرین کو شجاع اور اُسکے خاندان سے مطلع کرنا چاہتے ہین کہ وہ اب کس فکر مین ہے۔ پہلے وہ اس لڑائی سے بھاگ کر پٹنے پہونچا لیکن نوجوان سلیمان نے وہان بھی اُسکا پیچھا کیا۔ مونگیر گیا یہان بھی فاتح نے ارادہ فسخ نہ کیا اسکے بعد یہ راج محل چلا گیا۔ سلیمان اسکے تعاقب مین جانا چاہتا تھا کہ اسے دارا کا ایک خط ملا جسمین تاکیداً لکھا تھا کہ واپس آؤ کیونکہ تمھین اپنے دو چچاؤن سے اور لڑنا ہے۔ اسنے فوج پر اپنا ارادہ ظاہر کیا اور دہلی کیطرف کوچ ہوگیا۔

شجاع کے چہرے سے اس غفلت اور آفت ناگہانی کی شکست سے سخت پریشانی پائی جاتی ہے۔ وہ آجکل اپنے خیالات مین ڈوبا رہتا ہے اور بہت کم باہر نکلتا ہے۔ پیاری بیگم صاحبہ علیل ہوگئی ہین اور ہماری ہیروئن بھی آج کل بہت پژمردہ معلوم ہوتی ہے۔ آجکل یہ اپنے کمرے مین بیٹھی رہتی ہے آنکھین اکثر اوقات غم کا اظہار کرتی رہتی ہین۔ کوئی کتاب اُسکے سامنے کھلی ہے لیکن نہین معلوم یہ ہے کہان اور کس سوچ مین ہے۔

صنوبر یعنی اسکی رازدار خواص ہر وقت اُسکے پاس بیٹھی رہتی ہے اور تسکین دیا کرتی ہے لیکن اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ بیچین ہوکر ٹہلنے لگتی ہے اور کہتی ہے صنوبر اسوقت مجھے اکیلا چھوڑ دے۔ صنوبر چلی جاتی ہے اور یہ پھر اپنا دلی خیال ظاہر کرتی ہے۔

"محمد تے تو کہا تھا کہ ہم جلد آئین گے لیکن ابتک آنا کیسا خط بھی نہ لکھا کیا سچ دکھی محبت تھی۔ باتین تو بہت بنائی تھین۔ کیا وہ سب جھوٹ تھین۔ آہ! وہ بھول گیا۔ اور کمبخت یہان یاد کرنے کا مرض ہوگیا مجھ بدنصیب کو کیا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

معلوم تھا کہ محبت کا خیال مجھے پہرون رولائے گا۔ کیا میری قسمت کا یہی لکھا
تھا۔ ہزار چاہتی ہون کہ بھولجاؤن مگر وہ تو بھولے ہین اپنے ضبط کو
بھول جاتی ہون اور یون تو اُسکے خیال مین ایک دلچسپی ہوتی رہتی ہے
عالم خیال ہی مین باتین سہی میرے دل مین تو ٹیس پیدا ہو رہی ہے
بھلا کوئی مجھے کیون یاد کرنے لگا۔ ہاے۔ محبت جتانے سے یہ مطلب
تھا کہ مین اس خیال مین پھنس جاؤن۔ (آنکھون مین آنسو بھر کر) خیر جو
ہوا اچھا ہوا۔ اب تو یہ نہین ہوسکتا کہ کسی کی محبت کو دل مین جگہ دیکر نکال
ڈالون کیا یاد کرینگے کہ کسی کو محبت تھی اور اُسنے اُسکا کیسا نباہ کیا۔ اتنا تو ہوگا
کہ سُنکر دو آنسو رو لینگے جہان رہین خوش رہین ...... مگر وہ کیا
سچ مچ بھول گئے؟ نہین بھولے نہونگے۔ ضرور کوئی ایسی ہی بات ہوئی ہے جس سے
خط نہ بھیجا۔ اور ہین بھی تو بڑی دور۔ یا میرے اللہ کوئی خط آتا ہو۔ اور میرا
محمد خیریت سے ہو؟ آہ! شاہزادے۔ تم سمجھتے ہوگے کہ مہرالنسا تمھین بھول
گئی ہوگی لیکن اللہ جانتا ہے کہ تمھین یاد ہو اور سب بھول گئے۔"

اسوقت صنوبر داخل ہوئی مگر کسیقدر گھبرائی ہوئی تھی۔ کیونکہ اسکے
ہاتھ مین ایک سیاہ لفافہ تھا مہرالنسا کو اس خط کے دیکھتے ہی وحشت
ہوئی اور جلدی سے خط چاک کیا۔ اسمین یہ مسطور تھا۔

افسوس نامراد دنیا سے اُٹھ گیا

بیگم تم تو خوش بیٹھی ہوگی اور یہ امید ہوگی کہ کبھی تو اپنے پیارے
محمد سے ملوگی۔ لیکن آگ لگے اس گھڑی کو جسنے تمھاری اُمیدون پر پانی پھیر
دیا۔ تم جسے اپنا عاشق سمجھتی تھین وہ نامراد دنیا سے اُٹھ گیا۔ بڑی حسرت
سے جان دی۔ ابھی دل سنبھالے رہو۔ سُن لو کہ اُسکا کیا حال ہوا۔ ہاے
حسرت بھی روتی ہوگی مرتے وقت اُسنے ہاے مہرالنسا کہا اور جان سے
گذر گیا۔ یہ تو پوچھو کہ وہ دفنایا بھی گیا یا نہین ابھی وہ خون مین پڑا سو رہا
ہے۔ قاتل کا نام سُنوگی۔ سلیمان۔ کب جیسے ہی وہ راج محل سے اپنے محل
مین داخل ہوا چاہتا ہے کہ وہ بھیس بدل کر آیا اور اُسیوقت قتل کر کے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

چلاگیا۔ تمام دکھن رو رہا ہے اور اُس نوجوان کی اتفاقیہ موت پرسب اشک حسرت بہا رہے ہین۔ بیچارے باپ کا تو عجیب حال ہے۔ اُسے تو کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ مرنے والا تھا تو بڑا بہادر مگر کسی کے عشق نے اُسے بالکل مدہوش کردیا تھا۔ وہ اپنے ہوش مین نہ تھا نہیں تو سلیمان کی یہ جرأت نہ تھی کہ اُسے قتل کرتا......... راقم ایک غمزدہ خادم مرزا غیاث

ارے یہ خط کیسا؟ اس سے تو ہوش اُڑے جاتے ہین۔ اور کچھ سمجھ مین نہین آتا۔ کہ سلیمان وہان کیسے پہونچگیا ابھی تھوڑے دن ہوے کہ وہ مونگیر سے واپس آیا ہے۔ اور محمد اپنے محل مین راجمحل سے آکر داخل ہوا باپ سے ملا۔ وہ مارا کہان گیا۔ لیکن پیاری مہرالنسا کو کون سمجھائے وہ غریب کیا جانے کہ محمد کس حالت مین ہے۔ دیکھیے مہرالنسا کی کیا حالت ہوگئی۔ اُسکے چہرے پر مردنی چھاگئی اور بیہوش ہوکر قالین پر گر پڑی رگون مین تشنج پیدا ہوگیا۔

کیا کسی افسوسناک خبر مین ویسی ہی قوت ہے جیسی بجلی کی۔ کیا اُس مین بھی یہی اثر ہے کہ انسان آن کی آن مین اپنے حواس کھو بیٹھتا ہے۔ ضرور دیکھیے ایک تندرست لڑکی چشم زدن مین کس طرح بیہوش ہوگئی۔ اور اُسکے دل پر کیسا اثر ہوا۔

سانس تو چل رہی ہے۔ لیکن ہاتھ پیر کچھ سرد ہوگئے ہین۔ آنکھین پتھرا گئی ہین۔ اس غشی کی حالت مین ایسے گہرے سوچ مین معلوم ہوتی ہے کہ بدن کو جنبش بھی نہین ہوتی کبھی کبھی سانس اسقدر آہستہ آتی ہے جس سے خیال ہوتا ہے کہ یہ ملک فریب صورت دنیا سے گئی۔ اس کی خادمہ صنوبر بیقرار ہوکر چیخنا چاہتی ہے مگر سانس کی آہٹ پھر تسکین دلادیتی ہے اور یہ خوشبویات ناک کے پاس لیجاتی ہے کہ جلد ہوش آئے۔

دیر تک گلاب اور کیوڑے کے چھینٹے دینے کے بعد اُس نے آنکھین کھولین اور جس نگاہ سے اسنے صنوبر کی طرف دیکھا شاید اگر فولاد کا دل بھی ہوتا تو اسپر بھی اثر ہوتا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

صنوبر۔ حضور کیا تھا۔
مہرالنسا۔ میری سوت کا پیغام۔
صنوبر۔ نصیب اعدا۔ معاف فرمائیے کہ اسمین کیا لکھا ہے۔
مہرالنسا۔ صنوبر۔ اسکے بعد جو میری حالت ہونیوالی ہے وہی تجھے بتادیگی میرے کہنے کی ضرورت نہین ہے۔
صنوبر۔ حضور معلوم بھی تو ہو کہ کیا ہوا۔ کیونکہ آپکے پاس کئی مرتبہ دھوکے کے خط آچکے ہین۔

اس جملہ کے سُنتے ہی مہرالنسا نے بڑے غور سے اُسکی صورت دیکھی اور ایک لحظہ تک یہ معلوم ہوا کہ اسکے چہرے سے وہ غم کا بادل ہٹ گیا۔ لیکن پھر اس ہوشربا صورت کی اُڑی ہوئی رنگت نے یہ بتادیا کہ کوئی لحظہ ایسا پُر قوت نہین ہے جو اس خیال کو اُسکے دل سے ہٹادے۔

مہرالنسا۔ صنوبر۔ کس منھ سے کہون کہ اسمین کیا لکھا ہے۔ اسکے ایک ایک جملہ پر خون رونے کو جی چاہتا ہے۔ اسمین یہ لکھا ہے.. کہ محمد...... آہ!۔
صنوبر۔ گھبرا کر۔ بی بی۔ آگے فرمائیے۔ جلدی کہیے للّٰہ۔
مہرالنسا۔ آہ! محمد مارے گئے۔
صنوبر۔ صاحب عالم مارے گئے یہ تو بہت تعجب ہے کہ ایسا گرانقدر شہزادہ مارا جائے اور کسی کو خبر نہو۔
مہرالنسا۔ کیا یہ بھی کوئی دو قدم کی بات ہے۔ آہ! سلیمان نے اُسے قتل کیا نہین مجھے بھی۔
صنوبر۔ اور حضور یہ بھی تو ممکن ہے کہ اس حرامزادے روشن کی کارستانی ہو
مہرالنسا۔ صنوبر۔ وہ تو دوسرے ہی پر تو مین لکھتا ہے۔ اور اس خط کے تو ہر لفظ پر میرا قلب الٹا جاتا ہے۔ آہ! محمد دنیا سے اُٹھ جائے اور مین زندہ رہون اچھا۔ ابا جان سے پوچھ کہ کچھ خبر معلوم ہوئی ہے۔

صنوبر کو چونکہ خود انتشار تھا وہ فوراً روانہ ہو گئی۔ شجاع اُسوقت محل مین تشریف فرما تھا اور کسی ضروری کام مین مشغول تھا یہ ایک طرف

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

باادب کھڑی ہو گئی۔

ہمارے ناظرین یہ بہت اچھی طرح سے جانتے ہین کہ محمد کو مہرالنسا اور مہرالنسا کو محمد سے کسقدر محبت ہے۔ اس خبر کو سُنکر اسکی آنکھون کے سامنے کی کل چیزین اُسے بالکل ویسی ہی معلوم ہو رہی ہین۔ جیسے کسی عالم احتضار کے مریض کو نظر آتی ہین دنیا کی ساری دلچسپیون کا خیال رفتہ رفتہ اُسکے دل سے رفع ہوتا جاتا ہے اور اُسکی لطیف روح جسم خاکی سے علحدہ ہوتی جاتی ہے۔ گو اُسکے چہرہ پر مردنی چھائی ہوئی ہے اور ٹھنڈھا پسینہ آگیا ہے لیکن تاہم اُسکے حواس سقدر سالم ہین کہ وہ اس ذی روح کے خیال مین ہے جس سے دنیا مین آکر اُسنے محبت کی۔ جسے اپنا چاہنے والا سمجھا۔ اور جسکی شان اور انداز نے اُسے فریفتہ بنا لیا۔ جسے اُسنے دنیا مین اپنی دلچسپی کا ذریعہ سمجھا اور جسے یہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اسکا سچا قدر دان ہے اور وہی اسکے ہر قول اور خیال مین سچی خوشی پیدا کر سکتا ہے۔ آج اُسے۔ کسے ؟ اُس اٹھارہ برس کے حسین لائق بہادر۔ شاندار شاہزادہ کو پنجۂ موت کا گرفتار سمجھ رہی ہے وہ گویا یہ طے کر چکی تھی کہ اسکی دنیا محض اُسکے چاہنے والے تک ہے اور بعد اُسکے یہان کا رہنا اُسے مطلق محظوظ نہین کر سکتا۔

ہم کیا بتا دین کہ اُس ملک فریب مہرالنسا کا کیا قصد ہے آہ! کہتے کلیجہ دہلتا ہے کہ ایک ایسی ماہ پارہ عورت ایسا خوفناک خیال کرے۔ اگر وہ آئینہ مین اپنی صورت دیکھتی تو شاید اُسے خود اپنی صورت سے محبت ہو جاتی اور خود اسکی محبت اُسے اس خیال سے باز رکھتی۔ ہم اب یہ کہنا چاہتے ہین کہ دلربا مہرالنسا زندگی سے بیزار ہو چکی اور اپنی پیاری صورت پر خود ظلم کیا چاہتی ہے۔ آج اسکی سحر ساز آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے ہین اور اپنی موت کے خیال پر خود رو رہی ہے۔

اب اُسنے اپنی حنا آلود چھنگلیا سے ایک انگوٹھی اُتاری اور نہین معلوم کیا خیال آیا کہ یہ بیتاب ہو کر رونے لگی۔ محمد! تم تو ایسے بے مروت نہ تھے کہ یہ ہمارے چلے گئے۔ بات بھی نہ پوچھی مگر سچ کہون۔ مین نے تمھاری

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایسی طبیعت نہیں پائی ہے دیکھو مین ملک عدم مین بھی تمھارا پتہ لگانے آرہی ہون اور تمھارا ساتھ نہین چھوڑنا چاہتی - ہاے مجھ کمبخت سے مشورہ تو لیا ہوتا تم دیکھتے کہ مین کس خوشی سے تمھارا ساتھ دیتی - کیسی ظالم گھڑی ہے کہ تمنے اپنا مُنھ چھپالیا اور مین تمھاری خیالی صورت سے مخاطب ہوکر یہ رہی ہون - محمد تمھاری روح گھبراتی ہوگی - لیکن مہر النسا بھی اب زندگی سے سیر ہوچکی -

آہ! اس امید کو دیکھو کہ یہ کمبخت ایک میونچ نہین چھوڑتی - جامہر النسا کو اب محمد کے پاس جانے دے تجھے بھی میری نامرادی کی موت پر رنج ہوگا حسرت تیرا ہی پلہ بھاری رہا - اور اب مین تجھے دنیا سے لیے ہوے رخصت ہوتی ہون صرف اسلیے کہ تجھ مین بھی کچھ میرے پیارے محمد کا خیال تھا -

(آئینہ مین اپنی صورت دیکھکر) میری صورت اچھی تو تھی - مین خود اپنی تعریف نہین کرتی بلکہ محمد اور انصاف کی نگاہون سے دیکھتی ہون - آہ! اب یہی صورت خاک مین ملجائیگی - کیونکہ جب اُسکا قدردان نہین رہا تو پھر بیکار ہے -

آہ! یہ جملہ بھی کس غضب کا ہے - کہ میری صورت اچھی تو تھی - ہاہین تو ہچکی لگ گئی - وہ شیرین آواز جو غم آلود ہو رہی تھی اور کمرہ مین آہستہ آہستہ پھیل رہی تھی اب اسکی جگہ سناٹا چھا گیا مہر النسا نے چاقو سے اُسکا تنگ نکالا ہے اور اُسے کچل رہی ہے -

آہ! کون ہے - جو اُسے خود اُسکی صورت کی قدر کرائے - لواب گلاس اُسکے منھ تک پہونچا چاہتا ہے - جسمین کلیجہ کے ٹکڑے کردینے والا سفوف ہے - اب وہ ہونٹھ جنپر محمد نے چلتے وقت بوسہ لیا تھا - وہ نازک لب جو گلاب سے زم رنگت کے تھے اب اس قاتل چیز کو مس کیا چاہتے ہین اور دل یہ کہہ رہا ہے کہ جلدی کر -

قریب تھا کہ یہ اس زہر کو اپنے ہونٹون سے لگائے کہ اُسکے کان مین بردون کی آواز آئی اور اُسکی نورمے سانچے مین ڈھلی ہوئی گردن بلند ہوئی اور اُسکے چہرے پر مسکراہٹ آگئی - کیا یہ مسکراہٹ اسلیے تھی کہ وہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اپنی چاندسی صورت کو خاک مین ملایا چاہتی ہے ؟
نہین ناظرین بہت سی ٹھنڈی سانسین نے چکے۔ اب خوش ہو جاؤ۔ مہرالنسانے اس کبوتر کو بھیجا تا جو اسنے چلتے وقت دیا تھا۔ وہی کبوتر جسے محمد نے اورنگ آباد سے روانہ کیا تھا۔

آہ! غضب ہو گیا تھا اگر یہ وفادار جانور کچھ دیر بعد آتا تو ہم اسکے کلیجے کے ٹکڑے طشت مین دیکھتے اوسکی بھولی صورت جسپر صحت اور حسن کی چمک تھی سبز ہو جاتی اور موت کی زردی چھا جاتی۔ کون اُسے روک سکتا تھا اگر یہ محمد کا بھیجا ہوا کبوتر نہ ہوتا۔

کچھ دیر کے بعد صنوبر نے بھی آکر کہا کہ کوئی خبر محمد کی نہین معلوم ہوئی ہے

گیارھوان باب (۱۱)

اورنگ زیب

صبح کے پانچ بجے ہین۔ کلیان کھل چلی ہین۔ جانور چہچہا رہے ہین تارے ڈوب چکے ہین اور سبز گھانس پر نیچر کی عنایت قطرہ ہاے شبنم کی صورت مین نظر آرہی ہے۔ ہر طرف سرور کا عالم ہے۔ نسیم سحر خوشبو کو ہاتھون ہاتھ پھیلا رہی ہے۔

اسوقت آگرہ کے نواح مین ایک طرف تو دارا کی فوج پڑی ہے اور دوسری سمت ہمارا نوجوان شاہزادہ پانچہزار سپاہیون سے مستعد جنگ ہو اسکو آئے ہوے ایک ہفتہ گذر گیا مگر ابتک کوئی لڑائی نہین ہوئی کیا اچھی جوڑ تھی کہ ایک طرف تو دارا اور نوجوان سلیمان ہے اور دوسری جانب محمد ہے جسکی مدد کیلیے اُسکا باپ اور ایک باختیار رچلا ہے۔ محمد علیخان کو دیکھکر دانت پیسے لگتا ہے جیسے وہ سوچتا ہے کہ اوسکے دادا کے باپ کا ہی شکست دینے والا ہے اگر اوسکو یہ خبر ہوتی کہ دلربا مہرالنسانے کیا ارادہ کیا تھا تو شاید یہ معرکہ جنگ کو چھوڑ کر اکیلا روانہ ہو جاتا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

نور کا تڑکا ہے کہ ایک سوار گرد مین اٹا ہوا آیا اور شاہزادہ کا خیمہ پوچھکر داخل ہوا۔ شاہزادہ اپنے خیمے مین تھا کل فوجی افسر مستعد اُسکے قریب بیٹھے تھے کہ یہ سوار داخل ہوا اور ایک خط دیا۔

شاہزادے نے بڑے غور اور خاموشی سے وہ خط پڑھا اور اسکے بعد ایک افسر کو دیدیا۔ اسی طرح یہ خط ہاتھوں ہاتھ کل افسرون تک پہونچا اور انکے چہرون سے یہ معلوم ہوا کہ گویا اُنکے دلون سے انتظار کی تکلیف جاتی رہی۔

سوار کو جواب دیا گیا اور یہ پھر اُسی طرح اپنے گھوڑے پر بیٹھکر روانہ ہوگیا

محمد۔ (افسرون کی طرف مخاطب ہوکر) کیا راے ہے۔

افسر۔ سب مستعد ہین۔

محمد۔ اور مضمون کو اچھی طرح سمجھ گئے نا؟

افسر۔ یہ تو ہم لوگون کو پہلے ہی سمجھا دیا گیا تھا۔

محمد۔ اور تمھارے سپاہیون کو بھی یہ معلوم ہے نا؟

افسر۔ ہمنے پہلے سے خبر دیدی ہے اب صرف اشارہ کافی ہوگا۔

اسکے بعد تھوڑی دیر تک سناٹا رہا کہ باجون کی صدا آئی اور معلوم ہوا کہ نوجوان سلیمان جنگ کے لیے مستعد ہو رہا ہے۔ اور آج اُسنے لڑنے کی قسم کھائی ہے۔

محمد کی فوج مین بھی فوجی باجا بجا اور اُسکے بہادر سپاہی میدان جنگ مین آکے کھڑے ہوئے۔ افسرون نے سپاہیون کو کچھ اشارہ دیا اور ان سبنے سینے پر ہاتھ رکھا۔

میدان جنگ درست ہوگیا اور فوج مین سناٹا چھا گیا اُدھر نوجوان سلیمان بہت ہی قیمتی اسلحہ پہنے ہوے فوج کے آگے ایک سفید گھوڑے مرصع زین سے تکیہ لگائے کھڑا ہے۔ اور ادھر ایک ابلق گھوڑے پر محمد کی شاندار صورت دکھائی دیتی ہے جسکی آنکھین سلیمان کیطرف ہین اور اُنسے شعلے نکل رہے ہین محمد اپنی فوج کے بیچ مین گیا سپاہیون نے محبت کی نگاہ سے اسکی طرف دیکھا اور اُسنے بلند آواز مین کہا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

"بہادرو! آج ہی کا وہ دن ہے جسکے لیے تمنے تکلیفین اُٹھائی ہین۔ آج ہی تمھاری تلوارین خون سے رنگین ہونگی اور آج جسکے معرکے کے بعد کار آزمودہ کہلاؤ گے۔ دیکھو وہی سامنے والی فوج تمھارے مقابل ہے"!

اتنا کہنے کے بعد اپنی فوج سے ہٹ گیا تو بین سر ہوئین اور جنگ کی خوفناک حالتین پیدا ہوگئین۔

لیکن جیسا ہم پہلے لکھ چکے ہین اس زمانہ کے بہادر تلوار اور نیزون کی لڑائی پسند کرتے تھے گو توپین چل رہی ہین آگے بڑھتی چلی آرہی ہین برخلاف اسکے محمد کی فوج ایک جگہ کھڑی ہوئی گولہ باری کر رہی ہے۔ اور سلیمان اپنی فوج آگے بڑھائے لا رہا ہے۔

اب فوج اسقدر قریب آگئی کہ گولہ باری موقوف ہوئی اور برچھون سے حملہ کرنا چاہا۔ انکو قریب پہونچتے دیکھکر محمد کی فوج پیچھے ہٹی۔ بڑھتی ہوئی صف کے دل مین اور جوش ہوا محمد کی فوج نے انکا حملہ روکا اور پیچھے ہٹی۔

دشمن جوش مین آگے بڑھ رہا ہے اور ہر مرتبہ انکی فوج ترتیب سے پیچھے ہٹتی چلی آتی ہے۔ اب وہ ایسے جری ہوگئے۔ کہ بالکل ہی نزدیک پہونچ گئے اور بڑے زورون مین حملے کرنے لگے۔ محمد کی فوج دو منٹ بھی جم کر نہین لڑتی اور حملہ روکتی ہوئی پسپا ہو رہی ہے۔ دیکھنے والے یہ کہہ رہے ہین کہ کچھ دیر مین ترتیب جاتی رہیگی اور محمد کی فوج بھاگتی نظر آئیگی۔

سلیمان بڑے جوش مین اپنی فوج بڑھا رہا ہے اور اسکی آواز سنتے ہی سپاہی دیوانے ہوکر صفین توڑنے کا ارادہ کرتے ہین لیکن یہ سب اس خوبصورتی سے حملہ روکتے ہین کہ اُنھین بھی تھم جانا پڑتا ہے لیکن نوجوان سلیمان کے چہرہ پر ایک دوسری فتح حاصل کرنے کی خوشی پائی جا رہی ہے۔

سلیمان نے ایک حملہ بڑے زور و شور سے کیا۔ اس جگہ محمد کو ٹھہر جانا پڑا۔ اگر ایسا نہ کرتا تو ضرور صفین ٹوٹ جاتین اور بدنظمی ہو جاتی۔ تھوڑی دیر تک خوب جنگ ہوئی اور اسکے بعد پھر موقع پاکر ہٹنا شروع کیا محمد کے افسر اپنے سپاہیون سے تلوار سے اشارہ کرتے جاتے ہین۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کوئی اسوقت دار اشکوہ اور سلیمان کی کیفیت دیکھے۔ دارا اپنے بیٹے کی بہادری دیکھ رہا ہے جو تلوار چمکا چمکا کر دشمن پر حملہ کرتا ہے اکثر مسکرا کر اسکی طرف دیکھتا ہے اور بہادر بیٹا اپنی جگہ آکر تلوار سے سلام کرتا ہے۔

ڈیڑھ گھنٹے تک یہ لوگ اسی طرح پیچھے ہٹتے چلے آئے۔ اب سلیمان نے یہ کیا کہ جو فوج آدھ گھنٹہ لڑی اُسے واپس آنے کا حکم دیا اور تازہ دم فوج سے اُسکے علاوہ داہنے اور بائین بازو پہ حملے کی تیاری کر رہا تھا اور ایک فوج کوئی دو کوس کے فاصلے پر دائرہ کی شکل مین پشت کی جانب سے آرہی تھی۔

اس سے فی الجملہ محمد کو اپنی مختصر فوج سے پریشانی حاصل ہوئی اور اب اسکی فوج ظاہر اہمت ہارنے لگی۔ افسرون نے زور سے کہنا شروع کیا بہادرو۔ تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے۔ بس جمے رہو۔ شاباش ایک حملہ...... اس صدا کے سنتے ہی پسپا ہونیوالے سپاہیون نے کھسیانے غصّے سے حملہ کیا یہ اسقدر سخت تھا کہ دشمن بہت پیچھے ہٹ گیا۔ اور اُنھین پیچھے ہٹنے کی مہلت ملی۔

افسرون کے پرجوش الفاظ نے پھر انکو ہمت دلائی اور اُسی استقلال سے پیچھے ہٹے۔ سلیمان اور دارا کو بجائے شک کے یقین ہوگیا کہ تھوڑی دیر مین اس قلیل فوج کے ہتھیار رکھوالین گے جنکے بہت سے سپاہی مارے گئے ہین۔ اور ہندوستان کا تاج بڑے بھائی کے سر پر چمکیگا۔

بھاگنے والے سپاہیون کو اب ہٹنے کا موقع نہ تھا وہ دونا ہموار ٹیلون کے درمیان آگئے تھے جسکی وسعت ایک میل کے قریب قریب تھی یہ شاید اُنھین بڑے بڑے راجاؤن کی یادگار عمارتین ہین جسے زمانہ نے نیست و نابود کردیا ہے اور کوئی اسکی مفصل تاریخ بھی نہین بیان کرسکتا۔ یہ ٹیلے حسرت سے اُس شاندار شہر کے اونچی اونچی عمارتون کو دیکھ رہے ہین جسے بابر اکبر اور شاہجہان نے آباد کیا ہے۔

ارے؟ یہ تو اسکی دوسری طرف سے سپاہی معلوم ہوتے ہین۔ دیکھو وہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

فوج جو محمد کے داہنے اور بائین بازو پر حملہ کیا چاہتی تھی اُسے رسالے کے دو دستون نے روند ڈالا - اور ایک تازہ دم فوج دارا اور محمد کے درمیان کھڑی ہو گئی اور سلیمان کے تھکے ہوے سپاہیون کو ایک ملال نے گھیر لیا - محمد کی فوج اُسے دیکھتے ہی الگ کھڑی ہو گئی -

ناظرین! نہ سمجھے ہونگے کہ کیا ہوا - محی الدین کو یہ جگہ معلوم تھی - اُسنے محمد کو یہی سمجھا کر بھیجا تھا - کہ جبتک میرے پہونچنے کی خبر نہ ملے - لڑائی نہ شروع کرے - صبح کو اُسی کا سوار آیا تھا اور اُسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ پیچھے ہٹتا ہوا دارا کی فوج کو اُسی ٹیلے کے درمیان لے آئے اور اُسکے بعد اپنی فوج ہٹالے - اور ایسا ہی کیا گیا -

دارا کی فوج نے بڑی مایوسی سے ان نئے حملہ آورون کو دیکھنا شروع کیا جو بجلی کی سرعت سے حملہ کر رہے تھے اور اکثر مقامات پر چھوٹے چھوٹے دستون کو ایسا گھیر لیا تھا کہ اُنھین ہتھیار رکھدیتے ہی بن پڑا - دیکھئے وہ ہاتھی ہین اور اُن پر مراد - اور محی الدین بیٹھے ہین - اور میر جملہ ایک اونچے مقام سے فوج کی کمان کر رہا ہے - مراد - محی الدین - میر جملہ - اور فوجی افسرون تک چوبدار کھڑے ہین اور جو برابر ایک دوسرے کو حکم پہونچا رہے ہین -

چونکہ دارا کو یہ خیال تھا کہ یہ آخری لڑائی ہے اُسنے اپنی فوج کو خوب سا جوش دلایا - کیونکہ تخت پر بیٹھنا - تاج سر پر رکھنا اسی فتح پر منحصر تھا - جسکی روداد ایسی خراب ہو چکی ہے - اور جون جون دشمن کی فوج حملہ کرتی ہے ناامیدی اُسکے کان مین کہتی ہے - دارا بس تخت کی ہوس نہ کر - بھاگ - لیکن سلطنت کی اُمید اور فرمانبرداری کے اعلیٰ خیالات کب سُننے دیتے ہین - وہ اپنی فوج لڑوا رہا ہے اور خود بھی تیر اندازی کر رہا ہے -

ہمنے اسوقت محی الدین اور مراد کی فوج سے ایک زرہ پوش سوار کو نکلتے دیکھا جسکا منھ کڑیون سے چھپا تھا - اور سر سے پیر تک فوجی لباس مین تھا - یہ بڑی تیزی سے سلیمان کی طرف جھپٹا - سلیمان نے اسے دیکھا اور

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اپنے کو حملے سے بچانے کے لیے اُسنے بھی نیزہ سیدھا کیا۔

کئی طعنوں کی رد و بدل ہونے کے بعد زرہ پوش سوار نے جلدی سے نیزہ اپنے بائین ہاتھ مین لیا اور تلوار نکالکر سلیمان کا نیزہ قلم کردیا۔ دیکھنے والون نے بیساختہ تعریف کی۔ ابھی سلیمان کٹا ہوا نیزہ پھینکنے بھی نہ پایا تھا۔ کہ اس نامعلوم سپاہی نے اس زور سے اُسکے سینے پر وار کیا کہ کڑیان توڑ کر سنان باہر نکل آئی۔ سلیمان کے منھ سے آہ نکل گئی اور تڑپ کر گھوڑے سے گرپڑا۔ اس سوار نے اُسکا سر کاٹا اور اپنی فوج سے مل گیا۔

دونون فوجون کو تعجب ہوا جب اس زرہ پوش نے چہرہ سے جھلم ہٹائی اور دیکھا گیا کہ یہ محمد ہے۔

یہ بڑا عبرت خیز سین تھا محمد کی آنکھون سے برابر آنسو نکل رہے تھے اور جب اُسنے اپنے باپ کو وہ سر نذر دیا تو اُن دونون کی آنکھون سے بھی سلیمان کے خون آلود چہرے پر اشک کے قطرے ٹپکے اور شاہزادے کا گورا چہرہ دکھائی دیا۔ ان دونون کے چہرون سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا انکی طبیعت دنیا سے بھر گئی۔ ملکی ہوس پر غیرون کی محبت اور عبرت نے غلبہ کیا۔ جس نے سر کاٹا وہ چچازاد بھائی تھا اور جسکو نذر دیا وہ حقیقی چچا تھا۔

لیکن ملکی ہوس اور میدان جنگ کے منظر نے پھر آنکھون پر پردہ ڈالدیا ابھی نوجوان بیٹے کی لاش تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی بھی نہ ہونی تھی کہ دارا نے بڑے سخت حملہ کا حکم دیا۔ اور ادھر سے یہ بھی اُسکے روکنے کے لیے مستعد ہوے۔

دارا کی فوج کا وہ سردار مارا جاچکا تھا جو لڑائی کو اپنا کام سمجھکر انجام دے رہا تھا سپاہی اپنا مددگار سمجھتے تھے اسکی بہادری انمین جوش لارہی تھی اب وہ نہین رہا۔ یہ فوج دیر سے لڑ رہی تھی۔ اب اُس سے بھڑا نہ گیا اور بھاگتے ہوے سپاہیون کے ساتھ فتح کی آرزو بھی خیرباد کہتی ہوئی رخصت ہوئی۔

لڑائی کے فاتح اب دو جلیل القدر شاہزادے رہ گئے ہین۔ تیسرا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

شجاع ہر جسے ایسی شکست ہوئی ہے کہ وہ مدتوں رُخ نہین کر سکتا - مراد اور محی الدین انھین دونون کے وہ سر ہین جنپر ہندوستان کی حکومت کا تاج چمک سکتا ہے - جسے قسمت ولائے وہی شہنشاہ کہلائے -

شہنشاہ شاہجہان کو اب صحت ہوئی ہے اُسنے بہت روکا کہ آپس مین جنگ نہ ہو لیکن کسی نے نہ مانا اور ہزارون بندگان خدا کے علاوہ دارا کو اپنے نوجوان بیٹے کا داغ اُٹھا کر دہلی کی طرف بھاگنا پڑا - محی الدین نے کچھ فوج اسکے تعاقب مین بھیجدی کہ دارا اپنی بھاگی ہوئی فوج سے درمیان مین قوت نہ پکڑے -

شام ہو چکی تھی سپاہی اطمینان سے کمر کھولکر باتین کر رہے ہین کہ محی الدین نے اپنے فوجی افسر کو بلایا اور اُسے کچھ حکم دیا - اسکے بعد خانساما کو حکم دیا گیا دسترخوان بچھایا گیا اور ایک افسر مراد کے پاس بھیجا کہ وہ آج یہین کھانا نوش فرمائے -

اسکے خیمے کے گرد آج اسکے سپاہی مسلح اور خاموش سے کھڑے ہین گو اُنکے چہرے سے ظاہرا خوشی معلوم ہوتی ہے مراد کے پہونچتے ہی اُن لوگون نے سلام کیا اور یہ جواب دیتا ہوا دعوت کے خیمے مین گیا - یہان صرف اورنگ زیب تھا - مراد کے پہونچتے ہی وہ تعجب سے اُٹھا اور گلے لگا کر بٹھایا - یہ جگہ بہت مختصر تھی اور اُسکے ہر طرف پردے پڑے ہوے تھے -

محی الدین - اثنائے طعام مین - بھائی - تمنے خوب کوشش کی اب وہ زمانہ قریب آگیا ہے کہ تمھارے سر پر تاج رکھون -

مراد محبت سے اپنے بھائی کی طرف دیکھنے لگا -

مراد - کیون بھائی یہ تم اسقدر چھوٹے خیمے مین کیون بیٹھے ہو - یہان پردے پڑے ہین -

محی الدین - ہان بھائی یہان - تمھارے لیے مین نے ایک بڑا اچھا شہد بلوایا ہے - جسے تم دیکھکر بہت خوش ہو گے -

مراد - تو مین بڑی خوشی سے دیکھونگا -

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

یہ کہکر یہ اپنے ہاتھ سے پردہ اُٹھایا چاہتا تھا کہ محی الدین نے روک کر کہا

محی الدین - بھائی جلدی نہ کرو - کھانے سے فارغ ہو لو -

یہ الفاظ ادا کرتے وقت اُسکے چہرے پر سیاہی آگئی - لیکن مراد نے کچھ خیال نہ کیا - اور کھانے مین مشغول ہوا -

مراد - کھانے سے فارغ ہو کر - بھائی اب حکم دیجیے نا - ؟

محی الدین - گھنٹی بجا کر - بھائی تم بہت مشتاق ہو رہے ہو - دیکھو وہ آرہے ہین - گھنٹہ کی صدا کے ہوتے ہی پردہ اُٹھا اور پردے سے تین تین سپاہی مسلح ننگی تلوارین لیے ہوے برآمد ہوے اور مراد کو گرفتار کر لیا - مراد تعجب اور حیرت سے اپنے بھائی کیطرف دیکھنے لگا - جسنے اپنا منھ پھیر لیا تھا اور اس کمرہ سے چلا گیا -

لیجیے ناظرین ہندوستان کے تاج کا ایک دوسرا اسیدوار بھی گرفتار ہو گیا - اب سوا محی الدین کے کوئی نہین معلوم ہوتا جسکے سر پر ہندوستان کے تاج کی آخری پرشان چمک دکھائی دے - یہ شاید مسلمانون کا آخری باعظمت شاہنشاہ ہو جسکی عہد حکومت کو یاد کر کے افسوس ہو -

مسلمانون کی عظمت ہمیشہ انکی تباہی کا باعث ہوئی مسلمانون کی تاریخ یہ بتلا رہی ہے - کہ ہندوستان اورنگ زیب کے وقت مین اپنی اعلی سے اعلی ترقی پر تھا - جسے اُسکے ناعاقبت اندیش اور کمزور دماغ نکمے لڑکے نہ سنبھال سکے اور اس دبدبہ کو خاک مین ملا کر ہندوستان کی قسمت پلٹ دی

ہم اُن لوگون کے قول پر ہنستے ہین جو یہ کہتے ہین کہ خود اورنگ زیب کی پالیسی اسکی سلطنت کی کمزوری کا باعث ہوئی - کیا تم جانتے ہو اور سمجھ سکتے ہو کہ اگر اُسی کے ایسے دماغ کے لڑکے تخت نشین ہوتے تو تمھارا کہنا درست ہوتا اور اورنگ زیب کی سختی نے نہین سلطنت کمزور کی بلکہ اُسکے لڑکون کی عیش پسندی اور غفلت نے -

مذہبی تعصب کسی ملک کو ایسا برباد نہین کرتا جیسی کاہلی اور عیش پسندی کرتی ہے - دنیا مین کونسا ایسا بادشاہ تھا یا کون سا ایسا شخص ہے جسمین

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مذہبی پاسداری نہین ہے۔ کیا عیسائیون نے جو کچھ اندلس کے مسلمانون کے ساتھ کیا وہ تاریخدان بھول گئے۔ کیا آریہ لوگون کے برتاؤ سودر کے ساتھ لوگون کو فراموش ہوگئے۔ اگر اورنگ زیب نے یہ کیا کہ جو مسلمان نہ ہو جزیہ دے اُسکے علاوہ اور حقوق بدستور قائم رہین تو یہ بہت بڑا تھا۔ اب تو ذرا آنکھ کھول کر دیکھو جسے تم ترقی کا زمانہ کہتے ہو کہ مذہب اقوام نے اپنے لوگون کے لیے کیا قانون نافذ کیے ہین اور مفتوح کے ساتھ کیا برتاؤ ہے یہ ہم جانتے ہین کہ تم ملکی پالیسی مین بہکائے گئے ہو جس کی بلا سوچے سمجھے تقلید کرتے ہو اور اُن خیالات کو دل مین جگہ دیتے ہو جو دونون کے حق مین مضر ہے۔ مراد کی فوج نے محی الدین کو اپنا حاکم تصور کیا اور یہ دہلی کی طرف چلا۔

(۱۲)
بارھوان باب

آئیے آپ کو پیاری مہرالنسا کی خبر دین

دیکھو رات نے کیا رنگ بدلا ہے۔ اسکی سیاہی مین اب دوسرا جز و ملتا جاتا ہے۔ اور یا یہ ہے کہ سیاہی دور ہوتی جاتی ہے اور اسکی جگہ روشنی آتی چلی ہے۔ کچھ ہی کیون نہ ہو اب ایک نرالی کیفیت ہے نہ تو وہ رات کا سناٹا ہے اور نہ تاریکی ہے۔ نہ عشاق گھبرا رہے ہین۔ شرقی نور اُنھین تسکین دے رہا ہے۔ کہ ٹھہرو اب آفتاب نکلا چاہتا ہے۔ وہ تارے جو یہ معلوم ہوتا تھا کہ دنیا کو حیرت سے دیکھ رہے تھے اب پھیلی ہوئی روشنی مین منھ چھپائے جاتے ہین اور آسمان کی طرف دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نیچر کسی بڑے انتظام مین مشغول ہے وہ رات کا رخصت ہونا تاریکی کا کم کم دکھائی دینا اس کی جگہ روشنی کا آنا ٹھنڈی ہوا کا چلنا یہ سب کچھ ایسی کیفیتین ہین جو کسی سناٹے کے مقام سے بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہین۔

ابھی دیکھنے والا وہ ایک تارون سے آنکھ لڑائے تھا کہ وہ بھی غائب

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہوگئے اور بجائے اُن کے آسمان پر وہ نور پھیلا ہوا دکھائی دیا۔ کہ طبیعت مین اعلیٰ خیالات کے ساتھ فرحت بھی آتی چلی۔ اور ساتھ ہی اس دنیا کی زینت دینے والے طیور اپنے لحن مین چہکارنے لگے۔

خزان کے دن گذر چکے ہین درخت نئے اور سبز رنگ کے ملیح خلعت پہنکر اکڑ رہے ہین۔ پہاڑ کے پھول کھلے ہیں اور ہوا اُسکو پورے انصاف سے پھیلا رہی ہے نسیم کا کام دیکھا۔ یہ کمبخت بھی عجب شوخ ہے کسی کو گدگدایا۔ کسی کو ہنسایا۔ کسی کو اپنی دلربایانہ چال دکھاکر وجد کے عالم مین چھوڑا اور خود آگے بڑھ گئی۔

نیچر زورون پر ہے دیکھیے وہ مہر عالم افروز کی صورت دکھائی دی اور اسکی نرم نرم کرنین چمکتی ہوئی آئین اور سبزہ رنگون کو اپنی سنہری رنگت دکھاکر محو کردیا۔ سبزہ زار اور باغون کے عالم مین ایک دوسری شان پیدا ہوئی درختون کے سبز پتون پر ملمع ہوگیا۔ طائرون نے اور زور سے گانے گائے گویا اُسوقت سوتا ہوا نیچر جاگ اُٹھا بیچارے دست کار اور محنت کر کے روزی کمانے والے جو تھک کر رات کو سو رہے تھے اپنے کامون سے جا لگے در انحالیکہ بیفکرے ابھی چارپائیان توڑ رہے ہین۔

ناظرین سے یہانتک ہم کہہ چکے کہ محی الدین کے قبضے مین آگرہ آگیا اسکے بعد اُسنے شہنشاہ کو عریضہ بھیجا کہ وہ دارا کو ولیعہدی سے معزول کرے اور بجائے اُسکے یہ ولیعہد کیا جائے۔ لیکن یہ کب ممکن تھا شاہجہان کو اس سے بڑی محبت تھی کیونکہ یہ شاہزادہ بہت ہی لائق اور مدبر تھا۔ اسلیے اور بیٹون کو صوبہ داری دیکر اُسے دار السلطنت مین رکھا محی الدین نے اب دہلی کوچ کرنے کا قصد کیا اور میر جملہ سے کہا۔

محی الدین۔ دیکھو دہلی پہونچتے ہی تم اپنے جان نثار اور معتمد افسرون سے شاہی محل کو گھیر لینا۔ اسمین مطلق دیر نہ ہونے پائے اگر ایسا ہوگا تو دارا اور روالیان ملک کو اپنی مدد کے لیے آمادہ کریگا۔؟

میر جملہ۔ بہت خوب خداوند محی الوسع مین ایسا ہی کرونگا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

محی الدین۔ وہان۔ جیسا مین خیال کرتا ہون کسی مین لڑنے کا دم باقی نہین ہے۔ تم ایک بات اور یہ کرنا۔ کہ محاصرہ کرنیوالی فوج کی خود افسری کرکے باقی فوج کا افسر اپنے ماتحت کو بنا دینا۔ اور یہ حکم دیدینا کہ وہ ہر وقت اپنے کو مستعد رکھے۔ جس سے کسی خطرہ کے وقت تردد نہ ہو۔

میر جملہ۔ بہت مناسب۔

خیمے ڈیرے لدگئے اور یہ لوگ دہلی پہونچے۔ میر جملہ نے ایسا ہی کیا جیسا اسکے لائق اور مدبر مالک نے حکم دیا تھا اور ہوا بھی وہی جیسا اُس نے سوچا تھا۔ دارا بھاگ گیا اور شاہجہان قلعے مین نظربند رہا۔ محی الدین نے تخت طاؤس پر جلوس کیا اور اپنا لقب اورنگ زیب عالمگیر رکھا۔ مصرعہ تاریخ

سکہ زد در جہان چو مہر منیر
شاہ اورنگ زیب عالمگیر

دنیا جانتی ہے کہ یہ سلطنت مغلیہ کا کیسا باجلال شہنشاہ ہوا۔ اور ہندوستان مین کیسے وقت مین اسنے سلطنت کی۔

لیکن آئیے چلیے ہم اپنے دوست محمد کی حالت دیکھ آئین۔ غالباً وہ اپنے باپ کے شہنشاہ ہونے سے بہت خوش ہوگا اور سوچا ہوگا کہ اب اسکی تزویج کا تذکرہ ہوگا اور یقین ہے کہ وہ اُسے اس خوشی مین منظور کرے یہ اپنے دیوان خانہ مین ہے اور اسکے وہی دونون دوست اُس کے قریب بیٹھے ہین۔

محمد۔ بھائی غیاث اب تو ضبط نہین ہو سکتا۔

غیاث۔ شاہزادے بس اب یہی موقع ہے جس کا ہمین مدت سے انتظار تھا اگر درمیانی واقعات نہوتے تو مدت ہوئی ہوتی کہ آپ اپنی دلربا کے وصل سے کامیاب ہوے ہوتے۔

اشرف۔ آگرہ کی بڑی لڑائی کا فاتح ہمارا شاہزادہ ہے۔ ہمین اسپر فخر کرنا چاہیے۔

غیاث۔ اور کس طرح لڑے ہین کہ سبھون کو تعجب ہوا۔

محمد۔ ٹھنڈی سانس لیکر۔ آہ! لیکن خاندان تیمور کا ایک ستارہ ڈوب گیا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اگر سلیمان نے مجھسے دشمنی نہ ظاہر کی ہوتی تو کبھی مین اُسکے قتل کی جرأت نہ کرتا۔ مگر وہ خود اس بات پر آمادہ تھا۔

غیاث۔ اگر سلیمان کو خدا نخواستہ آپ پر غلبہ ہوتا تو کیا وہ چھوڑتے۔

اشرف۔ اے توبہ!۔

غیاث۔ ایک دن وہ ہوگا کہ ہمارا شاہزادہ اُس تخت طاؤس پر جلوہ گر ہوگا جسکے بہت سے مشتاق ہین۔

محمد۔ آہ! نہین مجھے تخت کی ہوس نہین ہے۔ جسمین آرام سے نیند نہین آتی اور انسان اپنی حقیقت بھول جاتا ہے۔

میری یہ زندگی اُس تخت کی زنجیرون مین جکڑی ہوئی حالت سے بہتر ہے جسمین ہر وقت شک خوف اور شان کا خیال رہتا ہے تخت کی ذمہ داری کم نہین ہے۔ انسان دنیا مین یا اُس حصۂ زمین پر جسپر وہ حکومت کر رہا ہے بجاے خدا کے عدل و انصاف گزینی کے لیے خلق ہوا ہے۔ کیا تم نہین جانتے کہ سلطنت اور ملکی مصالح کیسے کیسے خوفناک جرم کے باعث ہوتے ہین۔ نہین محمد کو ہرگز یہ پسند نہین۔ وہ اپنی اس زندگی کی قدر کرنا چاہتا ہے جو خلاق عالم نے عطا فرمائی ہے۔ مین لڑکپن سے ابتک غور کرتا ہون اور یہ سمجھ رہا ہون کہ انسان کیا چیز ہے اور اُسے کیا کرنا چاہیے۔ انسانی فرائض حقیقۃ وسیع ہین۔ اُنکے علاوہ مین دوسرے آدمیون کی ذمہ داری کیون لون جو بادشاہی اور اُسکے خیال مین پیدا ہوتے ہین۔ بجاے تخت کے مین اپنے ہی بارے مین کیون نہ غور کرون جسمین میرا دل بہلے۔ یہ کوئی اخلاقی اور فطرتی جرم نہ ہوگا بجاے اسکے کہ مین سلطنت کی سی چیز کے بارے مین اپنا دماغ صرف کرون جسکے لیے بہت سے تاریک خیال میرے سامنے آجائینگے۔ اور مین بہت ہی خلاف انسانیت افعال پر مجبور کیا جاؤنگا۔ نہین ہرگز نہین۔ میری یہ حالت بہت اچھی ہے۔ اگر مین اسکی قدر کرون۔ یہ بہت ہی غلط خیالی ہے۔ کہ انسان اپنی موجودہ حالت کا خیال نہ کرے اور ایک دوسری حالت کی فکر کرے۔ کیا وہ سوچتا ہے کہ اس حالت مین بھی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

وہ قانع رہیگا۔؟

اشرف اور غیاث اسکی طرف تعجب سے دیکھنے لگے۔

محمد۔ مجھے خیال آتا ہے کہ اب چچا شجاع پھر ایک دوسری کوشش کرینگے کہ وہ بجاے والد کے دہلی کے شہنشاہ کہلائین۔ اور مجھے یہ خیال آتا ہے کہ اُنکی کامیابی غیر ممکن نہین ہے۔ اسلیے کہ اُنکے سامان ہمسے برے نہین ہین وہ اتفاق اور سلیمان کا دھوکا تھا اچھا اشرف اور غیاث کچھ روز تک تم والد سے کچھ عرض نہ کرنا مین اس دربار سے ملاقات کی بالفعل کوئی اور ترکیب نکالونگا جبتک مین شادی کی تحریک کا موقع نہ دیکھون۔

ابھی یہ کچھ اور نہ کہنے پایا تھا کہ ایک شخص آیا اور شاہزادے کو آداب بجا لاکر ایک خط دیا۔

خط پڑھتے ہی اسکی رنگت سُرخ ہوگئی۔ ہر لفظ پر اُسکے چہرے پر خوشی سے روئین کھڑے ہوے جاتے تھے۔ خط مین یہ لکھا تھا۔

صاحب عالم۔ اگر آپ تنہا اس شخص کے ساتھ تشریف لائین تو ایک مژدہ سناؤن۔ آئیے ہم آپ کو پیاری مہر النسا کی خبر دین۔ ایک خیرخواہ

خط رکھکر محمد کا پہلا کام یہ تھا کہ اُسنے کپڑے پہنے اور گھوڑا تیار ہونے کا حکم دیا مرزا اشرف اور غیاث اسکی یہ بیقراری دیکھ رہے تھے۔ لیکن اُن کی سمجھ مین نہ آیا اور خط دیکھا۔

خط پڑھکر یہ لوگ بھی کپڑے پہننے لگے۔

محمد۔ نہین اشرف اور غیاث تمھاری کوئی ضرورت نہین۔

اشرف۔ تو خبر سُننے کے لیے تنہا جانے کی کیا ضرورت ہے۔؟

آنیوالا۔ اسلیے کہ خبر دینے والی ایک پردہ نشین عورت ہے۔

غیاث۔ اچھا تو ہم باہر کھڑے رہینگے۔

محمد۔ نہین جب یہ شخص تمھین روکتا ہے تو نہ جاؤ (خط لانے والے سے مخاطب ہوکے) آؤ۔

یہ کہکر جست کرکے گھوڑے پر سوار ہوا۔ اور وہ شخص اسکے گھوڑے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کے ساتھ ساتھ دوڑا۔

ایک کوس راہ طے کی ہوگی کہ وہ ٹھہر گیا اور ایک سوار کی طرف اشارہ کیا۔ یہ سوار بہت بڑا لبادہ پہنے تھا اُسکی ڈاڑھی ہوا مین لہرا رہی تھی اُسنے شہزادہ کو سلام کیا۔

محمد رتھین نے وہ خط بھیجا تھا۔

اسکے جواب مین اُسنے اپنے چارون طرف دیکھا گویا وہ اشارہ کر رہا تھا کہ یہان کہنے کا موقع نہین ہے۔ اُسنے لبون پر اُنگلی رکھی اور گھوڑا اخیر کرکے شاہزادہ کو بھی آنے کا اشارہ کیا۔

آدھے گھنٹے مین بادپا گھوڑے تین کوس کے قریب شہر سے باہر نکل آئے مگر وہ شخص اپنا گھوڑا ابتک نہین روکتا اور برابر شاہزادے کے آگے آگے چلا جاتا ہے اور حتی الوسع اس کوشش مین ہے کہ جہانتک گھوڑا تیز چل سکے اُسی قدر سرعت سے بڑھتا چلا جائے۔ شاہزادہ اشتیاق مین اُسکی طرف مخاطب ہوکر آواز دیتا ہے لیکن وہ اُسی طرح پھر کر انگلی ہونٹون پر رکھتا ہے اور شاہزادہ کو اپنی طرف بڑھے آنیکا اشارہ کرتا ہے۔ محمد کو جس درجہ اپنی دلربا کی حالت دریافت کرنے کا اشتیاق ہے اُسے ناظرین اچھی طرح سمجھتے ہونگے۔ وہ اُسکے بعد کچھ نہین کہتا لیکن صرف اپنی پیاری مہرالنسا کا نام لیکر چپ ہو جاتا ہے۔ اب یہ لوگ جنگل مین پہونچے۔ شہر کے شور و غل کی صدا عرصہ ہوا تھا کہ اُنکے گھوڑون کی گرد کے پیچھے چھوٹ گئی تھی۔ اب یہان کوئی راہ گیر بھی نہین دکھائی دیتا۔ صرف اُنکے گھوڑون کی ٹاپون کی صدا اس سنسان مقام پر گونج رہی ہے پورے ایک گھنٹے کے بعد اُس نے اپنا گھوڑا روکا۔

شاہزادے کے دل مین ضرور اسوقت وسوسے پیدا ہونے لگے کیونکہ یہ بالکل تنہا اس مقام پر آیا تھا جہان اُسکا کوئی شناسا نہین۔ اور ایک بالکل اجنبی شخص اُسے اسطرح سے لایا ہے۔ اسکے علاوہ اُسکے پاس کوئی حربہ بھی نہین ہے جس سے یہ اپنے کو کسی خوف کے وقت بچا سکتا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مطمئن ہوتا۔ اسنے اپنے رہنما کی طرف پرخوف نگاہون سے دیکھا۔ یہ شخص اب مسکرایا اور اُسنے ایک سیٹی نکالکر زورسے بجائی آن کی آن مین پتون کی کھڑکھڑاہٹ کے بعد اُسنے دیکھا کہ بارہ مسلح آدمی اُسکے گرد ہوگئے۔

شاہزادہ تعجب اور خوف سے انکی صورتین دیکھنے لگا۔ جنمین سے کوئی شخص ایسا نہ تھا جسے یہ پہچانتا ہو اب وہ رہنما گھوڑے سے اُترا اُسنے اپنا لبادہ دور پھینکدیا۔ داڑھی اتار ڈالی اور اُسکی صورت دیکھتے ہی۔ شاہزادے نے غصے مین کہا "او مردود تو کہان"!

ناظرین! یہ وہی شخص اختر علی مرزا ہے۔ جو راج محل سے نکالا گیا اور جسنے اپنی شیطانی حرکت سے ہماری مہر النسا کو زہر ہی کھلوا دیا ہوتا اگر اسکا خط مین اس موقع پہ نہ پہونچتا۔ وہ اب سلیمان کی خدمت مین تھا۔ لیکن اسکے مارے جانے کے بعد یہ پھر آوارہ گردی مین مبتلا ہوا اور دہلی مین شاہزادے کو پاکر اُسنے یہ جال پھیلایا۔

محمد ۔ اختر علی مرزا مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی ہے کہ تو مجھے قید کر رہا ہے۔

اختر علی مرزا ۔ (حقارت کی شان سے) محمد!۔ تونے میری دلربا کو جسے مین چاہتا تھا۔ اپنی معشوقہ بنایا۔ چونکہ میری محبت کی خبر اُس چھوکری نے اپنے باپ سے کردی۔ مین راج محل سے بھاگا۔ اسکے بعد مین نے ایک خط اُسکے پاس اس مضمون کا بھیجا کہ تو مر گیا۔ کیا عجب ہے کہ اُسنے بھی تیری محبت مین اپنے کو ہلاک کیا ہو۔ اور اب قبر مین بھی پرانی ہوگئی ہو تجھکو آج یہ اُسی کی سزا دے رہا ہون۔

محمد ۔ آہ! ظالم تو کیا تونے مہر النسا کو دھوکا دیا۔ اور ایسا سخت دھوکا دیا۔ افسوس۔ موذی۔ تونے میری مہر النسا کو بدنام کرنا چاہا۔ اپنے ہاتھ کو جنبش دیکر جواب باندھ دیے گئے تھے۔ اگر یہ کھلے ہوتے اور سا تھین کوئی حربہ ہوتا تو تیری اس بدزبانی کا تجھے مزا ملتا۔ شریر۔ تونے ۹ سپہ نگاہ بد ڈالی جو تیرے ولی نعمت کی دختر ہے۔ مجھپر اتنا احسان کر کہ جلد میرا سر کاٹ لے یہ کریہ الفاظ مین تجھ سے شیطان سے نہین سننا چاہتا۔ آہ! تو کیا سچ مچ تو نے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

قمرالنسا کا چہرہ خاک مین ملا دیا۔ وہ چاند سی صورت اب دنیا مین نہین ہے۔

اختر علی مرزا۔ (خوفناک قہقہہ لگاکر) نادان۔ مجھسے دشمن کے ہاتھون تو کیا آسانی سے قتل ہوگا۔ نہین بلکہ اسطرح کہ تیری روح تیرے حال پر مدتون رویگی۔

محمد۔ کیون مہمل بکتا ہے۔ بس جلد مجھے قتل کر۔

شاہزادے کے اس کہنے پر ایک نے بڑے غصّے مین اس پر تلوار کا وار کیا اسنے ہاتھ اٹھائے اور اتفاق سے اُس رسّی کے بیچ مین ضرب لگی جس سے اُسکے ہاتھ بندھے تھے۔ وہ رسی کٹ گئی۔ یہ بڑے غیض مین اُسکی طرف جھپٹا۔ اور اس زور سے ڈانٹا کہ اور سب بھی جھجک گئے۔ محمد نے بڑی تیزی سے اُسکی تلوار ہاتھ مروڑ کر چھین لی اور پوری شان سے پینترا بدلکر کھڑا ہوگیا۔

اب اسے اپنی زندگی کی کچھ کچھ اُمید ہو رہی تھی۔ ہمارے دوست کی تیغ آزمائی کی خبر اُسکی شجاعت کے قصّے لوگ خوب سُن چکے تھے۔ کسی کو اسکے قریب جانے کی جرأت نہوئی۔ بھلا۔ بودے بدمعاش لڑائیان دیکھے ہوئے سپاہی کا کب مقابلہ کرسکتے ہین۔ یہ اب اختر کی طرف جھپٹا اور اس زور سے ہاتھ مارا کہ وہ جس شاخ کے نیچے کھڑا تھا وہ کٹکر گری اور یہ بھاگا تاہم اسکے شانے پر چھیلتا ہوا زخم لگا تھا۔ جلدی سے وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا۔ محمد بھی لپک کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اتنی دیر مین اختر کے ساتھی جنگل مین بھاگ بھاگ کر پوشیدہ ہو چکے تھے بھاگتے بھاگتے اسنے دو ایک کو زخمی کیا۔

یہ غصّے مین اب اپنے ہونٹھ چباکر۔ کہنے لگا "یہ حرامزادے ذرا اب میری تلوار کا بھی تو مزا چکھ لے۔ کس منھ سے مجھے گرفتار کرنے آیا تھا بھلا مردود ابکی تو بھاگ گیا۔ مجھے تعاقب کی ضرورت نہین۔ اب تجھے سمجھونگا"

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اس جنگل مین کون تھا کہ اُسے اسکی بہادری کی داد دیتا - اُسنے اپنے گھوڑے کے رُخ کو قلعے کی طرف پھیرا - اسکی عدم موجودگی کو قریب دو گھنٹے گذر گئے تو شرف اور غیاث کو تردد ہوا اب یہ بھی گھوڑون پر سوار ہوے اور لوگون سے پوچھتے ہوے اسطرف آرہے تھے کہ اتنے مین شاہزادہ تیزی سے آتا ہوا دکھائی دیا -

غیاث - حضور خیر توہے - یہ جسم پر خون کے دھبے کیسے ہین؟

محمد - اوہ! بڑا دھوکا ہوا تھا - اگر مین ہمت ہار جاتا تو ضرور مارا جاتا -

اشرف - افسوس حضور غلامون کی عرض پر توجہ نہین فرماتے - یون کسی غیر شخص کے ساتھ چلے جانا کب مناسب تھا - درانحالیکہ حضور ولایتی بھی ہمراہ نہ لے گئے تھے -

محمد - خیر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت -

غیاث - اور یہ تھا کون مردود -

محمد - وہی اختر علی مرزا؟ -

اشرف - آئین؟ وہ حرامزادہ اب یہان کیسے پہونچا -

محمد نے کل قصہ بیان کیا اسکے بعد اُسے نہین معلوم کیا خیال آیا کہ یہ معصوم اپنی نشست گاہ مین داخل ہوا -

تیرھوان باب (۱۳)

حضور تخت سے اُترتے ہین

شجاع کو شکست کھائے ہوئے پورا ایک برس گذر گیا اب ۱۶۵۹ء ۶ جنوری کا مہینہ ہے - دارا کی شکست اور محی الدین کا اورنگ زیب عالمگیر لقب اختیار کرنا سب اُسے معلوم ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ اسکا بھائی کسی قدر شکی طبیعت کا اور چالاک ہے - اسکا تخت نشین ہونا ضرور اسکے لیے تردد کا باعث ہوا - اس حالت مین ضرور اُسے اپنے بچاؤ کی ترکیب چاہی تھی - اُسنے ایک عریضہ لکھنا شروع کیا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

شہنشاہ بھائی-!

گو مین ظل اللہ کا بڑا بھائی ہون - مگر خداوند تعالےٰ نے حضور کو ہندوستان کا فرمانروا بنایا ہے اور اُسکی عنایت آپ پر ہے اس لیے بصد ادب کورنش عرض کرتا ہون - اور امید ہے کہ جہان پناہ قبول فرمائینگے ضروری گذارش یہ ہے کہ حضور اپنے کرم سے مجھے پرانے منصب پر رہنے دین - اور فرمان سے اسکی تجدید فرمائین - مین انشاءاللہ زرخراج اسیطرح خزانہ عامرہ مین داخل کرونگا جسطرح والد بزرگوار کے پیشکش کرتا تھا جنھین آپنے ملکی جھگڑون سے چھڑا کر آرام دیا ہے مجھے اُمید ہے کہ نوازش خسروانہ حقیر کے شامل حال رہیگی -

شجاع

خط لکھکر شجاع نے اپنے ایک معتمد کے سپرد کیا - یہ سوار بہت جلد گیا اور ایک مہینہ مین یہ جواب لیکر واپس آیا -

بڑے بھائی

آپ ضرور اُسی طرح صوبہ دار رہینگے - مجھے کوئی مجاز کسی کے تبدیل کرنیکا نہین ہے - مین بطور ولیعہدی کے کام کرتا ہون اور چونکہ وہ ضعیف ہوگئے ہین اس لیے انھین زیادہ تکلیف ملکی معاملات کی نہین دیتا -

آپکا چھوٹا بھائی عالمگیر

شجاع نے یہ خط پڑھا اور رکھدیا - کئی مرتبہ ایسا ہی کیا - اس مختصر تقریر سے اُسے خلجان پیدا ہوا اُسکا یہ جملہ کہ مین بطور ولیعہدی کے کام کرتا ہون سراسر غلط تھا - جسکو یہ سمجھ گیا اور سوا اسکے اور کچھ کرتے نہ بن آئی کہ تخت حاصل کرنے کے لیے وہ ایک دوسری کوشش کرے کیونکہ اگر اورنگ زیب تخت نشین رہا تو اسکی بھی خیر نہوگی جیسا کہ واقعات نے اُسے تبلایا تھا - اُسنے اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا - ایک ہفتہ کے بعد فوجین جمع ہوگئین اور راج محل سے روانگی ہوگئی - یہ شاہزادہ اب کھجوا مین پہونچ گیا ہے - اورنگ زیب کو بھی خبر ملی ہے - اُسنے اپنے نامی جنرل میر جملہ کے ماتحت بہت سی فوج بھیجی ہے اور خود بھی روانہ ہوا ہے کھجوا اٹاوہ اور الہ آباد کے درمیان ہے جہان دونون بھائی اپنی قسمت آزمائی کے لیے مستعد ہین اور دونون

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

خوف کے اشتیاق سے دیکھ رہے ہین کہ دیکھین خدا کسکے سر پر تاج رکھتا ہے لیکن جبتک لڑائی نہ شروع ہو ہم اپنے دوست کا تذکرہ کرین - فوج کی آمدین بھی ہم نے اوسے کسی دستے کا افسر نہ دیکھا اور نہ کسی انتظام مین مشغول پایا - آگرہ کا فاتح نہین معلوم کس شغل مین ہے -

آئیے ذرا اُس خیمے کے قریب چلین جسمین سے لوگ مغموم نکلتے ہین اور اُنکے چہرے سے ہراس پایا جاتا ہے - دیکھیے ایک مسہری پر کوئی بیمار پڑا ہے مگر ہے بڑا خوبصورت کہ پوست استخوان ہونیکی حالت مین بھی اس کی شان نہین گئی - چہرہ بالکل زرد ہے اور درد سے کراہ رہا ہے - آخر یہ ہے کون یہ تو کوئی صورت آشنا شخص ہے اور غیاث اور اشرف بھی سر جھکائے بیٹھے ہین - آئین تو کیا اُنکا کوئی دوست ہے ؟ کہین یہ ہمارا ہیرو تو نہین ہے کچھ شباہت تو ملتی ہے - ہان ہان - وہی ہے - مگر یہ اُسکی حالت کیا ہو گئی ہے - افسوس وہ تو مطلق نہین پہچانا جاتا -

محمد - نحیف آواز مین - اشرف !

اشرف - خداوند -

محمد - اب تو زندگی کا مزا نہین رہا بہتر ہے کہ مجھے تھوڑی سی سنکھیا لا دو تمھارا بڑا احسان ہوگا - آہ مجھپر دیوانون کا سا پہرہ رکھا گیا ہے - محمد اب اپنے اختیار کا نہین رہا -

اشرف - خداوند اس خیال سے کہ اس نازک حالت مین کہین نصیب دشمنان اپنی جان کا قصد نہ کرین ایسا کیا گیا -

ناظرین جانتے ہونگے کہ اختر علی مرزا نے محمد کے گرفتار کرنے کے وقت یہ کہدیا تھا کہ اُسنے اُسکی موت کا ایک جھوٹا خط مہر النسا کو لکھ بھیجا تھا اور کہا تھا کہ اگر اُسے میری محبت ہو گی تو ضرور جان دیگی -

ناظرین جانتے ہونگے کہ چاہنے والے دل کسقدر نازک ہوتے ہین اُنکی طبیعت کسقدر رشکی ہو جاتی ہے اور وہ ہر بات کو کس بے اعتباری کی نگاہ سے دیکھتے ہین محمد کو اُسوقت تو لڑائی کے جوش مین کچھ بھی یاد نہ رہا مگر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

جب گھر آیا اور اوسنے خیال کیا تو اوسکے دل پر ایک چوٹ لگی اور بلا سوچے ہوے اوسکے دل مین بہت سے خوفناک خیال آنے لگے۔ اوسیوقت سے اوسکی حالت خراب ہو گئی اور وہ اسوقت ایسا ہے کہ فوج کی افسری کے لائق نہین رہا۔ اسمین اتنی بھی قوت نہین ہے کہ چل پھر سکے۔ دن مین دو تین مرتبہ حکر آتا ہے اور بہت دیر تک بیہوش رہتا ہے۔ کئی مرتبہ فصد بھی لی گئی لیکن احتراق مین کمی نہین ہوئی۔ گو اوسکے عشق کی کیفیت اورنگ زیب کو نہین معلوم لیکن یہ خبر ہے کہ اُسکو کوئی سخت رنج پہونچا ہے جسے یہ ظاہر نہین کرتا۔ اسی خوف سے کہ مبادا یہ اپنی جان کا قصد نہ کرے پہرہ مقرر کر دیا گیا ہے۔

اسوقت شاہزادے نے اپنی طبیعت اچھی بیان کی اور اپنے دونون دوستون کو قریب پاکر اُسنے محافظون کو باہر جانیکا اشارہ کیا اور جنھون نے دونون نے بھی اجازت دی۔

محمد – (آہستہ سے) خیر تو کیا یون مین نہین مر سکتا جسطرح میری حالت اتنی پہونچی اب اور خراب ہوگی اور اسیطرح ایک دن تمام ہو جاؤنگا قسمت مین ایڑیان رگڑ کے مرنا نصیب تھا۔

اشرف – حضور کسلیے؟

محمد – آہ! ابھی پوچھتے ہو کہ کسلیے؟

اشرف – وہی سبب جو آپ نے ظاہر کیا؟

محمد – تو کیا تمھاری دانست مین وہ کم ہے۔

اتنا کہا تھا کہ پھر اُسکی بیقراری بڑھ گئی آنکھون مین آنسو بھر آئے ہاتھ پانون مین تشنجی حالت پیدا ہو گئی اور یہ کراہنے لگا

اشرف – صاحب عالم جب آپکے تصور کی تصدیق بھی تو ہو ابھی تو وہ ایک محض وہم ہے۔ اُس مردود کا کہنا بالکل غلط ہے۔

محمد – کیا یہ ممکن نہین کہ اُسنے ہمین رنج دینے کے لیے ایسا کیا ہو۔

اشرف – تو اس امکان کو آپ نے یقین کی حد تک کیون پہونچایا اور یہ کیسے خیال کر لیا کہ بے سمجھے بوجھے آپکی دلربا نے جان دینے کا بھی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

قصد کیا ہوگا۔
غیاث ۔میں بے ادبی سمجھتا ہوں کہ حضور کے قول کی تردید کروں۔ لیکن موقع اور حضور کی عنایتوں نے گستاخ کر دیا ہے اسلیے اس کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ یہ آپ کا خیال غلط ہے۔ اب وہ ایک روز بہت جلد آنیوالا ہے جسمیں آپ اپنے دلربا کے وصل سے کامیاب ہونگے اور میرا ضمیر کہتا ہے کہ حضور کا کبوتر آ رہا ہوگا۔
محمد ۔ چونک کر۔ آہ! کیا یہ ممکن ہے؟
غیاث ۔ بیشک۔ اور یہ بھی کہ ایک دن ہندوستان کا تاج آپ کے سر پہ ہوگا۔
محمد ۔ مجھے شاہی کی ضرورت نہیں۔ میں اُسی بادشاہ حُسن کا گدا ہوں۔
غیاث ۔ہاں ہاں۔ وہ بادشاہ بیگم ہونگی اور آپ بادشاہ۔
محمد ۔ تمھاری باتیں محض تمھارے کہنے تک مجھے خوش کرتی ہیں۔
غیاث ۔ خداوند نعمت یہ تو خیال فرمائیے کہ خدانخواستہ اگر جیسا آپ سوچتے ہیں ایسا جانگزا واقعہ ہوا ہوتا تو آپکے چچا فوجکشی کرتے۔ یہ میں جانتا ہوں کہ تخت پر بیٹھنے والوں کو سوا حکومت کے اور کسی چیز کا خیال نہیں ہوتا لیکن تاہم وہ انسان ہیں۔ اُنمیں بھی دل ہے۔
محمد ۔ (سمجھنے والی نگاہ سے دیکھکر) اچھا غیاث ایک کام کر سکتے ہو؟
غیاث ۔ جان نثار کرنے تک۔
محمد ۔ یہ تم چچا کی فوج میں جا کر کسی سے خیریت دریافت کر آؤ اور یہ پوچھو کہ کون کون ساتھ ہے۔
غیاث ۔ بہت خوب۔ لیکن اگر شہنشاہ کو معلوم ہوگیا تو کیا جواب دونگا کیونکہ یہ جنگ کی حالت ہے جسمیں ایک کو دوسرے کا پاس نہیں۔ لیکن بہرحال آپکے حکم کی تعمیل مجھپر فرض ہے۔
غیاث نے بہت ہی معمولی کپڑے پہنے اور بہت دور کا چکر لگا کر جسمیں یہ نہ معلوم ہو کہ شاہی فوج سے آ رہا ہے یہ ایک کنوئیں پر پہونچا جہاں شجاع کے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

بہت سے سپاہی بیٹھے تھے - کوئی نہار ہا تھا اور کوئی اپنے مصرف کے لیے پانی کھینچ رہا تھا - اُسنے وہان پہونچکر بہت ہی عاجزی سے پانی مانگا اور کہا کہ مین بہت دیر سے پیاسا ہون - مجھکو اپنے گھر سے چلے ہوے عرصہ ہوا -

سپاہیون نے اُسے پانی پلایا سیراب ہونے کے بعد یہ بڑے خوف سے اُس فوج کو دیکھنے لگا جسکے یہ سپاہی تھے - جوانون نے اسکے تعجب پر ہنسنا شروع کیا -

ایک - تم کیا دیکھتے ہو -؟

غیاث - کانپ کر - یہ کسکی فوج پڑی ہے -

جوان - ہمارے بادشاہ شاہ شجاع کی -

غیاث - کیون بہادر بادشاہ کا کیا سن ہوگا - ابھی تو کچھ ایسا زیادہ نہو گا کوئی فرزند بھی ہے -

جوان - اور کم کیا ہے - ماشاء اللہ سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیان ہین -

غیاث - (دیہاتی جوش ظاہر کر کے) ہان - خدا سلامت رکھے دپھر دوبارہ خوف سے دیکھکر) اب جائین کیسے ہمین تو ادھر ہی جانا ہے کیون بہادر و کوئی پکڑے گا تو نہین -

جوان - ہان ادھر سے تو تم نہین جاسکتے - ہم خود تمھین گرفتار کر سکتے ہین لیکن چونکہ تم پیاسے تھے تمھین پانی پلادیا اب جلدی بھاگ جاؤ نہین تو کوئی افسر دیکھ پائیگا - تو مشکل ہوگی -

غیاث دعائین دیتا ہوا اور اپنا پھٹا ہوا جوتا گھسیٹتا ہوا جسطرف سے آیا تھا اُدھر ہی بھاگا سپاہی اسکی گھبراہٹ دیکھکر آپس مین مسخراپن کرنے لگے اور واقعی غیاث اپنا کام اس خوبصورتی سے کر رہا تھا کہ کسی کو اُسپر مطلق شک نہو سکتا تھا -

یہ بہت جلد اپنے کیمپ مین پہونچا محمد بیقرار ہو رہا تھا اسکو دیکھتے ہی کھڑا ہوگیا اور خیریت پوچھی اشرف نے جو کچھ پوچھا تھا اُس سے بیان کیا - اور

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

یہ بات سوجھائی کہ اگر خدا نخواستہ مہر النسا نے قضا کی ہوتی تو سپاہی تین بیٹیاں نہ کہتا۔

شاہزادہ اُسکے جاسوسی کے عہدے کو اسطرح انجام پاتے دیکھکر بہت خوش ہوا اور اپنے ہاتھکی ایک بہت قیمتی انگوٹھی انعام مین دی۔

شام ہوگئی کروٹمین بدلتے بدلتے صبح بھی ہوگئی اُسنے خیمے کے پردے اُٹھوادیے اور میدان کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوانے اسکی طبیعت بہت بحال کردی۔ اسکے علاوہ یہ میدان جنگ کی کیفیت دیکھنا چاہتا تھا۔ فوجین میدان مین آنا شروع ہوئی ہین۔ اُن کے چہرون سے پورا پورا جوش پایا جاتا ہے گویا وہ کسی خاص سبب سے مستعد ہوکر آئی ہین۔ فوج کے افسر بڑی مستعدی سے اپنے کام مین مشغول ہین۔ اور مقابل فوج کو اُبلی ہوئی آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔

یہ بڑا ہی پُر شوکت اور با جلال منظر تھا کہ ایک طرف تو شجاع کی بہادر فوج اُسکے ہاتھی کو حلقے مین لیے ہے اور دوسری طرف شہنشاہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر اپنے فلک شکوہ ہاتھی پر مرصع ہودے مین بیٹھا ہے ہاتھی جواہرات مین غرق ہے اور اُسکے گرد جو باڈی گارڈ کے سوار ہین وہ بھی بیش بہا جواہرات سے لدے ہوے ہین۔ اُسکی فوج یہ سمجھ رہی ہے کہ اُسے ایسے عقلمند افسر کی ماتحتی نصیب ہوئی ہے جسے ہمیشہ اپنی کوششون مین کامیابی حاصل ہوئی اور اس آخری مرتبہ بھی اُمید ہے کہ خدا اُسکے عقلمند سر کو ہندوستان کی سی زرخیز اقلیم کے تاج سے مزین کریگا۔

تاہم یہ ایک موقع ایسا ہے کہ ہم کوئی راے قائم نہین کرسکتے۔ دونون فوجین برابر کی ہین دونون مین ایک سے ایک کو زیادہ اپنی نام آوری کا خیال ہے اور کوئی ناتجربہ کار نہین ہے کہ اسکی کمزوری کی یہ دلیل لائی جاسکے۔ اب دونون کی حقیقت جاننے والا محض اتنا کہہ سکتا ہے کہ جسکو قسمت دے وہی بادشاہ کیونکہ انسان اپنی بھلائی کے لیے کوشش کرسکتا ہے اُسکے اختیار مین اسکی بھلائی یا بُرائی نہین ہے۔ وہ یہ نہین جانتا کہ کیا نتیجہ ہوگا۔ کیونکہ کسی لامعلوم قوت نے جسنے انسان کو مجبور کردیا ہے اُسی نے اسکی نگاہون پر ایسا پردہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ڈالدیا ہے کہ وہ آنیوالی باتون کو نہین سمجھ سکتا۔

دونون ذوالاقتدار شخصون کی آنکھین پہلے تو فوجون سے ہوتی ہوئی آخری حد تک گئین۔ اس کے بعد ایک نے دوسرے کو تند نگاہ سے دیکھا ساتھ ہی کوئی خیال آگیا اور خون نے جوش مارا جی یہ چاہا کہ گلے مل لین۔ لیکن آخر مین وہی ہوس جو انھین ایک خوفناک حالت کے بعد نتیجہ دکھلائیگی سد راہ ہوگئی اور یہ باہمی دشمن ہوگئے انھین اب یہ بھی خیال نہ آیا کہ ہم اور ہمارا خون ایک ہے۔ اب جو کچھ یہ سوچ رہے تھے وہ یہی تھا کہ کہین جلد لڑائی کا خاتمہ ہو اور ہم دیکھین کہ ہماری قسمت مین کیا لکھا ہے گو وہ ہزارون کے خون کے بعد ہی کیون نہ معلوم ہو۔ بادشاہون کی خود غرضی ہزارون انسانون کا خون کراتی ہے اور عزیزون کی خود غرضی دوسرے عزیز کو یا تو تکلیف پہونچاتی ہے یا نقصان عام بنی نوع انسان کی خود غرضی انھین دوسرے کی طرف سے ایسا بے پروا بنا دیتی ہے کہ گویا انمین انسانیت ہی نہین اور دوسرے کا انھین کوئی فرض نہین ہے لیکن یہ ہر وقت خیال رکھنا چاہیے کہ انکے اوپر ایک ایسا ہاتھ بھی ہے جسمین بھلائی برائی رزق نام آوری اور زندگی تک ہے جسکا مقابلہ کوئی فانی نہین کر سکتا۔

فوجین درست ہوچکین۔ میدان جنگ مین سناٹا نہین چھایا۔ بلکہ موت اپنی سنجیدہ اور ہیبت ناک آواز سنانے لگی ہر سپاہی کے چہرے پر مردنی چھاگئی اور وہ غور سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگا۔ ہوس کے نتیجے کی ابتدا دیکھنے والے مشتاقون نے توپ چلنے کا حکم دیا۔ صفون مین تہلکہ پڑگیا۔ سپاہیون کے دلون سے رحم اور انسانیت جاتی رہی۔ اُن کا حکم پردے کی طرح آنکھون کے درمیان حایل ہوگیا اور یہ بڑی بیرحمی سے توپین مارنے لگے۔ کون ایسا ہے کہ جو اُسکا نتیجہ نہین جانتا۔ کہان تو یون نے جسمین ملک الموت کی صفت والے گولے بھرے جاتے ہین کیا کیا ہوگا یہی نا کہ دو چار جھڑ جاتے ہونگے دو چار پھڑک رہے ہونگے اور کوئی کاری زخم کھا کر کراہ رہا ہوگا۔ کسی کو مرتے وقت کچھ خیال آگیا ہوگا کہ اپنے دوستون اور قرابتیوں

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

وصیت کر جائے لیکن یہ ایسا خوفناک وقت ہے کہ اگر کوئی کہے بھی تو سنتا کون ہے یہان ہر شخص کو اپنے نام اور جان کی پڑی ہے۔ ہر شخص اپنی محافظت کی فکر مین ہے۔

سپاہیون کی آنکھین ایسی خوفناک ہو گئی ہین۔ کہ نگاہ ملانے کی جرأت نہین ہوتی۔ اسکے علاوہ میدان مین دھوان چھایا ہوا ہے۔ اور دائین دائین کی صدا سے کان پڑی آواز نہین سُنائی نہین دیتی۔ میدان جنگ گونج رہا ہے اور سپاہیون کے خون مین دیوانگی کی حرارت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ جوش کے ساتھ زخمیون کی تعداد بھی بڑھتی جاتی ہے۔

لو اب فوج مین حرکت ہوئی اور سپاہی بڑھنے لگے۔ گھوڑون سے سوارون نے روندنا شروع کیا اور پیادون نے برچھون سے روک کر جواب دیا۔ ایک نے جوش سے نعرہ کر کے قتل کیا اور ہنوز فتحیابی کی تعریف نہ سننے پایا تھا کہ دوسرا اُسکا ملک الموت بنگیا۔ توپین چلنا اب موقوف ہو گئی تھین۔ اب ہر طرف نیزے اور تلوارین چمک رہی تھین۔ اور خونی چمک ان حربون سے پیدا تھی۔

اسوقت اس زور شور سے تلوار چل رہی ہے کہ کسی کو اپنے دشمن کو للکارنے کی بھی فرصت نہین ہے۔ سب خاموش ہین لیکن ہاتھ اس زور سے چل رہا ہے کہ مضروب بچ ہی نہین سکتا۔ آہ! یہ سپاہی لڑتے تو خوب ہین۔ اور واقعی دونون طرف کے سپاہی مردانگی کی داد دے رہے ہین۔ لیکن کوئی یہ تو پوچھے کہ لڑتے کس سے ہو؟

اب میدان جنگ مین خون پانی کی طرح بہ رہا ہے اور شجاع کی فوج غلبہ کرتی جاتی ہے اسکے افسر پہلی شکست کی یاد دلا کر انھین آن دلا رہے ہین اور وہ ہر لفظ پر دیوانون کا سا حملہ کرتے ہین۔ اور افسرون نے آج ایسی اچھی طرح اپنی فوجین لڑائی ہین کہ اورنگ زیب کی فوج کے اکثر دستون نے محصور ہو کر تلوارین رکھدین۔

شجاع کو گئے ہوئے تخت کی پھر اُمید ہوئی ہے اور اس سوچ مین ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اب دہلی کے تاج کی چمک اُسکے سر سے نکلنی ہوگی۔ اور وہ اپنے تصور مین اورنگ زیب کو بھاگتا ہوا دیکھ رہا ہے اور اسکے سوار اُسکے تعاقب مین ہین۔ اس مرتبہ شجاع کے نیزہ دار سوارون نے بہت سخت حملہ کیا اور قریب تھا کہ اورنگ زیب کی فوج کے پیر اُکھڑ جائین مگر ہتھیارون کی جھنکار اور سپاہیون کے نعرون سے شجاع اور اورنگ زیب دونون کے ہاتھی بھڑکے۔ اور دونون نے ہاتھیون سے اُتر کر گھوڑون پر سوار ہونا چاہا دونون کے ہاتھی قریب تھے اور کیا عجیب تھا کہ وہ جوش مین آکر خود بھی لڑنے لگتے۔

لیکن اورنگ زیب کے پاس میر جملہ کا ایسا بہادر اور موقع دیکھنے والا سپہ سالار موجود تھا۔ جسکی تجربہ کاری کا شہرہ تھا اُسکے حکم سے جب اُس نے دیکھا کہ فوج شکست کھایا چاہتی ہے تو خیمہ ڈیرہ لُٹ چکے تھے اور قریب تھا کہ یہ واپس ہونے کا حکم دے کیون کہ اب اس کے سپاہیون مین مطلق دم نہ تھا۔

سپاہیون کا جوش اور اُنکا نیزہ دار سوارون کا حملہ روکنا دیکھکر یہ ٹھانا تھا کہ اسکی نظر اورنگ زیب کے ہاتھی پر پڑی جو اُسکے اُترنے کے لیے بٹھایا جاتا تھا۔

میر جملہ۔ (اسکے قریب گھوڑا اُڑا کر۔ اپنی نیزہ دار سے) حضور تخت سے اُتر رہے ہین خبردار۔!

اورنگزیب۔ سپہ سالار ہاتھی بھڑک رہا ہے مجھے خوف ہے کہ کہین یہ بھاگ نہ جائے نہین تو فوج مین تہلکہ پڑ جائے گا۔ مین سوچتا ہون کہ گھوڑے پر سوار ہون۔

میر جملہ۔ ہرگز نہین۔ آپ تشریف رکھیے۔

اورنگ زیب۔ اچھا ہاتھی کے پیر زنجیر سے باندھ دو۔

میر جملہ نے فوراً اُسکے ہاتھی کے پیر زنجیر سے جکڑوا دیے اور وہ ایک جگہ کھڑا ہوگیا لیکن افسوس ہی کہ شجاع اپنے ہاتھی کو بھڑکتا دیکھکر ایک گھوڑے پر سوار ہوگیا کہ خود بھی حملہ کرے۔ ابھی دو منٹ بھی نہ گذرے ہون گے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کہ لڑتے ہوے سپاہی جو اسکو ہاتھی پر دیکھ کر بڑی تیزی اور نئے جوش سے لڑ رہے تھے گھبرا گئے اور حیران ہو کر دیکھنے لگے۔ کہ اُنکا افسر ہاتھی پر سے کیا ہو گیا۔

کون ایسا شجاع کی فوج مین تھا جو میر جملہ کا سا حملہ اُس سے کہتا۔ وہ میدان جنگ کی فوراً کیفیت سمجھ گیا اور اورنگ زیب کو منع کیا لیکن شجاع کو کسی نے نہ منع کیا۔

میر جملہ نے اُسوقت اپنے گھوڑے کو آگے بڑھایا اور اپنی کرخت اور بلند آواز مین کہنے لگا۔ ہان بہادرو دشمن کی فوج بیدل ہو گئی ہے۔ شاباش مار لیا ہے۔ اور ایک سخت حملہ۔ شجاع مارا گیا۔ اب میدان تمھارے ہاتھ ہے ہان بڑھو۔ تلوارین چمکاؤ۔ بس اُنکی بھگا دیا ہے۔

سپاہیون کے منھ سے بیساختہ نکلگیا کہ شجاع مارا گیا۔ اور اورنگ زیب کے سپاہیون کی اس گونجتی ہوئی آواز کو شجاع کے بھی سپاہیون نے سنا جو بڑی تیزی سے اسکی صفین اُلٹے دیتے تھے۔ اُنکے ہاتھون کا دم نکل گیا اور بدن سنسنا گئے۔ نگاہین ہاتھی کیطرف گئین لیکن ہودا خالی تھا۔

فوج بھاگی شجاع ہزار چیخا لیکن کسی نے نہ سُنا اور آن کی آن مین جنگ کا میدان شجاع کے سپاہیون سے خالی ہو گیا۔ اورنگ زیب کے چہرے پر جو نا اُمیدی سے زرد ہو رہا تھا۔ ایک مرتبہ پھر شاہی جلال آگیا۔ اور جوش سے اُسکا چہرہ تمتما گیا۔ اُس جوش مین "وہ مارا" کا نعرہ کیا۔ اور خود بھی بھاگنے والی فوج کے تعاقب کا ارادہ کیا۔

یہ فتح اور دہلی کا تخت اورنگ زیب نے اپنے جنرل میر جملہ کے اُس نقطے سے پایا کہ "حضور تخت سے اُترتے ہین"۔ واقعی یہ مختصر جملہ بڑا ہی پُرمعنی تھا۔ میدان جنگ کے ایسے موقع پر اسکا ہاتھی سے اُترنا گویا اسکے برابر تھا کہ یہ تخت سے اُتر رہا ہے۔ یہی اتفاقات ہین۔ اگر خود شہنشاہ کے افسرون سے پوچھا جاتا کہ کسکی فوج ابھی لڑ رہی ہے تو شاید وہ دشمن کی طرف اشارہ کرتے اگر یہ پوچھا جاتا کہ کون فتح پائیگا تو وہ شجاع کو دکھلا دیتے۔ لیکن اُنھین یہ معلوم تھا کہ اُنکے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

افسر کا نام تاریخ کے صفحون مین نئے واقعات لکھنے والا ہے - اُسے ابھی بچاس برس دہلی کے تخت پر فرمانروائی کرنی ہے - اور اسی کے زمانہ مین ہندوستان کی آیندہ قسمت کی بنیاد پڑنے والی ہے سبب اس فتح کی طرح آیندہ کے پردے مین چھپائے ہوئے ہین - اسکی فوج کو شکست کھانے مین شاید مشکل سے پانچ منٹ باقی ہونگے - لیکن تقدیر نے اسے نا اُمید بنا کر خود ہی فتح کی ندر دی - اور اسکے بعد اسے یقین دلایا کہ اب چین سے اس وسیع ملک کی فرمانروائی کر کوئی مقابل آکر تجھسے لڑنے والا باقی نہین ہے -

چودھوان باب (۱۴)

المکتوب نصف الملاقات

اتنا زمانہ گذر گیا ہے کہ شاہ شجاع مونگیر ہو چکیا - اورنگ زیب کھجوا مین کچھ دن آرام کرنے کے بعد دہلی تشریف لے گیا - میر جملہ اور محمد کو اُس کے تعاقب کا حکم دیا گیا ہے - محمد اب بیمار نہین ہے - صرف اُسکے چہرے پر غور سے دیکھنے والا جسنے اُسے پیشتر دیکھا ہوگا یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ سُرخی اب نہین ہے اور نہ اُسمین وہ پھرتی اور تیزی ہے جیسی پہلے تھی - بجائے زندہ دلی کے اُسمین اب انتہا درجہ کی متانت آگئی ہے اور زیادہ تر وہ فکر اور غور مین دکھائی دیتا ہے -

وہ اپنے معمولی شغل مین تھا کہ ایک سوار نے اجازت چاہی وہ بلایا گیا اور اُسنے سر پیچ سے ایک خط نکالکر دیا سوار کی صورت خدا جانے کیسی تھی کہ محمد دیکھتے ہی گھڑا ہوگیا اور اُسکے مُنھ سے بیساختہ نکل گیا، پیر بخش تم کہان -

پیر بخش - خداوند کا حکم بجا لایا -

محمد - آہ بتنے بڑا کام کیا - یہ خط تمھین اسی طرح ملا تا ؟

پیر بخش حضور نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی کبوتر آئے اور اُسکے پرون مین کوئی نامہ ہو تو فوراً وہ میرے پاس لے آنا - خداوند یہ وہی نامہ ہے اور مجھے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اسی طرح ملا محمد نے جلدی سے وہ خط لیا اور دیر تک اُسے کلیجے سے لگائے رہا۔
یہ وہی کبوتر تھا جو ہمارا دوست اپنی پیاری مہر النسا کو دے آیا تھا۔
اور جسکے آنے کی اُمید کچھ یون ہی سی اسکے دل مین جھلک دکھا جاتی تھی۔ لیکن
عاشقون کی نا اُمیدی اُسے اس خیال سے کچھ زیادہ خوش ہونے دیتی تھی۔
خط لیکر۔ اور آنکھون سے لگا کر۔ تیرے قربان یہ خط تو نے لکھا ہوگا۔ اپنے
پیارے ہاتھون سے لکھا ہوگا۔ ہان مجھے یقین ہے کہ محمد کے اور اپنے راز کو
کسی دوسرے پر ظاہر کرنے کی تو نے جرأت نہ کی ہوگی۔ آہ! یہ خط نہین ہے یہ
محمد کی جان ہے۔ محمد اسکی اُمید مین اپنی جان صدقے کر سکتا تھا۔ آج قسمت
نے مجھے وہ خوشی دکھلائی جو مجھے اپنی زندگی مین کبھی حاصل نہوئی تھی۔ سارا آلھا تیرا
شکر ہے۔ لکھنے والے تیرا ممنون ہون۔ پیر بخش تمنے بڑا احسان کیا۔ اسکے بعد
یہ ایک کمرہ مین چلا گیا۔ اور خط پڑھنا شروع کیا۔

(۵۶) مہر النسا سے محبت کرنیوالے

تمھاری گرفتار محبت مہر النسا تمھین دور سے سلام کرتی ہے نہین معلوم کہ
وہ تم تک پہونچیگا بھی یا نہین۔ اچھے تو رہے۔ خدا تمھین اچھا رکھے۔ یہ تو نہ
جانتے ہوگے کہ ایک تمھارے نہونے سے مجھے کیا کیا مصیبتین سہنا پڑین بدنام
ہوئی۔ بیماریان اُٹھائین۔ اور ابتک علیل ہون۔ زہر کھانے پر مستعد ہوئی
اور کھایا ہی چاہتی تھی کہ تمھارا بھیجا ہوا کبوتر آگیا۔ بہت کم وقت رہگیا تھا کہ
تمھاری پیاری مہر النسا اس دنیا کو خیر باد کہتی۔ مگر بیچیا زندگی نے پیچھا نہ چھوڑا
محمد سچ کہنا تمھین کبھی میری یاد بھی آتی ہے یا یون ہی اپنے قول کو پورا کرنے
کے لیے کبوتر بھیجدیا یا یون کہون کہ میری ایک نشانی بھی اپنے پاس نہ
رہنے دی۔ خفا نہ ہونا۔ آجکل چونکہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے۔ اسلیے تمھین
میری یاد کی فرصت نہ ہوگی۔ ایسی حالت مین یاد نہ آنا کچھ تعجب نہین ہے
اُس ملعون اختر نے مجھے ایک خط لکھا تھا جسمین یہ مضمون تھا کہ تمھارے
دشمن سلیمان کے ہاتھون مارے گئے۔ اُسی ملعون نے یہ تکلیف دی کہ تمھین
دھوکا دیکر روانہ کردیا۔ یہ اُسی کی کارستانی تھی۔ محمد سمجھے کہ مین نے ۵۶ کا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہندسہ کیون لکھا ہے تمھین پریشان کرنا منظور تھا۔ مین نے اپنی محبت کا ثبوت دیا ہے وہ ہندسہ نہین ہے بلکہ میری آنکھ ہے حروف ابجد کے قاعدے سے سمجھ لینا۔ مین اپنے اُس اشتیاق کو قلم سے کیسے ظاہر کرون جو تمھارے دیکھنے کے لیے ہے لیکن آہ! مجبوری کا خدا برا کرے وہ گھڑی دور ہوتی جاتی ہے جب ہم تم ایک جگہ بیٹھے تھے اور نہین معلوم اب پھر میری زندگی مین آئیگی بھی یا نہین دعائین مانگتے سحر ہوتی ہے کمبخت رات ہے کہ کاٹے نہین کٹتی۔ اماں جان نے بلایا ہے اب اُنکے پاس جاتی ہون خط تمام ہے، خدا جلد تمسے ملائے۔ اچھا رخصت ہوتی ہون۔ دیکھو بھولنا نہین۔

تمھاری یاد کرنے والی مہر النساء

ہم محبت پسند دلون سے پوچھتے ہین کہ اس خط نے محمد کے دل پر کیا اثر کیا ہوگا۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا کبھی تو وہ ہنستا ہے اور کبھی اس طرح روتا ہے کہ گویا اُسکا کوئی بڑا عزیز مر گیا ہے۔ اس درد سے کراہنے لگتا ہے کہ سننے کیلیے پتھر کا کلیجہ ہونا چاہیے۔ ہم شمار نہین کر سکتے کہ کئی مرتبہ اُسنے خط رکھا اور پڑھا کیا عجب ہے کہ اُسے ایک ایک حرف حفظ ہو گیا ہو۔

بہر حال یہ خط اُن مقویات اور مفرحات سے اچھا تھا جو اطبا اُسے استعمال کراتے تھے۔ اور یہ عاجز آگیا تھا۔ کیونکہ اسکا وہ وہم رفع ہو چکا تھا جسنے اسے بیمار ڈالدیا تھا۔

اشرف اور غیاث۔ اسے خوش دیکھکر۔ شاہزادے کچھ ہمسے تو کہیے للہ۔

محمد۔ اُچھل کر۔ آج عید ہے۔

اشرف اور غیاث۔ متعجب ہو کر جنھون نے آج کوئی چھ مہینے کے بعد اسکو لڑکپن کی خوشی مین دیکھا تھا۔ کچھ معلوم بھی تو ہو کہ کیون عید ہے۔

محمد نے وہ خط دکھایا دونون نے پڑھکر مبارکباد دی اور اپنے خیالات کی تصدیق کرائی۔

محمد۔ یہ کمبخت اختر بچگیا اُسدن میرے ہاتھون نہین تو ساری دھوکے بازی معلوم ہوتی۔

اشرف۔ بڑے بڑے دھوکے دیے ملعون نے نعوذ باللہ اسی کو کہتے ہین

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

محمد - کیسا کچھ - اُس حرامزادے نے ہم مین سے ایک کو مار ہی ڈالا تھا -

اشرف - اور صاحب عالم اسکے لیے کیا کیجیے گا - جو ظل اللہ نے تعاقب کا حکم دیا ہے میر جملہ مستعد ہے کل ہی کوچ ہے -

محمد - متفکر آنکھوں سے ہان ... چلو ... نگا - کھانسکر - چلونگا -

غیاث - حضور نے کس خیال سے فرمایا - ؟

اشرف بھی مخاطب ہوگیا -

محمد - کچھ سوچ لیا ہے - مین ضرور چلونگا -

دن ڈھل چلا آفتاب زرد ہوگیا ابابیلون کے بولنے کی آواز آرہی ہے آفتاب کی زرد زرد کرنین اونچے مکانات کی مہتابیون پر عکس ڈال رہی ہین - مندرون اور مسجدون کے کلس پر قدرتی ملمع ہو رہا ہے - آفتاب نیچا ہوتا جاتا ہے جانورون کے آخری چہچہانے کی آواز آرہی ہے جو بسیرا لینے کے لیے اوڑے چلے جارہے ہین - درختون کی پتیان جنبش مین آتی جاتی ہین اور اُنکے چلانے سے ایک شور مچا ہوا ہے - کبھی یہ اوڑ کر دوسرے درختون پر بیٹھتے ہین کبھی ہوا مین نیچے ہی نیچے ایک مختصر سا دائرہ بناتے ہین اور پھر کسی شاخ پر آجاتے ہین - آفتاب اب بالکل اُفق سے مل گیا - وہ تیزی بالکل نہین ہے کہ آنکھ نہ ملائی جاسکے - یہ قانون قدرت ہے کہ ایک کے زوال کے ساتھ دوسرے کا کمال ہے آفتاب اُفق کے نیچے جاچکا تھا کہ مشرق سے ماہتاب کی چمک پیدا ہوئی - اجرام سماوی نے آسمان مین ایک نیا عالم پیدا کیا - اور وقت کے ساتھ یہ بھی گذرتے چلے - صبح کے چار بجے میر جملہ کی فوج مین قرنا ہوا اور پانچ بجے تک یہ فوج مونگیر کی طرف روانہ ہوئی -

درمیان مین کوئی ایسا واقعہ نہین ہوا جو ذکر کے قابل ہو یہ فوج مونگیر ہو چکی اور شجاع کو معلوم ہوگیا کہ اورنگ زیب کا مشہور سپہ سالار مع محمد کے اُسکے تعاقب مین آگیا ہے - اسنے قلعہ بند کر لیا ہے اور میر جملہ کی فوج نے محاصرہ کیا ہے - کئی مرتبہ اس بہادر جنرل نے حملہ کا قصد کیا مگر ایسا سخت جواب دیا گیا کہ اُسے اپنے مقام پر واپس آنا پڑا -

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایک روز میر جملہ اپنی فوج کے معائنہ کے بعد اپنے خیمے کے باہر ایک کرسی پر بیٹھا تھا - اور سر جھکائے ہوے محاصرے کے طول پر غور کر رہا تھا کبھی یہ دونگزیب کا جلال یاد کرتا ہے کہ وہ اسکو اس لڑائی کے لیے کہین ناقابل نہ سمجھے کبھی دشمن کی طرف سے دھوکے کا خوف کر رہا ہے کہ شاہزادہ بھی اتفاق سے آگیا - اور جنرل کو اُسنے فکر مین دیکھا -

میر جملہ - تعظیم کر کے - صاحب عالم کہان تشریف لائے ؟ -

محمد - یون ہی کچھ جی گھبرا رہا تھا -

میر جملہ - جی گھبرانے کی کوئی وجہ ہے -

محمد - ہان بیکاری -

میر جملہ - یعنے جنگ کی بیکاری - ؟

محمد - اور کیا -

میر جملہ - شاہزادے گھبراؤ نہین - بلکہ کوئی ترکیب قلعہ مین داخل ہونیکی سوچو ہمارے کئی حملے بیکار رہے اُدھر کا کچھ بھی نقصان نہوا اور ہمین اُنسے کہین زیادہ نقصان اُٹھانا پڑا - اگر یہی کیفیت رہی تو مشکل ہو گی - قرب و جوار کی رعایا بھاگ جائیگی اور رسد کے ملنے مین دقت ہوگی - اسکے علاوہ مجھے خوف ہی کہ وہ چھوٹے چھوٹے حملون سے ہماری فوج مین پریشانی نہ پیدا کرے -

محمد - آپ کو مجھسے صلاح کی کیا ضرورت ہے - ایسا تجربہ کار جنرل ناتجربہ کار کی بات کو کب مانیگا -

میر جملہ - یہ مین بھی مانتا ہون - لیکن کیا آپ تجربہ ہی کو عقل کہتے ہین - اور اسکا تعلق اپنے ضمیر سے سمجھتے ہین -

محمد - نہین بلکہ یہ سمجھتا ہون کہ عقل ایک دوسرا ہی جوہر ہے جسکی تکمیل تجربہ سے ہوتی ہے -

میر جملہ - (مسکرا کر) پھر یہ تو کوئی بات نہین کہ مین آپ سے زیادہ عقلمند بھی ہون کچھ آپ بھی اپنی رائے سے سرفراز فرمائیے -

محمد - دیکھیے وہ ایک دیہاتی جاتا ہے - اُسے گرفتار کرائیے اور راس سے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

قلعہ کا راستہ دریافت کیجیے۔
میر جملہ کے حکم سے ایک سوار اُسکے پاس دوڑا ہو گیا وہ بیچارہ کانپتا ہوا داخل ہوا
میر جملہ۔ تو کہاں رہتا ہے۔؟
دیہاتی۔ حضور شیر گھاٹی مین یہان سے تین کوس پر۔
میر جملہ۔ تجھے معلوم ہے کہ اس قلعہ کا کوئی اور بھی راستہ ہے۔
دیہاتی۔ خداوند ایک پہاڑی راستہ شیر گھاٹی سے ہے۔ جدھر سے ہملوگ کبھی کبھی داخل ہوتے ہین۔
میر جملہ۔ خوشی سے اچھل کر۔ ہان! مجھے بتا سکتا ہے۔
خدا جانے کیا خیال آیا کہ وہ رکا اور خاموش ہو گیا۔
میر جملہ۔ (جلدی سے) مجھے بتا سکتا ہے۔ آہ! تو یہ خیال کر رہا ہے کہ شجاع کے ملک مین رہتا ہے اچھا تجھے ایسا انعام دیا جائیگا کہ تو دوسری جگہ چین سے بسر کرے۔ نہین تو۔ (اپنی تلوار دکھا کر۔ جو زانو پر رکھی ہوئی تھی) یہ تجھ سے زبردستی دریافت کریگی۔
دیہاتی۔ خداوند مین کام سے جا رہا ہون۔
میر جملہ۔ ڈانٹ کر۔ یہ بتا کہ تجھے کام چاہیے یا زندگی؟
دیہاتی۔ اچھا حضور مین راستہ بتاؤنگا۔
میر جملہ۔ اچھا تم اسوقت سے نظربند کیے جاتے ہو جب بتا دوگے تو انعام کے ساتھ رہائی ہوگی۔
دیہاتی۔ تو خداوند اس شب کو میرے ساتھ چلیے مین بتا دونگا۔
میر جملہ۔ (خوشی سے) صاحب عالم دیکھیے خدا نے کیسا سامان پیدا کر دیا۔ اب ہمین محاصرے کی دقت نہوگی اور انشاءاللہ صبح ہوتے ہوتے ہم قلعے مین داخل ہو جائینگے۔
محمد۔ خدا نے چاہا تو اب ہم مونگیر کے مالک ہین۔
وہ شخص نظربند رکھا گیا دن گذرنے لگا اور چھ گھنٹے دن گذر گیا اور نیچر کے سامان نے یہ بتا دیا کہ شام اب کچھ دور نہین ہے۔ میر جملہ نے خاموشی سے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

فوج کی تیاری کا حکم دیدیا ہے ادھر تو تاریکی پھیلنا شروع ہوئی اور اُدھر میر محلہ نے فوج کے آنے کا حکم دیدیا۔ اندھیرا ہوگیا اور اسنے مع ایک ہزار سواروں کے شیر گھاٹی کا راستہ لیا۔ کچھ سپاہیوں کو کمر بند رہنے کا حکم دیا ہی اور درمیان میں سپاہیوں کو بٹھاتا جاتا ہے کہ وہ اس فوج تک ضرورت کے وقت خبر پہونچائیں۔

خوش قسمتی سے آج شب ماہ تھی اور یہ لوگ جلد راستہ طے کر سکتے تھے۔ ابھی نو نہ بجے تھے کہ یہ لوگ شہر میں داخل ہوے۔ لیکن انھیں تعجب ہوا کہ شہر میں کوئی آواز نہیں آتی ہر طرف خاموشی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ کسی سنسان جنگل میں سے گذر رہے ہیں جہاں انسان کا نام نہیں کوئی سپاہی اُن کے مقابل نہ نکلا۔ کوئی تلوار نہ چمکی اور کسی کی حکم کرتی ہوئی صدا نہ سنائی دی۔ یہ لوگ حیرت سے شاہی محل کے قریب پہونچے لیکن یہاں کوئی محافظ پہرے پر نہ تھا۔ اور نہ کہیں سے دورباش کی صدا آتی تھی۔

یہ سوچ رہے تھے کہ کسی سے پوچھیں لیکن انھیں شہر کا دوسرا دروازہ کھلا دیکھکر یقین ہوگیا کہ انکی آمد کی خبر سنکر شجاع بھاگ گیا سوا اس کے اور کیا کیا جاسکتا تھا کہ شجاع کا تعاقب کیا جائے۔ دوسرے روز پھر یہ راج محل کیطرف کوچ کرتے ہوے چلے۔ کوئی تو اپنی نام آوری کے خیال سے جارہا ہے اور کسی کو یہ خیال اُڑ رہا ہے کہ ہم اُسی زمین پر پہونچ رہے ہیں جہاں سے ایک سو دا لیکر چلے تھے۔

پندرھواں باب (۱۵)

اسی تہمت پر محبت کا نام
مجھسے کہتے ہیں وہ انگشت بدندان ہوکر
اب نہ کہنا کبھی عاشق کو ستایا کسنے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

تعاقب کرنے والی فوجین راج محل پہونچ گئین۔ شجاع قلعہ بند ہوگیا اور میر جملہ نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ شب کا وقت ہے پانچ روز محاصرے کو گذر گئے ہین شاہزادہ تنہا اپنے کمرے مین لیٹا ہے اور بڑی کرب کی حالت مین کروٹین بدل رہا ہے۔ اُسکے مُنھ سے آہستہ آہستہ یہ الفاظ نکلتے ہین ”مین کسے گھیرے ہون کس سے لڑنے آیا ہون۔ اگر وہ پوچھین تو مین کیا جواب دون گا۔ اُسی کو تکلیف دے رہا ہون کہ جسکے وصل کی آرزو ہے۔ اجتماع ضدین کا سامنا ہے نہین معلوم اُسے خبر بھی ہے یا نہین کہ اُسکا شیدا راج محل اپنی علالت کی حالت مین اسلیے آیا ہے کہ اُسکی زیارت کرے لیکن آہ! ایک ہفتہ گذر گیا اور ابتک کوئی صورت نہ نکلی۔

محمد! اب آرزو بیکار ہے تو اب جنگ مین بھی شریک نہ ہو۔ تو تو یہ سمجھا تھا کہ کچھ روز کے بعد صلح ہو جائیگی۔ اس ضمن مین تو اپنی کہانی سُنائے گا۔ مگر افسوس کہ وقت جاتا رہا۔ آہ! اگر مجھے یہ یقین ہو جاتا کہ اُس تک خبر ہونا آسان ہے تو مین دوبارہ زندہ ہو جاتا۔ قلعہ بند ہے کوئی اندر جانے نہین پاتا اُنھین یہ خیال ہوگا کہ مین تکلیف دینے آیا ہون۔ لیکن کیسے اُن کے کانون تک پہونچا دون کہ محض تمھارا اشتیاق تھا جو مجھے یہان کھینچ لایا مجھے ان ملکی جھگڑون سے کوئی سروکار نہین۔

مین اور مہرالنسا کو تکلیف دینے کا خیال کرون۔ غیر ممکن۔ لیکن اگر کسی کے دل مین بدگمانی آجائے تو کیا کرون۔ آہ! جسے اُسنے اپنے دام مین پھنسایا ہو اُسپر کوئی کب قابض ہو سکتا ہے۔ جب کسی مین وہ بات بھی تو ہو۔ اُسے تو اللہ نے جذب کا مرکز بنایا ہے۔ راج محل مین آکر اُسکی صورت نہ دیکھنا یہ سخت بدنصیبی ہے مونگیر اور ڈھوا مین اس خیال سے تسکین ہوئی کہ وہ ہمراہ نہ تھی۔ یہان اُس مکان کو دیکھ رہا ہون جہان اس حور وش کے نقش قدم بنے ہونگے۔ جہان اُسکی ادا سے ایک عالم شیدا ہوتا ہوگا اور جہان اُس کی عالم فریب صورت اپنا جلوہ دکھا رہی ہوگی۔ آہ! کیا شہنشاہ کا فرزند اور اتنی بڑی بہادر فوج کا افسر ہونا کچھ بھی کام

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

نہین آسکتا۔ اکیا مجبوری ہے۔

ہاے مہرالنسا نے ضرور سُنا ہوگا کہ مین آیا ہون۔ لیکن یہ سنکر کہ فوج کے ساتھ ہون سارے خیالات بدل گئے ہونگے۔ افسوس! کیون آیا۔ مین پوشیدہ طور سے کیون نہ آیا۔ کہ اس دربارے کوئی ملنے کی ترکیب نکالتا اُسوقت چچا کو بھی خیال ہوتا اور جنگ کی مشکوک حالت تو مجھے قلعے کے قریب بھی نہ جانے دے گی۔

اُسوقت ایک سنتری نے داخل ہوکر سلام کیا اور کہا کہ ایک جوان آپ سے ملاقات کیا چاہتا ہے۔ محمد نے شوق مین اجازت دی اور اپنی صورت درست کرکے بیٹھ گیا۔ سنتری چلا گیا۔

محمد۔ تم کہان سے آتے ہو۔

آنیوالا۔ "حضور" دیکھیے یہ خط آپکو تبلادیگا کہ مین کہان سے آتا ہون۔

محمد۔ لیکن تمھاری آواز تو یہ کہتی ہے کہ اگر تم "آئی ہون" کہتے تو مناسب ہوتا۔

آنیوالا۔ دانتون کے نیچے اُنگلی دباکر۔ خاموش...... اسکے بعد اُسنے ایک خط دیا

معشوق کُش محمد

اسی منھ پر محبت کا نام۔ کیون نہو باپ کی بے مروتی تم مین کہان تک نہ آئیگی کیا تم نہین کر سکتے تھے۔ نہین ضرور۔ اور اُسکا ثبوت بھی دیا ہے۔ مجھکو اُسکا کچھ شکوہ نہین ہے۔ مین ہمیشہ تمھین دعائین دیتی رہونگی مجھے تو تمھارا خیال کسی وقت چھوڑتا ہی نہین۔ سر پر ایک جن سوار ہے۔ اور آپ چھُری تیز کیے ہین خیر یہ قصہ سُنکر لوگ دنیا مین آہین اور تمھین مختلف خطاب سے یاد کرینگے تم ویسا ہی کر رہے ہو جیسا ایک عاشق کو چاہیے۔ الحمد اللہ الگ رہتا گیا معنے خود سردار بنکر آئے ہین۔ طوطا چشم اور جھوٹے کسے قتل کرنے آئے ہین۔ جسے اپنا معشوق کہتے تھے۔ ہا! محمد کیا دنیا مین تمھین محبت کا نام ڈبونے والے تھے تمھاری شیرین زبانی اور صورت ظاہری مین یہ خوبیان بھری ہین۔ تم تو ناگن سے بھی بڑھ گئے۔ جسکی رنگت دیکھنے مین بہت ہی بھلی معلوم ہوتی ہے لیکن اندر ایسا قاتل زہر بھرا ہے جسکا منتر نہین۔ تمھاری میٹھی باتین وہ

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

زہر مین جسکا علاج ہی نہین - آہ کب معلوم ہوا جب وہ میرے جسم کی کُل رگون مین سرایت کر گیا - جی تو یہ چاہتا تھا کہ مر جاؤن اور نام نہ لون - لیکن اِس خیال سے کہ باتین بنانیوالے ذرا نادم تو ہولین یہ چند سطرین لکھدین بس اب محبت کا نام نہ لینا مہر النسا کو بھی تمسے اب کچھ تعلق نہین - یہی نا کہ جی گھبرائیگا سناؤنگی نہ مانیگا زہر کھاؤنگی - لیکن محمد کا کبھی نام نہ لونگی - محمد - سچ کہتی ہون کہ مجھے تمھاری اس حرکت پر سخت تعجب ہے تم ایسے اب ہو گئے یا شروع ہی سے تھے مجھے دھوکا ہوا خیر اب ہمارا تمھارا فیصلہ حشر مین ہوگا - راقم وہی جسے کبھی تم چاہتے تھے

ناظرین! آپ ہی بتائیے کہ اس طرزِ عبارت نے محمد کے ساتھ کیا کیا ہوگا - اور یہ اسیوقت کے لیے نہ تھی بلکہ یہ لکھا ہے کہ آپ تمسے کچھ تعلق نہین - محمد کی پہلے سانس رُک گئی - سر مین چکر آیا - ہاتھون مین سنسناہٹ پیدا ہو گئی اور یہ جم سے گر پڑا لیکن بڑھا ہوا اشتیاق بہت جلد ہوش مین لایا اور یہ آنسو پونچھکر نامہ بر کیطرف مخاطب ہوا -

محمد - کیا تم مہربانی کر کے خط بھیجنے والے کے پاس مجھے لے چل سکتے ہو -

نامہ بر - اپنے سر سے ٹوپی اور بالائی کپڑے اُتار کر مجھے پہچانا -

محمد - دوڑ کر - آہ! صنوبر تو ہے -

اشتیاق محبت مین یہ صنوبر کے گلے لگ گیا اور دیر تک روتا رہا -

صنوبر - لیکن کیا حضور کو یہی چاہیے تھا -

محمد - صنوبر تجھے کیسے سمجھاؤن کہ میرا خیال ہی دوسرا ہے -

صنوبر - حضور دنیا ظاہر دیکھتی ہے - دل کی حالت کون جانتا ہے -

محمد - کیا میری پیاری سچ مچ مجھ سے خفا ہو گئی -

صنوبر - وہ آپ کی صورت سے بیزار ہین - کوئی نام لیتا ہے تو ناگوار ہوتا ہے -

محمد - (خنجر اُٹھا کر) تو مین جی کے کیا کرونگا (نیام سے نکالکر) صنوبر! آہ! اب میری زندگی ختم ہے - بہت دنون حسرت و ارمان اور شوق کو دل مین پالا - تون دکھ سہے - عرصے تک یاد کرتا رہا - لیکن ان سب نے ملکر مجھے یہ تکلیف نہین دی جیسی کہ اس مختصر تحریر نے - اس خط نے میری زندگی کا مزا کھو دیا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مہرالنسا سے اتنا کہدینا کہ بدنصیب محمد کیطرف سے جو تمھارے دل مین خیالات تھے وہ بالکل غلط تھے۔ محمد تمھین اُسی طرح اپنے دل کا مالک سمجھتا ہے اب تمھارے دل مین بدگمانی سماگئی۔ الفاظ مین اتنی قوت نہین کہ تمھارے خیالات بدل لیکن جبتک تم خود نہ انصاف سے دیکھو۔ اچھا صنوبر تو گواہ رہنا کہ مین اُسکی محبت کا آخری وقت اقرار کرکے دنیا سے سدھارتا ہون......

یہ کہکر وہ چمکتا ہوا اور نوکدار خنجر اپنے سینے مین مارنا چاہتا تھا کہ صنوبر لپٹ گئی اور بڑی دقت سے وہ ظالم حربہ چھینا۔

صنوبر۔ حضور اس سے کیا فائدہ۔

محمد۔ صنوبر اب زندگی بیکار ہے۔ جسکی یاد سے زندگی کا مزا تھا۔ اب اُسنے قطع تعلق کا ایک بہانہ نکالا۔ آہ! اُسنے مجھے ایسی روکھی باتین لکھین۔ جس مین محبت کی بو نہین۔ آہ! جسکے لیے راتون کو نیند نہ آتی تھی اُس کے یہ خیال! بدنصیب بس اب مرجا۔ صنوبر میرا خنجر مجھے دیدے۔ تیرا احسان ہوگا اگر تو مہرالنسا کو میری حالت سے خبردار کردیگی تو وہ مجھے بیگناہ سمجھکر دو آنسو بہائیگی دل سے غبار دھو جائیگا۔

صنوبر۔ اور جو مین آپ کی زندگی مین یہ غبار دھو ڈالون تو؟

محمد۔ آہ! کیا یہ ممکن ہے؟ اُف کیسے کڑے جملے۔ قسم خدا کی اب زندگی بیکار ہے۔ صنوبر نہ ضد کر مجھے مرنے دے۔ اب یہ صورت مہرالنسا کو دکھانیکے قابل نہین رہی۔

صنوبر۔ اچھا یہ میرا ذمہ ہے اگر وہ اچھی طرح آپ سے ملین تو؟

محمد۔ لیکن دل صاف نہ ہو؟

صنوبر۔ نہین حضور مین یہ نہین کہتی کیونکہ یہ تو آپ جانین اور وہ مجھے پہونچا دینے تک اختیار ہے۔

محمد۔ کیسے یقین ہو کہ یہ بدگمانی اُنکے دل سے رفع ہوگی۔ صنوبر میرا درد دل کہنے کے قابل نہین ہے۔

صنوبر۔ ضرور رفع ہو جائیگی۔ انشاءاللہ جو کچھ کہنا ہی وہین فرمائیےگا اگر یہان

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کچھ خوف ہے تو۔

محمد۔ کس مردود کو خیال ہے کہ وہ میری صورت بھی دیکھین گی۔

صنوبر۔ اتنا میرا اختیار ہے کہ مین آپ کو وہانتک پہونچا دون۔ صفائی آپ کر لیجے گا۔

محمد۔ تجھے یقین ہے کہ مجھسے مہر ملینگی۔

صنوبر۔ یا میرے اللہ۔ اس سے آپکو کیا۔ مین پہونچا دون گی۔ اچھا مستعد ہو جائیے وقت بہت ہی مخدوش ہے۔

محمد۔ مین مستعد ہون چلو۔

صنوبر۔ لیکن اپنا منہ کپڑے سے چھپا لیجے۔

شاہزادے نے ایک بڑا لبادہ پہنا اور صنوبر کے ساتھ ساتھ چلا یہ قلعہ کے نیچے دریا کیطرف سے لے گئی اور ایک کھڑکی کے نیچے پہونچی۔ یہان ایک بڑے پتھر کے نیچے سے رسّی کی ایک سیڑھی نکالی اور آہستہ سے کہا نامہ بر حاضر ہے آواز کے ساتھ ہی ایک ڈور لٹکائی گئی اور اُسنے رسی اُس مین باندھ دی تھوڑی دیر کے بعد ہاتھ سے کھینچکر اُسنے معلوم کیا کہ سیڑھی کسی چیز مین مضبوط باندھ دی گئی ہے صنوبر چڑھ گئی اسکے پہونچتے ہی دروازہ بند ہوا چاہتا تھا کہ محمد نے جو پیچھے پیچھے چڑھا تھا یہ آواز سُنی۔ ذرا ٹھہر جائیے۔

آواز۔ کیون کیا اور کوئی بھی ہے۔

صنوبر۔ کوئی غیر نہین ہے۔

اتنے مین محمد بھی اوپر پہونچ گیا اور دھماکے کی آواز سے معلوم ہو کہ کوئی گر پڑا یہ سوائے ہمارے دوست کے اور کون ہوگا۔ نہین معلوم کسے دیکھکر غش کھا گیا۔ اور کسنے صنوبر سے بات کی تھی۔ اندھیرا اس غضب کا تھا کہ کچھ دکھائی نہین دیتا تھا۔ دیکھیے ایک گندہ پردہ کے نیچے شمع روشن ہے اور اسکی روشنی اسقدر دھیمی ہے کہ روشنی کا امتیاز آنکھون کو مشکل سے ہوتا ہی نگاہین ٹھہرانے کے بعد وہی صورت دکھائی دی جسکا ذکر ہم اکثر کر چکے ہین جسکا پیارا نام مہر النسا ہے اور جو ہمارے دوست کی باعث تسکین ہے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہمین بھی تعجب ہوا کہ محمد کی قوت سامعہ کسقدر قوی ہے کہ اُسنے اُسی آواز کو فوراً پہچان لیا جو اُسنے آج سے ڈیڑھ برس پہلے سُنی تھی یا وہ کون سی بات تھی جسنے اندھیرے مین شناخت کیا کہ اُسکے دلی خیالات مین ایسا ہیجان پیدا ہوا کہ یہ اپنے کو سنبھال نہ سکا۔

محمد کی اتنی دیر کی بیہوشی نے صنوبر کو اسکی حالت بیان کر دینے کا موقع دیا۔

مہرالنسا۔ تو انکا کیا کام تھا۔ مین نے تو بلایا نہ تھا۔

صنوبر۔ اسوقت غصہ کا موقع نہین ہے جسوقت مین پہونچی وہ حضور ہی کی یاد مین تھے۔ یہان آنا اُنکا کسی دوسری غرض سے ہے جو ہمین آپکو مطلق نہین معلوم۔

تھوڑی دیر کے بعد شاہزادے کے حواس درست ہوے مہرالنسا اُس کمرے مین چلی گئی جہان شمع روشن تھی۔ یہ وہی کمرہ تھا جسمین صنوبر ایک مرتبہ پیشتر بُلائے گئی تھی۔

محمد۔ آہ صنوبر مین نہ کہتا تھا کہ اُنھین میری صورت سے نفرت ہے۔

صنوبر۔ گھبرائیے نہین مین آپکو لیے چلتی ہون۔

صنوبر محمد کو اُس کمرے مین لے گئی جہان مہرالنسا سر جھکائے بیٹھی تھی اور خود اُلٹے پانوٗن چلی آئی۔

آہ! آج کیسی مبارک گھڑی ہے کہ چاہنے والا اپنے معشوق کے پاس ڈیڑھ برس کے بعد پہونچا ہے۔ طبیعت مین جسقدر خیالات کا جزر و مد ہے سکے سمجھنے کے لیے کسی ناتجربہ کار کا خیال کافی نہین ہے۔ کسی مصور کے قلم مین یہ قوت نہین ہے کہ اُسے دکھا سکے چہرے پر گھبراہٹ اسلیے ہے کہ اتنے دنون کے بعد موقع بھی ملا تو پوری بے اعتنائی سے کام لیا جا رہا ہے۔

دیکھیے کچھ دیر تک تو یہ بڑے غور سے مہرالنسا کی صورت دیکھا کیا جب اُسکے انداز مین نرمی نہ پائی تو اُسنے بڑی جرات اور بیباختگی سے اُسکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور کہنے لگا۔

محمد۔ مہرالنسا! کیا سچ مچ مجھسے خفا ہو۔ اگر میری مصیبتین سنوگی تو ضرور

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

معاف کردو گی۔ لو یہ سر حاضر ہے اسکے ساتھ تمھاری خفگی ہے۔ اپنی حسرت اور غصہ نکال لو۔ میں خوش ہوں لیکن کشیدگی کو دور کردو۔

یہ کہکر اُسنے ننھے ننھے پیرون پر سر جھکا دیا۔ اور آنسوؤں سے بھگو دیا۔

مہرالنسا۔ (بیچین ہوکر) میں تو اب صبر کر چکی ہو۔

محمد۔ اُسی طرح سر جھکائے ہوئے۔ نہیں اب دیر نہ لگاؤ۔ یہ سر حاضر ہے۔

مہرالنسا۔ سنو تو مجھے نہ معلوم تھا۔ قصور ہوا۔ اب میں ناراض نہیں ہوں۔

محمد۔ تو کیا بے سمجھے بوجھے مجھسے خفا ہو گئیں۔

مہرالنسا۔ کہتی تو ہوں کہ میرا ہی قصور تھا۔ اب مجھے شرمندہ نہ کرو۔

محمد۔ اچھا اب ان باتوں کو جانے دو مجھے کچھ خیال نہیں۔

مہرالنسا۔ اللہ یہ کیسی مبارک گھڑی ہے کہ میں ڈیڑھ برس کے بعد آج تمھیں اپنے پاس بیٹھا دیکھتی ہوں۔

محمد۔ اور شکر ہے کہ بے اعتنائی کے بعد مجھے پھر یہاں بیٹھنے کا موقع ملا۔ میں بہت خوش ہوتا۔ اگر بیماری ہی میں مرجاتا۔ یا جب اختر نے مجھے گھیر اتھا قتل کرڈالا ہوتا۔ میں نے بلاوجہ کوشش کی اور اسکو زخمی کیا تمھارے ہی خیال سے سلیمان کو قتل کیا۔ افسوس!۔

مہرالنسا۔ اختر کو؟ کیا اُسنے گھیرا تھا؟۔

محمد۔ ہاں ایک روز میرے پاس خط آیا کہ تم آؤ میں مہرالنسا کی خبر دونگا۔ بھلا مجھے کب چین تھا کہ میں ایک دم بھر ٹھہرتا۔ غیاث اور اشرف نے ساتھ چلنے کو کہا مگر میں نے کسی کو ساتھ نہ لیا اور گھوڑے پر بیٹھکر چل نکلا تھوڑی دور پر ایک بڈھا سوار ملا جو مجھے جنگل میں لے گیا وہاں پہونچتے ہی مجھے بہت سے سلح آدمیوں نے گھیر لیا۔ ایک شخص نے مجھپر وار کیا میں نے ہاتھ آگے کردیا۔ وہ رسّی جس سے میری کلائی جکڑی ہوئی تھی کٹ گئی اور ہاتھ کھلتے ہی میں نے اُسپر سخت حملہ کیا اور اسکی تلوار چھین لی وہ بڈھا سوار دہی ملعون تھا میں فوراً گھوڑے پر سوار ہوا اور وہ بھاگ گیا۔

مہرالنسا۔ بیچارا کئی دفعہ بچ گیا۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

محمد۔ (اور قریب بیٹھکر) آہ! کیا یہ وقت ہمیشہ نصیب ہوگا۔

مہرالنسا۔ آہ! یہی تو ایک خیال ہے۔ جس سے جی دہلتا ہے۔

محمد۔ نہین مہرالنسا مین مٹی او سع تمھین کبھی نہ چھوڑونگا۔

مہرالنسا۔ یعنے یہ کہ بہت جلد راج محل فتح کرنے ہین قید کروگے کیون؟

محمد۔ اُن ہاتھون مین سانپ کاٹین جو تمھاری گرفتاری کے لیے اُٹھین نہین دلربا کچھ اور ہوگا جو تمھارے اور چچا کے مفید مطلب ہوگا۔

مہرالنسا۔ مجھے معلوم بھی تو ہو۔

محمد۔ نہین ابھی کہنے کی ضرورت نہین ہے تھوڑی دیر کے بعد تمھین معلوم ہوگا جب مین اپنی فوج مین پہونچ جاؤنگا۔ جب میری فوج مین کچھ نئی بات سنتا تو فوراً اپنے باپ سے کہکر قلعہ کا پھاٹک کھلوا دینا۔

اسکے بعد کچھ اُسنے چپکے سے کان مین کہا۔ اور مہرالنسا نے تعجب سے جواب دیا۔ کیا سچ کہتے ہو؟ مہرالنسا نے جوش محبت مین محمد کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اور محمد نے دیوانگی کے عالم مین ایک بوسہ لیا۔

اُف! اُسنے تو نہین معلوم کیا کیا؟ اب اُسنے آغوش محبت مین کھینچ لیا اور اُسکے چہرے کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز اُسکی عقل پر غالب ہے۔

مہرالنسا۔ (شرمائی ہوئی) محمد کچھ دیوانے ہوگئے ہو۔ یہ تمھین بیٹھے بٹھائے کیا ہوا۔ بھلے بیٹھو۔

محمد۔ (بھرائی ہوئی آواز مین) کیا مین بدنصیب اس سے کسی اور اچھے وقت کی امید کرسکتا ہون۔ کیا تم چاہتی ہو کہ محض اتنی بے تکلفی کے جوش کو بھی روکون؟

مہرالنسا۔ کیا۔؟

محمد۔ آؤ۔ کان مین کہدین۔

محمد نے کیا کہا۔ بھلا اُس سے بڑھکر اور کیا تخلیہ ہوتا جسمین کوئی بات کان مین کہنے کی ضرورت ہوتی۔ اُس نے کچھ نہین کہا۔ بھیر چٹاخے کی آواز آئی۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مہر النسا۔ (متوالی آنکھوں سے دیکھکر اور اپنے چھوٹے دانتوں سے ہونٹھ دبا کر۔) دیکھو مین چلی جاتی ہون۔

محمد واقعی اب ہوش مین نہ تھا۔ اُسکی یہ حالت دیکھکر مہر النسا نے گھنٹی بجائی اور ساتھ ہی صنوبر ایک مرصع گلاس مین شربت لائی اور شاہزادی کو دیکر چلی گئی جسے مہر النسا نے اُسکے خیالات تبدیل کرنے کے لیے پلا دیا رات ختم ہو چلی تھی چار بجا چاہتے تھے مہر النسا نے اُس پہلو سے باتین شروع کین کہ کبھی تو یہ سوچنے لگا اور کبھی خوش ہو گیا۔

محمد۔ اچھا تو اب مین ہمیشہ کے واسطے ملنے کے لیے تھوڑی دیر کو تم سے جدا ہوتا ہون صبح تو ہو ہی گئی ہے۔

مہر النسا۔ دیکھو تمھارے واسطے کوئی برائی نہو۔ تمھاری سوچی ہوئی بات کی کسی کو کانون کان خبر ہونے پائے۔

اتنا سُننے کے بعد یہ پھر اُسی راستے سے اُترا اور سیدھا اپنی فوج مین چلا آیا اسوقت نور کا تڑکا تھا۔ روشنی ہو چلی تھی سپاہی اپنی ضروریات مین مشغول تھے۔ مرزا غیاث اور اشرف کو انتظار تھا کہ یہ پہونچا۔ سپیدۂ سحر اچھی طرح سے نمودار ہو گیا تھا۔ نسیم نے مستانہ روشین دکھانا شروع کی تھین جانورون مین خوش آوازی کا مقابلہ ہو رہا تھا اور لوگ اس لحن سے بہت ہی محظوظ ہو رہے تھے۔

محمد نے پہونچتے ہی اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور وہ اُسکے خیمے کے سامنے صفین باندھ کر کھڑی ہو گئی۔ میر جملہ کی فوج تعجب سے اُسکی طرف دیکھ رہی تھی کہ اتنے مین شاہزادہ بڑھا اور کہنے لگا۔

محمد۔ تم کسکے ماتحت ہو۔؟

افسر۔ صرف اعلیحضرت صاحب عالم کے۔

محمد۔ جو کچھ مین کہون اُسمین دریغ تو نہ کروگے۔

افسر۔ ہرگز نہین۔

محمد۔ (گھوڑا اخیز کرکے)۔ اچھا تو آؤ۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

یہ الفاظ اسقدر گول تھے کہ خود اسکے افسر یہ نہین سمجھ سکے کہ وہ لڑنے جارہا ہے یا کسی اور غرض سے یہی پس وپیش میر جملہ کے ماتحت افسرون کو تھا اسکے پانچہزار سوار اپنے نوجوان اور حسین افسر کے پیچھے گھوڑے اڑاتے ہوئے چلے جارہے ہین۔ اور راج محل کے قلعہ کا شانیہ اسے اشتیاق کے ساتھ اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ جسکا اندازہ کچھ انھین لوگون کو خوب ہوا ہوگا جو اسکو بجلی سے گھوڑا اڑھاتے ہوے دیکھتے ہونگے۔

قلعے کے قریب پہونچکر اُسنے دستک دی۔ پھاٹک کھُل گیا۔ یہ مع اپنے نوجوان سپاہیون کے داخل ہوا۔ آج شاہ شجاع زینے تک اسکے استقبال کو آیا ہے اور اسپر سے تصدقات اُتارتا ہوا اپنے ساتھ لیجا رہا ہے۔

میر جملہ محمد کی اس کارروائی سے ایک گھنٹہ قبل قلعہ کی پوشیدہ راہ کی تلاش مین گیا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ کسطرف سے حملہ کیا جائے۔ یہان بجز دریا کے اور کوئی راہ قلعے مین داخل ہونیکی نہ تھی وہ سمت جدھر کی کم حفاظت کی گئی تھی دریا کی طرف والی تھی لیکن وہ تو اور بھی دشوار گذار تھی۔ فوج مین پہونچکر اُسنے دیکھا کہ محمد کے خیمے مین سناٹا ہے اور اکثر سپاہی مستعد ہوکر اُسکی طرف چلے جارہے ہین اور اُسے دیکھکر بھی نہین رُکتے۔ اُسنے نہایت ہی گھبراہٹ سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ محمد نے ایک گھنٹہ قبل اپنے سپاہیون کو جمع کرکے کچھ کہا اور پھر اُنھین لیکر قلعہ مین داخل ہوگیا۔ وہان سے شہنائی کی آواز آرہی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑی خوشی منائی جارہی ہے۔

(۱۶)
سولھوان باب

قسمت ہی مین تخت نہین

میر جملہ ہی کا ایسا افسر تھا جو اس فوجی ہلچل سے نہ گھبرا یا دہ سمجھا تھا کہ نصف سے زیادہ فوج چلی گئی لیکن گنتی لینے کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ ابھی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

محاصرہ پا ایک سخت جنگ کے لیے اُسکے پاس کافی فوج موجود ہے - اُس نے فوج کو اُسی طرح کھڑے رہنے کا حکم دیا اور بہت سے افسرون کو مناسب موقع پر کھڑا کیا کہ وہ ایک دوسرے سے اُسکے الفاظ دہرا کر فوج کے ہر ایک سپاہی کو مطلع کر دین خود ایک اونچے مقام پر گیا جہان سے سپاہی اُسے اچھی طرح دیکھ سکتے تھے - اُسنے بلند آواز مین کہنا شروع کیا -

"جو محمد کے پاس جائیگا - کیا وہ امان مین رہیگا - ہرگز نہین - اُسنے لڑکپن کیا - شہنشاہ کا جلال اور عظمت کیا اُسی چھوکرے تک تھی - یاد رکھو کہ جسنے اُسکی طرف جانے کا ارادہ کیا گویا اُسنے اس بات کی کوشش کی کہ شہنشاہ کے سایۂ عاطفت سے نکل جائے - ایک تمھاری سرتابی سے تمھارا خاندان مورد عتاب ہوگا - یہ شجاع جو تین مرتبہ شکست کھا چکا ہے بہت جلد اپنی سزا کو پہونچیگا - اور کبھی روز مین ادنی خادم کی طرح دست ادب جوڑے شہنشاہ کے سامنے کھڑا ہوگا محمد کی اتنی فوج سے وہ ہمین شکست نہین دے سکتا - تمھین مین نے اطلاع دیدی اگر اب جاتا ہو تو جاؤ ......" اُسکے ان الفاظ مین نہین معلوم کیا قوت تھی کہ سب کے سب بید کی طرح کانپنے لگے - اُنکو اورنگزیب کا جلال یاد آگیا جہان جسکا قدم بڑھا تھا اُسکے آگے نہ بڑھا اور سب کانپ کر اپنے جنرل کی صورت دیکھنے لگے - جو اُنکی کل حرکتون پر غور کر رہا تھا -

میر جملہ - اب مین تمھین نہین روکتا - جاؤ -

اسپر سب نے گردن جھکا لی اور یہ دانت پیتا ہوا اپنے خیمے مین گیا اور ایک خط لکھنے لگا -

صاحب عالم

گو مین نے تمھین اس لقب سے یاد کیا لیکن فی الواقع تم اب اس قابل نہین ہو کہ صاحب عالم کہلائے جاؤ تم باپ سے منحرف ہوے - دُنیا اور عقبیٰ دونون خراب کی مجھے معلوم ہے کہ شجاع کی چھوکری نے تمھین دیوانہ بنادیا ہے جسکی وجہ سے تم درگاہ شاہی سے معتوب ہونے کو گوارا کر رہے ہو - دیکھو اب بھی خیریت ہے - اگر تم شاہی عتاب کے متحمل نہین ہو سکتے تو یہ اچھا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

موقع ہے کہ تم شجاع کو گرفتار کرلو۔ اسمین یہ مشہور کردیا جائیگا کہ تم نے شجاع کے ساتھ چال کی اور اگر دراصل تمھارا یہ منشا بدلا نہین جاسکتا تو شجاع کی قسمت کے شریک ہو جسے وہ مدتون سے پیش نظر رکھے ہے۔ تم مرنے کے لیے مستعد ہو جاؤ۔ شاہی حکم سے گردن تابی کی سزا موت ہے۔ اور ہم تمھارا اسپیم عمل کرینگے۔

تمھارا خیر خواہ میر جملہ سپہ سالار

خط ملفوف کرکے اُسے ایک سوار کو دیا کہ وہ محمد کے پاس پہنچائے۔

شجاع بھی اگر جنرل ہوتا تو ضرور دہلی کا تاج اُسکے سر پر ہوتا اُسکی فوج اور مالی حالت گو عمدہ اور مناسب تھی لیکن وہ مطلق اس سے کام نہ لے سکا اور ذرا ذرا سی باتون مین اُسے شکست نصیب ہوئی آج بھی وہ اگلی حماقت سے کام لے رہا ہے۔ اُسنے اپنی فوج کو قلعے سے باہر نکالدیا ہے کہ وہ میر جملہ کا مقابلہ کرے۔

خود محمد ایک تو محض ناتجربہ کار جسکو لڑائی کا مطلق حال نہین معلوم اگر کوئی تجربہ کار افسر اُسکے ساتھ نہ ہو تو وہ مطلق فوج کو نہین روک سکتا شجاع کا اُسپر بھروسہ کرنا بالکل خلاف عقل تھا اور دوسرے وہ تجربہ کار ہی کیون نہ ہوتا تاہم اُسکی یہ قوت اُسوقت نہ تھی کہ میر جملہ کے ایسے سپہ سالار سے مقابلہ کرتا۔

شجاع نے محمد کو اپنے پاس بٹھایا اور پوچھنے لگا۔

شجاع ۔ کیا تمھین یہ معلوم نہین کہ تمھارا باپ تمھارے ساتھ اسکا کیا معاوضہ کریگا

محمد ۔ ابو حضور مین اپنی جان دینے حاضر خدمت ہوا ہون ۔

شجاع ۔ دیکھو یہ جواب دو کہ تمھارا کوئی خاص مطلب ہی جس سے تم نے ایسا بڑا فعل کیا۔

محمد ۔ (ہچکچا کر) حضور مطلب ۔

شجاع ۔ دیکھو مجھے تمھاری حالتون کی خبر ملی ہے ۔ وہی ہی یا کچھ اور ۔

محمد ۔ (شرمائی ہوئی آواز مین) حضور وہی ۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

شجاع ۔ اچھا تو یہ تمھارے تردد کا باعث نہ ہونا چاہیے بہت جلد تمھارا عقد کر دیا جائیگا۔ تمکو اب اجازت ہے کہ تم مہر النسا سے باتین کرو ۔ لیکن تم خود سمجھدار ہو مجھے اور کچھ کہنے کی ضرورت نہین۔

اتنا کہکر شجاع رخصت ہوا اور یہ اوسی کمرے مین آیا جو اوسکے واسطے ڈیڑھ برس قبل خالی کیا گیا تھا آج بھی یہ اپنے دونون رفیقون کے ساتھ بیٹھا ہے اور اوسکے چہرے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسے اورنگ زیب کے غصہ کا کچھ بھی خیال نہین۔ اونکو بیٹھے ہوے عرصہ نہ ہوا تھا کہ منگنی کے رسم کے جوڑے پہنائے گئے اور شاہزادے کی رنگت مین سرخی آنے لگی۔

مرزا اشرف ۔ حضور مبارک ۔

غیاث ۔ لیکن حضور ہمارا خیال نہین کیا گیا ۔ اب بسم اللہ یہ خنجر مستعد ہے جان دیجیے ۔

محمد ۔ (مسکراکر اور بڑی شکر گذاری کے لہجے مین) واقعی یہ دن تمھاری وجہ سے نصیب ہوا اگر تم نہوتے تو میری جان جانے مین کوئی شبہ نہ تھا۔

مرزا غیاث ۔ کیا حضور کو امید ہے کہ میر جملہ کو شکست دلائین گے؟ ۔ وہ بڑا گرگ باران دیدہ ہے۔

اشرف ۔ کیسا کچھ شہنشاہ کی ملکی ترقیان اوسی کی وجہ سے ہوئین۔

محمد ۔ (متردد ہوکر) واقعی اسوقت نہ تو چچا کی اتنی قوت ہے اور نہ میری کہ اوس سے لڑسکون۔ او نہ مجھے کوئی غم نہین ہے ۔ اچھی اچھی باتین کرو۔

اشرف ۔ حضور یہ فکر نہین ہے بلکہ اسکا نتیجہ اچھا نہین ہے اگر رنگ دگرگون ہوگیا تو؟ ۔

غیاث ۔ حضور نے اتنا بڑا ارادہ کیا اور کچھ سوچا نہین ۔ یہ نہ خیال فرمایئے کہ ہمین کوئی تردد ہے ۔ ہم جان نثار ہین ۔ پہلے ہم اپنے کو فدا کرینگے اوسوقت آپ پر کوئی بات آئیگی ۔ مگر ہان اسوقت ہماری فکر بیجا نہین ہے۔

محمد ۔ تمھین بتاؤ کہ کیا کرنا چاہیے ۔ میری تو کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے محبت کا

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

جوش تھا کہ مین چلا آیا۔

اشرف - اور جہانتک مین سوچتا ہون اب صلح ہونی ناممکن ہے۔

غیاث - بالکل۔

محمد - البتہ ناممکن ہے۔ کیونکہ والد کا سا شکی آدمی کبھی اُنھین مطمئن نہ دیکھیگا۔

ابھی یہ تردو مین تھے کہ چوبدار نے ایک خط لاکر دیا۔

خط کے دیکھتے ہی محمد پر سناٹا چھا گیا اور کچھ دیر تک سر جھکائے سوچتا رہا اسکی یہ حالت دیکھ کر ان دونون کو بھی انتشار ہوا۔ وہ خط غیاث اور اشرف نے بھی دیکھا یہ خط وہی خط تھا جو میر جملہ نے محمد کو لکھا تھا۔ اور اُسے اورنگ زیب کے غصے کا خوف دلایا تھا۔ اُسی کا یہ اثر تھا کہ یہ کچھ دیر سکوت مین رہا۔

ناظرین یہ سوچ سکتے ہین کہ محمد اس حالت مین دیر تک نہ رہ سکتا تھا کیونکہ اس خیال کو پیدا ہوے چند منٹ گذرے تھے اور جس خیال سے وہ قلعے مین آیا ہے وہ مدتون سے ہے اور ہر رگ و پے مین سرایت کر چکا ہے۔ وہ بہت جلد سکوت سے چونکا اور اپنے دوستون کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

محمد - اگر تم لوگون کو کوئی خوف ہو تو فوراً چلے جاؤ مجھے کچھ رنج نہ ہوگا مین اب یہین جانیکا چاہے میرے لیے کچھ ہی کیون نہو۔ مہرالنسا کا گھر ہمیشہ کے لیے میرا وطن ہے۔ یعنی میرے آخری وقت تک وہ کتنا ہی دور یا کتنا ہی نزدیک کیون نہو۔

اشرف - اگر حضور کی یہی مرضی ہے۔ تو ہم جان نثار بھی ثابت قدم ہین۔

غیاث - اگر ہمین اپنے کو بیوفا کہلانا ہو تو شاید چلے جائین۔

محمد - لیکن یہ جانتے ہو کہ کیا ہوگا۔ شاید ہم چچا اور سب کے سب کچھ ہی روز مین میر جملہ کے قبضے مین ہونگے اور کیا عجب ہے کہ مارے جائین۔

دونون - (ساتھ ہی) - کچھ پرواہ نہین۔

محمد - شاباش تمنے وہی کیا جو سچے دوست کرتے ہین پھر کہتا ہون کہ اب

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مجھے لڑنے مرنے مین کوئی عذر نہوگا مین اب چچا کی قسمت کا شریک ہون۔

غیاث۔ اور ہم حضور کے شریک ہین۔

اشرف۔ دامن دولت اسلیے نہین پکڑا تھا کہ مشکل کے وقت چھوڑ دین انشاء اللہ سر نثار کر کے یہ قدم آستان عالی سے ہٹینگے۔

پھر ایک چوبدار داخل ہوا اور محمد کو شجاع کے پاس لے گیا۔

شجاع۔ تمکو میر جملہ کے خطسے آگاہی ہوئی۔

محمد۔ حضور کو کیسے معلوم ہوا۔؟

شجاع۔ پہلے وہ میرے ہی پاس آیا تھا۔

ممکن تھا کہ وہ شجاع کا ساتھ چھوڑ دیتا لیکن جس محبت کے انداز سے وہ باتین کر رہا ہے محمد کبھی یہ نہین کہہ سکتا تھا کہ مین آپکا ساتھ چھوڑ دون گا اسنے بڑے اطمینان سے کہا۔

محمد۔ اس حالت مین بھی حضور کا شریک حال ہون جب مجھے اتنی فوج کی بھی امید نہو جتنی میرے پاس اور آپکے پاس ہے۔ اسوقت تو مین بہت سے جاں نثار سپاہیون کا افسر ہون۔

شجاع۔ لیکن کیا اسوقت مین اپنے کو میر جملہ کا مقابل سمجھتے ہو۔

محمد۔ ضرور۔ اگر اس فوج کی نصف بھی ہو۔ لیکن جان نثار۔

شجاع۔ (مسکرا کر) تو کیا یہ لفظ تم اسوقت اپنی فوج کے لیے استعمال کر سکتے ہو۔؟

محمد۔ ہان کیونکہ اسکا ثبوت مجھے کئی لڑائیون مین ملا ہے۔ اور اب بھی یقین ہے کیونکہ وہ میرے ساتھ رہی۔

شجاع نے اسے رخصت کر دیا اور محمد اپنے کمرے مین چلا آیا۔

آج تو اسی حیص بیص مین دن تمام ہوا۔ محمد نے قریب شام خط لکھا۔

میر جملہ

تو نے اسقدر سخت جملے لکھے جو شاہی نسل کے خون کو ضرور جوش مین لا سکتے تھے۔ مین شہنشاہ کا دشمن نہین ہون۔ اور نہ اعلیحضرت سے مجھ مین

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

لڑنے کی قوت ہے۔ لیکن تجھے اس سخت کلامی کی سزا دینی ضرور ہے۔ اسلیے کل مین تجھسے قلعے کے باہر آکر لڑونگا۔ مجھے یہ اختیار نہ تھا کہ تو ایک شاہزادے کو ان الفاظ سے یاد کرتا۔ بہت جلد تجھے تیری اس بدزبانی کی سزا ملیگی۔

محمد۔

یہ خط لکھکر سوار کو دیا۔ اور اُسنے میر جملہ کے پاس پہونچا دیا۔ مضمون خط نے تو کچھ دیر ضرور اُسے منتشر رکھا اور دانت پیسکر کہنے لگا۔ لونڈے نے اچھی بات سوچ کے نکالی گویا اوسکا بھڑکانے والا مین ہی تھا۔ اور میری ہی وجہ سے وہ خفا ہوکر چلا گیا۔ لیکن جب وہ کل تک زندہ بھی تو رہے۔ آج ہی سے مجھے انتظام کرنا چاہیے کہ کل تک وہ سب میرے قبضے مین ہون۔ اسدرجہ شجاعت صاحبزادے لکھتے ہین کہ قلعے سے باہر آکر لڑونگا۔ یہ ضرور شجاع کی راے سے ہوگا بڑے تجربہ کار بنتے ہین۔ چونکہ میرے اس حملہ کو کسی نے سنا تو نہین۔ نہین کوئی نہین ہے۔ اگر اُسے خبر ہوجائے تو مجھے دقت ہوگی۔ اب تو انشاءاللہ ضروری ہماری فتح ہے اور بڑی آسانی سے۔

میر جملہ نے مختلف طریقون سے اپنی فوج کو آراستہ کرنا شروع کیا کچ ہی سے احکام نافذ کرکے اپنے کمرے مین گیا۔ شام ہوتے ہوتے وہ کل کام کر چکا تھا۔ سپاہی اوسی خوف کے عالم مین سونے کو اپنے خیمون مین گئے ہین جس رات کے بعد یہ خیال ہو کہ صبح کو توپ اور فولاد کا مقابلہ ہے۔

میر جملہ کی فوج مین نماز صبح کی اذانین دی گئین۔ جنگل مین ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ طائر زمزمہ سرائی مین مشغول ہوے گویا وہ پیشین گوئی کر رہے تھے کہ تیغے سرون پر سے ہم اپنے پرون کا سایہ کرتے ہوے چلے جائین وہی فاتح ہین۔ یہان کوئی باغ تو تھا نہین جو قابل تفریح ہوتا راج محل کا قلعے والا باغ آج خونی ہو رہا ہے۔ کسکی مجال ہے کہ اندر قدم رکھے۔

وہ نور جس نے تارون کا رنگ پھیکا کر دیا۔ جس سے رات غائب

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہوگئی۔ اب اور تیز ہوگیا۔ کل چیزین اچھی طرح سے دکھائی دیتی ہین لوگ بڑے غور اور خاموشی سے مشرق کی طرف دیکھنے لگے کہ اب آفتاب نکلا چاہتا ہے لیکن ابر کے ٹکڑے کچھ ایسے ہوا مین اُڑ رہے تھے کہ دھوپ کی اُمید کم تھی اگر بادل نہوتے تو روشنی بہت تیز ہوگئی ہوتی۔

شجاع کی فوج قلعے سے باہر آگئی توپین درست ہوگئین۔ اور توپین چلنے لگین۔ ہر لحظہ گولہ باری مین ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اور گولہ اندازون کو اچھی طرح آدمیون کے ستھراؤ کرنے کے لیے جوش دلایا جارہا ہے لیکن توپ کی صدا کے ساتھ اب ابر کی گڑگڑاہٹ بھی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ عالم بالا مین بھی ہزارون توپین چھوٹ رہی ہین۔ تھوڑی ہی دیر مین شجاع کی فوج مین تہلکہ پڑگیا کیونکہ جہان اُسکے سپاہی تھے اُسکے دونون جانب سے علاوہ سامنے کے توپین پڑ رہی تھین۔ شجاع کے افسرون کو مطلق نہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ہلاک کر دینے والا پیغام کہان سے آرہا ہے۔ جو فوج کو تباہ کیے دیتا ہے۔

ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ میر جملہ نے تھوڑی تھوڑی سی فوجین کمینگاہ مین رات ہی سے بٹھا رکھی تھین۔ اور جنگ شروع ہونے کے وقت سامنے سے مقابلہ کیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد دونون بازوؤن سے زبردست توپون کا فیر شروع ہوگیا۔ اس سے شجاع کو بہت نقصان اٹھانا پڑا اگر یہ آگے کی فوج کا جواب نہین دیتا تو کچھ ہی دیر مین وہ بھون کے رکھے دیتے ہین۔ اور اگر کمینگاہ کی طرف نہین بڑھتے تو وہ خاتمہ کر دینگے۔ شجاع بالکل گھبرا گیا اور اُسکو کوئی ترکیب نہ سوجھی اُسے اب پھر فتح سے یاس ہوگئی تھوڑی ہی دیر مین آسمان اُسکی حالت پر رونے لگا اور بڑے زور شور سے پانی برسنے لگا۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ توپین چلنا موقوف ہوگئین۔

اب میر جملہ کی فوج مین حرکت شروع ہوئی۔ گو شجاع نے بھی اپنی فوج کے کئی حصے کیے اور دشمن کے حملہ کرنے والون دستون کے مقابلہ مین بھیجے لیکن ایک تو یہ کہ داہنے اور بائین بازو سے فوج کی سیل بڑھتی چلی آتی تھی

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اور دوسرے اسنے دیکھا کہ فوج کا ایک دستہ دریا کی طرف جا رہا ہے۔ یہ اسلیے کہ اگر دریا کی جانب کم فوج ہو تو وہ لوگ قلعے کے اندر داخل ہو جائین اور شجاع کی پشت بھی کمزور ہو جائے۔

اسوقت کا سین دیکھکر خود بخود طبیعت مین خوف پیدا ہوتا ہے اکثر دستے مل گئے اور اب تلوار کی لڑائی ہونے لگی ابر کی گڑگڑاہٹ پانی کے زور و شور کے ساتھ ہی فوجون کا جی توڑ کر لڑنا بڑے غضب کا تماشہ ہے کہ خواہ مخواہ جی دہل رہا ہے۔

سپاہی گرتے جاتے ہین گھوڑے کوتل بھاگے جاتے ہین لیکن جانبازون کے خونی حربے جس سے وہ قتل کر رہے ہین اسی طرح صاف ہین کہ گویا ابھی نیام سے نکلے ہین۔ سرخی کا نام نہین۔ برستا ہوا پانی گرم گرم خون دھوتا جاتا ہے اور وہ اپنے حربے کو دیکھکر اس خیال سے کہ ابھی کسی کو قتل نہین کیا اور جوش مین حملہ کرتے ہین۔ اور لڑائی مین ترقی ہوتی جاتی ہے۔

اس زور شور سے پانی برس رہا ہے کہ منھ پر پانی کی نقاب پڑجاتی ہے۔ لیکن اللہ رے جوش کہ کسی طرح ہاتھ نہین تھمتے۔ نعرون کی پرخوف صدا میدان جنگ مین گونج رہی ہے دھڑا دھڑ کی صدائین بھی آ رہی ہین۔ جس سے ظاہر ہے کہ کسی کو قضا نے دبوچا۔

حربے تو ایسے صاف ہین کہ گویا انھون نے کسی کو قتل ہی نہین کیا اور خون ہی نہین چڑھا لیکن ذرا زمین کیطرف تو دیکھیے ایک دریا خون کا بہہ رہا ہے اور مردے اسمین تیر رہے ہین۔ ہر طرف خون اور پانی ملا ہوا بہہ رہا ہے جسنے کوسون تک زمین سرخ کر دی ہے سپاہیون کے گھٹنون تک پانی ہے۔

شجاع کی صفین ٹوٹ گئین اسنے بہت کچھ جی بڑھایا خود بھی تیر چلائے خوب لڑا اکثر افسر مارے لیکن اب یہ گھر گئے تھے اگر نہ بھاگتے تو یا ہتھیار رکھدیتے یا مارے جاتے بدنصیب شجاع نے یاس سے اس راج محل کو دیکھا جہان پر کئی برس تک شاہی کر چکا تھا اور دنیا کے سارے عیش نصیب تھے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

آج وہی محل جو اسکے قدم سے رونق پاتا تھا یاس سے اسکی طرف دیکھ رہا ہے گویا وہ کہتا ہے کہ ہم اقبال کے ساتھ ہین اور اسوقت تمھارے لیے کچھ نہین کرسکتے اسنے فوج کو بھاگنے کا حکم دیا۔

ستر ھوان باب (۱۷)

مکہ کا سفر اور ارکان

جسطرف جاتا ہون تقدیر یہی کہتی ہے
آرزو کیون لیے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہین

بیچارہ شجاع آپ جانتے ہین کہ کہان پہونچا وہ بہت سی شکستین کھاکر اب ڈھاکہ پہونچا ہے۔ اسکی رنگت اب زرد ہوگئی ہے۔ کمر مین خم آگیا ہے۔ رنج نے اسقدر نحیف کردیا ہے۔ کہ وہ پہچانا نہین جاتا۔ کسی سے بات نہین کرتا۔ اور ہر وقت فکر مین رہتا ہے۔ اگر کسی نے ملک گیری کا تذکرہ کیا بھی تو اسے روکدیا مگر آہ! افسوس سے آنسو نکل کر رخسارے تک آگئے۔

ایک تو متواتر شکستین کھائین۔ گھر چھوٹا سلطنت گئی۔ بھائی سے دشمنی ہوئی۔ دوسرے یہ کہ لوگون کی نظرون مین حقیر ہوا۔ وہ جو اسے اپنا بادشاہ سمجھتے تھے اب اسے ہر طرف دامن عافیت ڈھونڈھتا ہوا دیکھتے ہین جو اسکے نام سے تھراتے تھے آج اس سے نگاہین چراتے ہین۔ ڈھاکہ بھی بنگال مین داخل ہے۔ لوگ آئے تو ہین لیکن ہر بات کا بالکل بے رخی اور سرد مہری سے جواب دیا جاتا ہے جو کسی وقت بہت بجا اور مناسب کہتے تھے اسوقت ہر بات مین اعتراض پیش کرتے ہین۔ غریب شجاع کے دل پر برابر ٹھیس لگ رہی ہے۔

اوسکو یہان آئے ہوے ایک ہفتہ گذرا ہوگا۔ اسی رنج مین دن بسر کررہا ہے۔ کہ ایک سوار اوسکے پاس آیا اور بڑی گھبراہٹ سے کہنے لگا۔

سوار۔ حضور فوج آگئی۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

شجاع - جو کسی سوچ مین تھا - چونک کر - کیا ؟ -
سوار - حضور فوج آگئی -
شجاع - اور اسکا افسر کون ہے ؟ -
سوار - میر جملہ -

اس خبر کے سنتے ہی شجاع کے ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا رنگت زرد ہوگئی اور عجب یاس کے عالم مین دیر تک سوار کا منھ دیکھتا رہا - اسکی حالت بیجانہ تھی وہ کسطرح اپنے کو تسکین دیسکتا تھا ڈھاکہ مین اسکی فوجی قوت محض ہندرہ سو تک محدود تھی - وہ بھی بالکل نئے بھرتی کیے ہوے سپاہی تھے - جنھون نے میدان جنگ تو در کنار کبھی جلوسی آدمیون مین بھی شرکت نہ کی تھی ہر لحظہ اسکی پریشانی بڑھتی جاتی ہے اور کوئی بات ہن مین نہین آتی - ہر طرف سے یاس اور ناامیدی اپنی صورت دکھارہی ہے اور یہ کانپ جاتاہے بعض وقت اپنی مصیبت پر خود اشک حسرت بہاتاہے لیکن پھر جبر سے کام لیکر سوچتاہے کہ کیا کیا جائے اسکی عجب تشنجی حالت ہے جس سے یہ یاس کے عالم مین ہاتھ پیر ٹپک رہاہے شجاع کی اسوقت کی یہ حالت دیکھکر یہ اچھی طرح خیال ہو جاتاہے کہ زمانہ انسان کو کس مختلف حالت مین لیجاتاہے اور اسے کیسی کیسی مصیبتین اٹھانا پڑتی ہین وہ ناز پروردہ شاہزادہ جسکی کئی پشت سے شہنشاہی چلی آئی جو دہلی اور آگرہ کے محلون مین پلا جسنے کابل اور راج محل مین بادشاہی کی جسکے نام سے لوگ تھراتے تھے آج وہ میر جملہ سپہ سالار کا نام سنکر بدحواس ہوگیاہے ہائے زمانے - اخدا کے بعد تو ہی وہ چیز ہے جس سے انسان کو ہر وقت خوف زدہ رہنا چاہیے - شجاع نے ناامیدی سے اپنے چارون طرف دیکھا - اسکی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور زانو پر سر جھکا لیا -

ایسے عبرت خیز سامان کو دیکھکر ممکن نہین کہ کسی شخص پر اثر نہ ہو اسکے مصاحبین بھی جو یہ خبر سنکر قریب آگئے تھے اسے اس نازک حالت مین دیکھکر جس سے انکی ساری امیدین وابستہ تھین بہت ہی مغموم ہوے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

زمانے کی ناموافقت نے بڑا ہی خوف دلایا اور سوچنے لگے کہ دیکھیں اب کس بلا میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آئیے ذرا اپنے صاحب عالم کو دیکھیں کہ وہ کس رنگ میں ہیں۔

محمد۔ آہ! مجھے آئے ہوے اتنا زمانہ ہوگیا لیکن ابتک میرا عقد نہ ہوا۔ دیکھیے ابھی کیا کیا مصیبتیں اُٹھانا پڑینگی۔ سنگنی بھی ہوگئی۔ مجھے اُمید تھی کہ جلد اُس دلربا کے وصل سے شادکام ہونگا مگر اُسکو بھی ایک سال کا زمانہ ہوتا آتا ہے ابتک سوا حسرت و یاس کے کچھ نصیب نہوا بیقراری دل ترقی کرتی جاتی ہے لیکن کوئی مجھے تسکین نہیں دیتا۔ اب مناسب تھا کہ میری شادی کردیتے کہ یہ مصیبت نہ اُٹھانی پڑتی۔ میں ضرور چچا سے کہونگا اگر اُنھوں نے اقرار نہ کیا تو ضرور زہر کھالونگا اب میں برداشت نہیں کرسکتا۔

غیاث۔ صاحب عالم ہماری قسمتیں ہی ایسی ہیں۔ رنج نہ کیجیے۔ اور نہ ان باتوں کے کہنے کا ابھی موقع ہے۔ جس حسرت سے آپ اپنے چچا کے پاس آئے وہ قابل افسوس ہے۔ لیکن ذرا اُنکی حالت کو بھی ملاحظہ فرمائیے وہ کس مصیبت میں ہیں راتوں کو آرام نہیں کرتے۔

اشرف۔ واقعی حضور ابھی کہنا خلاف عقل ہے۔ علاوہ اسکے ممکن ہے کہ اُنھیں ناگوار ہو۔ موجودہ حالت اس قابل نہیں کہ کسی نئی بات کا تذکرہ کیا جائے اُنکی حالت قابل رحم ہے۔ لیکن ہم لوگ بھی تو اُنکے شریک ہیں۔ سوا اسکے کہ اپنی جان نثار کریں اور ہم کچھ بھی نہیں کرسکتے اور ہم لوگ جتنے ہیں اُنکی جان نثاری بھی کوئی کام نہیں دیسکتی۔ ہر طرف نا اُمیدی کی تاریکی چھائی ہے اُمید کوسوں دور ہے۔

محمد۔ یہ تو سوچو کہ میرا مطلب یہاں آنے سے کیا تھا۔ صرف یہی کہ میرا عقد کردیا جائے اور رنگین عیش سے زندگی بسر کروں۔ جس اُمید پر میں نے اپنی بہت سی ترقیوں کا خون کردیا۔ اس سے وہی بہتر تھا کہ میں دور سے خیال کرتا تھا۔ اب تو وہی مضمون ہے کہ ع

اندرون قعر دریا تختہ بندم کردہٖ باز میگوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

غیاث۔ شکر کیجیے کہ آپ کو اتنی بھی اجازت مل گئی۔ کہ دل کھولکر باتین کیجیے لیکن آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ ابھی شرع نے آپکو اور کسی قسم کی اجازت نہین دی ہے۔ انشاء اللہ بہت جلد وہ بھی ہو جائیگا۔

اشرف۔ ایسی حالت مین ضرور آپکے چچا آپکی کسی تحریک کو خود غرضی سمجھین گے جی تو آپ بہلا لیتے ہین۔

محمد۔ تو پھر عقد کیون نہین کردیتے چھٹی ہو جاتی۔ وعدہ کیون کیا تھا۔

اشرف۔ حضور کہین ایک جگہ قدم ٹکے تو جے۔ جب سے فرصت کہان ملی۔ وہی ایسے صابر ہین کہ ابتک ضبط کرتے رہے۔

محمد۔ تو مین انھین ایک خوشی کا پہلو بتاتا ہون۔ وہ یہ کہ بیٹی کی شادی کردین بس بڑی خوشی ہوگی کیونکہ بار سے سبکدوش ہوے۔

اشرف و غیاث۔ (ہنسکر) سبحان اللہ کیا مطلب کی بات کہی ہے۔

محمد۔ پھر کیا کرون۔؟

اشرف۔ چلیے وہین چلین دیکھین کس فکر مین ہین۔

یہان خبرون پر خبرین چلی آتی ہین کہ سیر جابہ کی فوج نزدیک آتی جاتی ہے اور ساتھ ہی شجاع کا خوف بھی ترقی کرتا جاتا ہے مصاحبین جمع ہین۔ لیکن سب دم بخود کیونکہ کارساز دست رفتہ ہو چکا ہے اب کوئی پہلو نہین ہے جس سے مفر ہو۔

شجاع۔ دشمن کی فوج ہوچکی اب بتاؤ کہ کیا کرین۔؟

مصاحبین۔ سوا اسکے کہ ہم جان نثاری کی قسم کھائین اور کیا عرض کرسکتے ہین۔

شجاع۔ لیکن جتنی تمھاری قوت ہے۔ ویسی جان نثاری تو بکار آمد نہین ہے۔

مصاحبین۔ پھر جو حضور فرمائین اُسے خدام بسر و چشم بجا لائین۔

محمد داخل ہوتا ہے۔

شجاع۔ سنو میری قسمت نے یہ دن دکھائے۔ اب مجھے امید نہین ہوتی کہ تینبھر دہلی کے تخت کا مالک بنونگا۔ اپنے لیے زیادہ منصب کی ہوس مین

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

مین نے اپنی حالت کو بھی تباہ کر دیا۔ اب کسی اُمید کا دل مین جگہ دینا بالکل خلاف مصلحت ہے تخت اور دُنیاوی شان حاصل کرنے کے لیے بہت سی کوششین کرین لیکن نصیب نے یہ روز سیاہ دکھایا۔ سنو۔ میری طبیعت اب دنیا سے ہٹ گئی۔ اور اب مین مکہ معظمہ جانا چاہتا ہون۔ اب میرے لیے یہی مناسب ہے کہ آخرت کی بہبودی کی کوشش کرون دنیاوی کوششین تمام ہو چکین۔

دیر تک سناٹا رہا۔

مصاحب۔ حالانکہ یہ خیال حضور کا بالکل پُرحسرت ہے اور نااُمیدی کا پورا پورا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر ہماری اسوقت کی بے دست و پائی کچھ بھی نہین کر سکتی اور جیسا حضور نے فرمایا ہماری کوشش بھی حماقت ہوگی اگر حضور کا یہی خیال ہے۔ تو ہم کس مُنھ سے روک سکتے ہین۔ بسم اللہ مبارک ہو تشریف لے چلیے ہم حتی الوسع دامن دولت نہ چھوڑینگے اور ساتھ رہنے کی کوشش کرینگے۔

یہی رائے قرار پائی کیونکہ یہ کسی طرح اورنگ زیب کی قہار فوج کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے۔ دوسرے روز سفر کا قصد کر دیا گیا۔ اسباب ہاتھیون پر بار ہوا اور یہ قافلہ ٹیرہ پہونچا۔ یہان سے ارادہ ہوا کہ جہاز پر سوار ہو کر چلین... لیکن افسوس ہے کہ کوئی جہاز مکہ جانے والا نہین تھا۔ دوسرے آج کل طوفان کا زمانہ تھا۔ دریائی سفر بہت ہی خوفناک ہو رہا تھا اسکے علاوہ یہ رہ بھی نہین سکتے تھے کیونکہ فوج پیچھے پیچھے چلی آ رہی تھی اور اگر دوسرے روز یہ لوگ نہ بھاگے تو یقیناً گرفتار ہو جائینگے۔ ہر طرف پہاڑ یا سمندر ہے۔ اگر ہندوستان واپس جاتے ہین تو اورنگ زیب کے پنجۂ غضب مین گرفتار ہوتے ہین۔ واقعی شجاع کیواسطے یہ بہت ہی خوفناک وقت تھا بہت سے ساتھیون نے اوسے چھوڑ دیا اب صرف وہی لوگ رہ گئے جنھین اس سے قلبی محبت ہے اور اسکے نمک کا پاس کرتے تھے یا یہ خیال کرتے ہون کہ اگر ہمنے اسکو چھوڑا ابھی تو اورنگ زیب ہمین ضرور

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

قتل کرڈالیگا - بہرحال اسکے پاس اب قریب تین سو آدمیون کے ہین اور اورنگ زیب کی بحر ذخار کی طرح سواج فوج کا مقابلہ ہے -

لیکن ہان شجاع ایک طرح سے بچ سکتا تھا وہ یہ کہ اراکان جاکر جو برہما کا ایک صوبہ تھا جسکو ۱۲۳۰ء مین اسلام خان مشہدی کے زمانہ مین مسلمانون نے فتح کیا تھا - یہان کی یہ حالت تھی کہ سلطنت دہلی کی امن کے زمانہ مین جب یہ سوچتے تھے کہ ہماری گوشمالی ہوگی تو یہ خراج دیتے تھے اور شورش کی حالت مین خودسر ہوجاتے تھے - یہان بہت سے مغلون نے سکونت اختیار کی ہے اور کچھ قوت بھی حاصل کرلی ہے -

آجکل وہی زمانہ ہے کہ یہان کا راجہ خودسر ہے ایک تو بوجہ مسافت اور خرابی راہ کے اور دوسرے قریب کے صوبون کے انتظام کے وہان کا خیال اچھی طرح سے نہین ہوسکتا تھا - شجاع کے مصاحبین نے اسے صلاح دی کہ راجہ اراکان کو ایک خط لکھے اگر اوسنے منظور کیا تو خیر ورنہ پھر جو منظور خدا ہوگا کیا جائیگا - شجاع کو بھی منظور کرنا پڑا اور اپنے ہاتھ سے یہ خط لکھا -

فرمانروائے اراکان

آپ مجھکو جانتے ہونگے مین شہنشاہ شاہجہان کا منجھلا فرزند شجاع ہون جسے بنگال بہار اوڑیسہ کی صوبہ داری تفویض تھی - محی الدین اورنگزیب نے اپنے باپ کو قید کیا مجھے بھی قسمت نے شکست دی اب اسکی فوج میری گرفتاری کے لیے آتی ہے - اگر آپ مجھے اپنے ملک مین جگہ دین اور محفوظ رکھنا چاہین تو البتہ میری جان بچ سکتی ہے مجھ مین اسوقت کوئی قوت نہین - اگر خدا نے کوئی سامان کیا تو سمجھا جائے گا -

راقم آوارہ وطن شجاع

خط لکھنے کے بعد شجاع نے درباریون کی طرف دیکھا اور اس بات کا منتظر ہوا کہ کون اس خط کو پہونچا سکتا ہے اور سفارت کے عہدے کو کون اچھی طرح انجام دیگا - محمد اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا - خط اوٹھا لیا اور عرض پیرا ہوا -

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

محمد۔ آپ کے ایسے عالی قدر کا خط جسمین سفارت برتنی ہوگی کسی سمجھدار اور ذی عزت کے سپرد ہونا چاہیے گو اسوقت حضور کی کیسی ہی حالت کیون نہ ہو مگر پھر آپ وہی ہندوستان کے سب سے زرخیز صوبہ کے شاہ ہین مجھ مین لیاقت تو نہین ہے لیکن مین یہ بھی نہین دیکھتا کہ کوئی جانیکی جرأت کر رہا ہے لہٰذا براہ عنایت حضور اس منصب کو میرے سپرد فرمائین۔

شجاع۔ (آبدیدہ ہوکر) کیا واقعی تمھین کو یہ تکلیف گوارا کرنی پڑیگی۔

محمد۔ تکلیف نہین بلکہ میرا فخر ہے کہ مین حضور کا سفیر بنونگا۔

شجاع۔ اچھا خدا حافظ۔ نزدیک بلا کر کان مین ......مناسب ہوگا زور سے کہو۔

محمد۔ (شرما کر) بہت خوب۔

ناظرین یہ سمجھے ہونگے کہ شجاع نے چپکے سے کیا کہا جسکا آخری جملہ یہ تھا کہ مناسب ہوگا۔ شجاع آجکل ایسا مایوس ہے کہ دنیا کی کل چیزونکو بے اعتباری کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اُسنے اجازت دی ہے کہ وہ پیاری مہر النسا سے ملاقات کرکے جائے۔

محمد خیمے مین داخل ہوا لیکن آہ! یہان پہونچکر اُسے دلی رنج ہوا۔ اپنی اُس ناز ون کی پلی کو اس حالت سے دیکھا کہ کلیجہ منھ کو آگیا۔ وہ جو ہر وقت سنگار کیے رہتی تھی جس سے جواہرات کو زینت تھی۔ جو کپڑون کی زینت تھی۔ زلفین پریشان ہین۔ کپڑے بھی نفیس نہین ہین بھولے بھولے چہرے پر حسرت اور ناکامی برس رہی ہے منھ اُتر گیا ہے۔ اور آنکھونمین آنسو ڈبڈبائے ہین۔ وہ جس پاس سے ایک ایک کا منھ تک رہی ہے اُسے دیکھکر سناٹا چھا جاتا ہے۔

مہر النساء۔ (صنوبر سے) کمبخت خدا جانے کیسا مقام ہے۔ رات کو ایسے جانور بولتے ہین کہ کلیجہ دہلتا ہے۔

ابھی وہ جواب بھی نہ دینے پائی تھی کہ محمد داخل ہوا اور ان دونون کے چہرے پر مایوسانہ مسکراہٹ آگئی۔

محمد۔ مہر النسا! مین اب اراکان جاتا ہون۔ مکہ کا سفر ہو چکا کیونکہ ایک تو

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

اب یہی ہونا موافق ہے دوسرے کوئی جہاز نہین ہے مین سفارت کے لیے جاتا ہون اگر وہان کے راجہ نے پناہ دی تو خیر نہین تو دیکھا جائیگا۔

مہرالنسا۔ (گھبراکر) محمد اگر ابا جان کو پناہ نہ دے تو تم وہین رہجانا۔ یہان نہ آنا تمھاری جان تو بچیگی۔ اپنے زیور اُتار کر۔ یہ تمھاری زندگی بسر کرنے کے لیے یہ کافی ہونگے۔ اچھا خدا حافظ جاؤ۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی اُن آنکھون سے جن پر محمد جان دیتا تھا۔ پٹ پٹ آنسو ٹپکنے لگے۔

محمد۔ مہرالنسا! یہ کیا کہہ رہی ہو۔ کیا مین بے تمھارے ایک لمحہ بھی زندہ رہ سکتا ہون۔ آہ! نہین ہرگز نہین۔ اُسوقت کو خدا غارت کرے۔ اگر اُس نے اجازت نہ دی تو سمجھ لینا کہ محمد پہلے جان دینے کے لیے مستعد ہوجائیگا۔

مہرالنسا۔ جاتے تو ہو آؤگے کب؟۔

محمد۔ بھلا مین عمداً دیر کرونگا۔؟

مہرالنسا۔ اچھا اگر تمھین دیر ہوئی اور یہان فوج نے والد کو گرفتار کر لیا تو مین کبھی اپنے کو گرفتار نہ ہونے دونگی۔ تم فوراً یہ سمجھ لینا کہ مہرالنسا تمپر صدقے ہوگئی۔ بس فاتحہ خیر سے یاد کر لینا۔

محمد۔ آہ! تم سوچ رہی ہو کہ مین بیٹھ رہونگا۔ مہرالنسا اگر تم کہو تو کلیجہ نکال کر رکھدون۔ تم دیکھو گی کہ تمھاری کتنی محبت ہے تمھارے کسی ارادے کے پہلے محمد دنیا مین نہ ہوگا۔

مہرالنسا۔ کون جانتا ہے کہ کیا ہوگا۔ ہم تم بہت کچھ سوچتے ہین۔ لیکن جب قسمت بھی تو امیدین پوری ہونے دے۔

آہ! کبھی خواب مین بھی ایسا مقام نہ دیکھا تھا۔ شاید ہماری قضا ہمین کھینچکر یہان لائی ہے۔ ہماری قبرین اس مقام پر ہونگی۔

محمد۔ مہرالنسا! تمھاری باتون سے کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ جو کچھ نصیب مین تھا دیکھا اور جو کچھ باقی ہے دیکھین گے اب رنج فضول ہے۔ ثابت قدم رہو۔ اگر تمنے

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کسی ارادہ کا خیال کیا تو پھر مجھسے کچھ نہ ہو سکیگا - اور مین جان دیدونگا - اچھا آؤ گلے مل لیں - نہین معلوم کیا ہونا ہے -

آہ! دیکھیے وہ اسطرح ایک دوسرے کو رخصت کر رہے ہین جیسے عالم احتضار کا مریض اپنے عزیزون کو وداع کرنے والی نگاہ سے دیکھتا ہے گلے تو ملے - مہرالنسا کی یہ کیفیت تھی کہ گویا ایک سرو کا درخت زلزلہ سے کانپ رہا ہے - اُسکے عالم فریب چہرے پہ مُردنی چھائی ہے اور جادو بھری ہوئی نگاہون مین آنسو اسقدر بھرے ہین کہ محمد کی صورت بھی نہین دیکھ سکتی تھوڑی دیر مین اُسکے حواس جاتے رہے اور وہ بیہوش ہو گئی - محمد کو ایک لمحہ بھی ٹھہرنے کی مہلت نہ تھی اُسنے مہرالنسا کے سر و رخسار پر بوسہ دیا جو اشک آلود ہو رہے تھے اور باہر آکر گھوڑے پر سوار ہو گیا - اسکے دونون رفیق ساتھ تھے -

اراکان پہونچکر اسنے شب کا کھانا کھایا - اور سو رہا - لیکن اسکی نیند بھی بالکل پریشان خیالی کی نیند تھی - اسکے پیش نظر وہی صورت تھی - جسے یہ بیہوش چھوڑ کر آیا تھا - یہ وہی یاس کی باتین سُن رہا تھا - یکایک اُسنے عالم خواب مین دیکھا کہ ایک بہت بڑی فوج آگئی اور اُسنے شجاع کے خیمے کو گھیر لیا - اسکی آنکھ گھبراہٹ مین کھل گئی اور اسنے دیکھا کہ اب مرغ سحر کی آوازین کان مین آرہی ہین - اِسنے بڑے خضوع و خشوع سے نماز سحر ادا کی اور غیاث کو خبر کے لیے بھیجا - تھوڑی دیر کے بعد یہ مستعد ہو گیا اور گھوڑے پر سوار ہونا چاہتا تھا کہ معززین شہر نے اسکا استقبال کیا اور اُسے اپنے ساتھ دربار مین لے گئے - اُسنے وہ خط دیا - شکر ہے اُسنے بڑی کشادہ پیشانی سے مدد منظور کی اور دوستی کا وعدہ کیا اور محمد کو مع تحفہ جات کے رخصت کیا -

کوئی اسوقت محمد سے پوچھے کہ اسکو کیسی خوشی ہوئی ہوگی - کیا وہ یہ نہ خیال کرتا ہوگا - کہ اُسے ایک امن کی جگہہ ملی ہے اور جہان شجاع مہرالنسا کے ساتھ اُسکا عقد کر دیگا - یہان اسکی زندگی کے دن بڑی بیفکری اور

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

عیش سے بسر ہونگے۔

جواب پاتے ہی یہ گھوڑے پر سوار ہوا اور جتنی مدت مین وہ اراکان آیا تھا اُس سے بھی بہت جلد وہ ٹپیرہ پہونچ گیا یہان آکر اُسنے سُنا کہ میر جملہ کا ایک دستہ ڈھاکہ سے گرفتاری کے لیے چل چکا ہے کہ اسنے راجہ کا خط دیا اور یہ سب اراکان روانہ ہوے۔

اٹھارھوان باب (۱۸)

بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیداست

دکھدیا اُس کافر سے کہ اولاد تیمور پہ یہ داغ نہین لگایا جا سکتا کہ کافر کو بیٹی دیجائے۔

شجاع کو کچھ دن یہان بھی گذر گئے۔ امن کی حالت سے اپنے مصاحبون سے اُسنے محمد کی بیقراری سُنی پیاری بیگم صاحبہ نے بھی عقد کر دینے پہ اصرار کیا سامان عقد مہیا کیا گیا۔ مصاحبون کو بوشاکین تقسیم ہوئین۔ ہر شخص اس عقد کو جو محمد اور مہر النساء مین ہونیوالا ہے خوشی کی نگاہ سے دیکھتا تھا کیونکہ خود ایک دوسرے کی خواہش سے ہو رہا ہے اور دونون حد بلوغ کو پہونچ گئے ہین دوسرے لوگ اسلیے اور بھی خوش ہین ایک تو دونون حسین ہین جوڑا بہت مناسب ہے محمد کی محبت کی خبر اب سب کو مل گئی ہے اور یہین اسلیے پسند ہے کہ جیسی عموماً ہندوستان مین رسم ہے کہ ازدواج زیادہ تر بزرگون کے جبر سے ہوتا ہے۔ وہ نہین ہونے پایا اور اکثر اوقات تو یہ ہوتا ہے کہ دونون ابھی عقد کے پُرمعنی اور بلیغ لفظ کو سمجھنے بھی نہین پاتے کہ پھنسا دیے جاتے ہین اور جب وہ اس حد کو پہونچ جاتے ہین تو سوچکر افسوس کرتے ہین کہ ہمارے ساتھ کیا گیا گیا۔ اگر وہ انکی مرضی کے خلاف ہوا تو یہ عقد جو خوشی کے لیے کیا گیا تھا موت سے بھی بدتر ہوا اور آپسمین ایسے برتاؤ ہوے جس سے دونون کی زندگی نامبارک ہو گئی۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ہم اُن بزرگوں کی طرف خطاب کرتے ہین جو اپنے پارۂ جگر کی اس دُنیاوی رسم کے ادا کرنے کو اپنا فرض سمجھتے ہین کہ وہ ہرگز محض اپنی ہی مرضی پہ زور نہ دین اور اس بات کی کوشش نہ کرین کہ یہ رسم کم سنی مین ادا ہو جائے بلکہ حد بلوغ سے آگے دو ایک برس بڑھ جائین تو مناسب ہے اور اُسکے بعد اُس لڑکے سے بھی صلاح لیجائے جسے یہ وسیلہ فکر دیا جا رہا ہے اور یہ دیکھ لینا چاہیے کہ اُسکے حالات ایسے مناسب ہین کہ یہ رسم زیادہ باعث تکلیف نہ ہو۔

اگر کوئی ہمسے پوچھے کہ یہ رسم ازدواج کیسی ہے تو شاید ہم اسکی تشریح مین بہت سے صفحہ سیاہ کر دین اور یہ دکھلا دین کہ بلا اسکے کسی انسان کو نہ رہنا چاہیے لیکن یہ بھی بلا کہے نہین رہ سکتے کہ اکثر موقع بہت ہی نامناسب بھی ہوتے ہین۔جس سے شادی کا لفظ اس جوڑے کی زندگی کو سیاہ کر دکھلاتا ہے۔اور تمام عمر افسوس مین بسر ہوتی ہے۔

آج ہمارا دوست محمد کسقدر خوش ہے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین۔خوشی کے مارے کسی سے بات نہین کرتا۔ اگر خاصہ کے لیے کہا گیا تو کہدیا کہ بھوک نہین ہے دل مین ارمان وصال بیقراری پیدا کر رہے ہونگے دن کو خوب کوس رہا ہوگا۔شہنائی کی آوازین دل کو ہاتھون بڑھائے دیتی ہونگی۔ دیکھیے آنکھون مین آج کسقدر شوخی ہے لب کسقدر سرخ ہین یہ معلوم نہین ہوتا کہ یہ بہت سی مصیبتین اٹھا کر یہان آیا ہے۔اگر کوئی چہرے کیطرف دیکھے تو فوراً سمجھ جائیگا کہ اسکو زندگی مین کوئی غم ہوا ہی نہین اور یہ کبھی رنجیدہ نہین ہوا۔ دن گذرتا جاتا ہے۔اور اشتیاق کا مجمع ہو رہا ہے۔اُمیدون کی لہرین آرہی ہین اور آج یہ خیال بھی نہین کرتا کہ یاس کا لفظ بھی دنیا مین خلق ہوا ہے۔کبھی یہ بڑے عجز سے اُس قادر مطلق کی درگاہ مین سجدہ کرتا ہے جسنے آج اتنی مدت تک خوش رکھا۔اور کوئی ظاہری سامان نہین معلوم ہوتا کہ موجودہ حالت مین تغیر ہو۔کیونکہ انکا جانی دشمن میر حملہ بہت سے پہاڑ اور دریاؤن کے پار ہے۔شجاع جو کبھی شاہ شجاع کہلاتا تھا۔ آج اُس مین بوے ریاست بھی نہین

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

پائی جاتی وہ بالکل عابد ہوگیا ہے تسبیح اور تہلیل کے سوا کوئی کام نہیں اور وہ بہت ہی خوش ہے کہ اپنی زندگی کے بڑے فرض کو آج ادا کریگا - داماد بھی اولاد تیمور میں سے ہے اور اُسی کی طرح شہنشاہ کا فرزند ہے راجہ نے اُسے ایک نفیس مکان رہنے کو دیا ہے جہان یہ مع اپنے آدمیون کے آرام سے بسر کرتا ہے اور یہ اپنی اس سادی زندگی کو جسمین ملکی امورات کی لگاوٹ تک نہین ہے بادشاہت سے اچھی سمجھتا ہے - اُسنے اپنے مصاحبون سے اب بھائی چارہ کرلیا ہے یہ دیکھکر تعجب ہوتا ہے کہ ایسے شخص نے کیونکر اپنی طبیعت ایسی بنالی اور کیسے وہ اسقدر منکسر المزاج ہوگیا۔

عین عقد کے روز اسکے پاس راجہ کا ایک خط آیا اور یہ پڑھنے لگا۔

مشفق شجاع

مین وہ نہین ہون کہ کسی پر اپنی مہربانی کا بوجھ ڈالون - یا کسی کو اپنا ممنون احسان بناؤن - جو کچھ مین نے آپکے ساتھ کیا وہ آپ بخوبی جانتے ہین - اور یقیناً آپ میرے مشکور ہونگے - خیر مجھے اسکے کہنے کی ضرورت نہین - ضروری بات یہ ہے کہ آپ اپنی دونون لڑکیون کو جنکے حُسن کا شہرہ ہے اور میری توجہ بھی مبذول ہوئی ہے - میرے سپرد کردیجیے - غالباً آپ ضرور میری اس خواہش کو منظور کرینگے کیونکہ اسمین آپکی بہبودی متصور ہے۔

راقم راجہ اراکان

کیا دُنیا مین کوئی ایسا شخص بھی ہے جو یہ نہ سمجھ سکتا ہو کہ شجاع کے دل پر اس تحریر کا کیا اثر ہوا ہوگا کیا وہ راضی ہوگیا کہ اپنی بیٹیاں اراکان کے راجہ کے سپرد کردے - نہین ہرگز نہین - ذرا اُسکا چہرہ تو دیکھیے اسقدر سُرخ ہے اور آنکھون سے ایسے شعلے نکل رہے ہین کہ نگاہ نہین ملائی جاتی - اُسکی تیوریون پر بل ہے اور غصہ سے بدن مین رعشہ پڑگیا ہے۔

اسکی اس حالت نے درباریون پر بہت اثر ڈالا جو اس کے سامنے گردنین جھکائے ادب سے بیٹھے تھے شجاع نے یہ خط زور سے پڑھا تھا کیونکہ اسمین کوئی راز نہ تھا اُن پر اسکا یہ اثر پڑا کہ وہ تلوارین ٹیک کر

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کھڑے ہو گئے - اور ہر شخص دیوانے کی طرح دروازے کے باہر جانے لگا لیکن شجاع نے روکا -

شجاع - بھائیو مجھے اب معلوم ہوا کہ مین بدنصیب یہان امن کے لیے نہین آیا تھا - بلکہ قسمت مجھے یہان اسلیے لائی کہ مجبوری مین میرا دل دُکھائے - اور وہ ذلت نصیب ہو جو میری شکستون سے کہین زیادہ ہو گیا مین اسلیے آیا تھا کہ ایک ذلیل راجہ ایک کافر میری توہین کرے مین تو مرنے کے لیے مستعد ہو گیا تھا کیونکہ اسکے بعد کہین پناہ نہین - اور مین اُس مردود کا جواب بھی اس بے دست و پائی کے عالم مین نہین دیسکتا - ممکن ہے کہ مین اکیلا اُسکے دربار مین جاؤن اور اُسے قتل کر کے خود بھی جان دیدون - اب مجھے ایک لمحہ بھی زندگی شاق ہے - اچھا خدا حافظ تم لوگ چلے جاؤ - بدنصیب شجاع اب مرنے جاتا ہے - اُسے زندگی دوبھر ہے - افسوس قسمت تو نے کیا روز سیاہ دکھایا - آہ! گھر چھوٹا - آوارہ وطن ہوا شکستین کھائین - ذلتین اُٹھائین - انگشت نما ہوا جسے پناہ کی جگہ سمجھا تھا وہ واقعی ایسی ذلت کا مقام تھا جس سے بڑھکر نہین ہو سکتا مین مر کیون نہ گیا - کہ میرا بھائی میرا سر کاٹ لیتا اگر مجھپر کسی کا ہاتھ اُٹھتا تو وہ بھی اولاد تیمور سے ہوتا - وہ کتا نہ ہوتا جو بے خبری کے عالم مین حملہ کرتا - آہ - وہ جو ہماری ہوشیاری سے کانپتا تھا آج میری بیٹی مانگتا ہے - ناموافق زمانے مجھسے خدا کی پناہ - الامان بس مجھکو اب تیرا ساتھ دینا منظور نہین مین بہادری سے جان دیکر تجھسے پیچھا چھوڑاتا ہون -

شجاع کے یہ جملے اسکے خادمون کے لیے مرثیہ سے کم نہ تھے اُن کی نگاہون کے سامنے اُسکے جلال اور شوکت کی تصویر پھر گئی اور موجودہ حالت دیکھکر اشک حسرت بہانے لگے تھوڑی دیر پہلے جو گھر شادی کا گھر تھا - اب ماتم سرا ہو گیا -

شجاع کے حکم سے نامہ بر کے ناک کان کاٹے گئے اور اُسنے بڑے غضب کے عالم سے مخاطب ہو کر کہا - کہدینا اُس کافر سے کہ اولاد تیمور پر یہ داغ نہین لگایا جا سکتا کہ بیٹی کافر کے حوالے کیجائے - جا اور اپنی حالت

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

دکھاکر راجہ کو غصہ مین لا- اور کہدینا کہ شجاع کی تھوڑی سی قوت بھی تیرے مقابلے کے لیے آمادہ ہے - اور خدا نے چاہا تو تجھے تیری بدزبانی کی سزا دیگا-

شجاع کی اس حالت کی خبر محل مین گئی - اور دفعۃً یہ معلوم ہوا کہ گویا سحر کی قوت سے شادی کا گھر خانۂ ماتم بنادیا گیا - شاید کبھی دنیا مین اسقدر جلد ان دونون ایک دوسرے کی ضد واقعات نے ایسا فرق نہ ڈالا ہوگا - کوئی شادی کا گھر اتنا جلد ماتم کا گھر نہ بنگیا ہوگا - ذرا ارمان بھری دُلھن کو تو دیکھیے اُسے تو سکتہ ہوگیا گویا کوئی جان نکال لے گیا - اسکی شہانی چوڑیان ہاتھون مین ہتھکڑیان معلوم ہونے لگین خلخال بیڑی ہوگئی - اور اُسکی شادی کی پوشاک گویا رنڈ سالہ ہوگئی-

محمد اس جانگزا خبر کے سنتے ہی گھبرا کر چچا کے پاس گیا - آج کسی نے کسی کی تعظیم نہ کی بلکہ ایک دوسرے کو دیکھکر رو دیے یہ رونا اسلیے نہین تھا کہ وہ اب مارے جائینگے نہین نہین اُنکے پہلو مین غیور اور بہادر دل تھے - وہ یہ سوچ رہے تھے کہ اب کچھ دیر مین خون مین لوٹتے ہونگے اور نہین معلوم اس جگہ انھین گور و کفن بھی نصیب ہوگا یا نہین - اُنکی عورتین کس ناگوار مصیبت کی متحمل ہونگی ابھی یہ اس حالت مین تھے کہ راجہ کی فوج کی آمد کی خبر ملی اور محمد دلھن سے ملنے کے لیے جلد جلد رخصت ہوا جاتے ہی اتنا تو کہا کہ مہر النسا اب بہشت مین جانے کے لیے تجسے رخصت ہوتے ہین یہ جملہ اُسوقت محمد نے کہا تھا کہ جب عورتین دلھن کو گھیرے ہوے اسطرح رو رہی تھین - جیسے اُنکے بیچ مین جنازہ رکھا ہے - دولھا کو دلھن کے پاس دیکھکر کوئی نہین ہٹا بجائے اسکے کہ اُسپر کوئی چیز نثار کیجائے اور دیکھکر خوشی کے گیت گائے جاتے سب نے درد سے رونا شروع کیا اور محمد کو بھی شرم دامنگیر نہ ہوئی - کہ کسی کے سامنے باتین نہ کرے - پیاری حکیم صاحبہ نامراد داماد کے ایسے حسرت بھرے لفظ سُنکر غش کر گئین - اور مہر النسا کو گود مین لیکر محمد نے کہنا شروع کیا-

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

محمد - مہرالنسا پہلے مجھکو صبر نہ آتا تھا لیکن اس حالت نے پتھر کا دل کر دیا - اب ہماری تمھاری ملاقات قیامت پر رہی بس یہی دو چار لحظہ ہین تم ہمین دیکھ لو ہم تمھین دیکھ لین - اسکے بعد ایک نامعلوم زمانہ ہے جسکی کسی کو خبر نہین معلوم ہماری قبر بھی ہمین آرام دیگی یا نہین - آہ! مین بھولا کسے اُمید ہے کہ قبر بھی نصیب ہوگی - ہماری حسرت ایسی ہے کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے - مہرالنسا اللہ کچھ منھ سے بولو اب خاموشی کا وقت نہین ہے - ہماری عروسی اب ختم ہوگئی دیکھو سچ سچ اب ہم تم سے رخصت ہو رہے ہین - جو کچھ کہنا ہو کہہ لو -

آہ! کسے ہوش ہے کہ محمد کی باتون کا جواب دے - دلھن کے چہرے سے افشان اشک کے ساتھ چھوٹ رہی ہے آہ! زمانے نے کیسی بے اعتنائی کی ہے ابھی کوئی جواب بھی نہ سُنائی دیا تھا کہ ہتھیارون کی جھنکار سُنائی دی اور محمد یہ کہتا ہوا رخصت ہوا کہ فی امان اللہ - اب ہم نہ ملین گے -

مصاحبین آپس مین گلے مل چکے مرنے کی قسم ہوگئی تھی - یہ عجیب طرح کی لڑائی تھی کہ براتی شادی کے کپڑے پہنے ہوے مسلح فوج سے لڑ رہے تھے - یہ مکان کے گرد کھڑے ہوگئے تھے نیام توڑ کر پھینکدی تھی - اور جو آگے بڑھتا تھا اُسے اس غضب کا ہاتھ مارتے تھے کہ وہ سانس تک نہ لیتا تھا اگر رستم ہوتا تو وہ بھی انکی بہادری پر آفرین کرتا - شجاع کے پاس کُل تین سو آدمی ہین اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے سب سے آگے کھڑا ہے اور بعض وقت غصہ مین اسطرح نعرہ کرتا ہے کہ اسکی آواز لڑنے والون کی صداؤن پر غالب آتی ہے اور میدان جنگ مین سناٹا چھا جاتا ہے یہ بہادر اسطرح لڑ رہے ہین کہ کئی مرتبہ راجہ کی فوج نے حملہ کیا اور پسپا ہوگئی - انھون نے ہزارون کو قتل کیا ہے جہان ایک شجاع کا سپاہی مرا پڑا ہے اُسکے گرد دس بارہ کشتے ہین راجہ بڑے تعجب سے ان شیر دل سپاہیون کی لڑائی دیکھ رہا ہے اور دشمنون کے مُنھ سے تعریف کی صدائین بلند ہین - جب دیکھا کہ انکا شکست دینا بہت مشکل ہے تو راجہ کے حکم سے بہت بڑے بڑے پتھر شجاع کی طرف ڈھلکائے گئے جہان یہ مع اپنے خاص رفیقون کے کھڑا تھا پتھرون کے زور مین بیچارے اُلجھ اُلجھ کر گر پڑے اور ایک

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

ایک کو دس دس نے ملکر گرفتار کر لیا۔

اسکے بعد راجہ اپنے ہاتھی سے اُترا اسکے ساتھ ایک شخص تھا اور غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہی کمبخت اختر علی مرزا ہے۔ محل میں داخل ہوتے وقت دونوں نے یہ صدا سُنی۔

محمد تم تو رخصت ہو گئے لیکن مہر النسا بھی بہت جلد آکر تمسے ملتی ہے بلا تمھارے اُسے زندگی شاق ہے وہ دنیا کو اپنا روے سیاہ نہیں دکھانا چاہتی۔

اتنا کہنے پائی تھی کہ راجہ داخل ہوا۔ مہر النسا نے اسکو دیکھتے ہی ماں کی پیٹھ کے پیچھے اپنا مُنھ چھپا لیا اور گھبرا کر کہا۔ اماں یہ کون ہے؟ لیکن بیچاری پیاری بیگم نے جو اُسے دیکھتے ہی اپنے کو بیوہ سمجھنے لگی تھی اپنے کپڑوں میں سے ایک قرولی نکالی اور ہاتھ کی جنبش کے ساتھ ہی شجاع کی ماہ رخسار بی بی اپنے خون میں لوٹنے لگی۔ آہ! اب کسکی باری تھی۔ کس منھ سے کہا جاے کہ کون سی صورت اب خون میں نہائیگی۔ دیکھیے اب وہ خونی حربہ اسپاں حنا آلود پنجوں میں ہے جسکی کلائی میں سہانی چوڑیاں ہیں۔ پلک جھپکنے کی دیر تھی اور وہ چاند سی صورت خون میں نہا گئی۔ بوٹا سے قد کی لاش دو ایک مرتبہ اُٹھی اور گری اور ہر مرتبہ بھول کے ایسے ہونٹھ اسطرح ہلے جیسے محمد کا نام نکل رہا ہے۔ اسکے بعد ٹھنڈی ہو گئی۔ اسکے بعد دوسری لڑکی کی باری تھی وہ بھی اسی طرح راجہ کے قریب پہونچنے تک تمام ہو گئی۔

آہ! اے فلک یہ کیسی پُر غم داستان ہے جو صفحہ تاریخ میں ہمیشہ کے لیے یادگار رہیگی۔ تو نے دہلی کے چاند کسطرح شفق میں چھپا دیے، اور کسقدر جلد کہ ایک ٹھنڈی معانہ ہوا تھا کہ دوسرے نے جان دیدی۔ دیکھیے تو وہ دونوں بھولی لڑکیاں معلوم ہوتا ہے کہ جوانی کی گہری نیند میں سو رہی ہیں۔ مرنے پر بھی مسکراہٹ نہیں گئی۔

ناظرین ابھی یہ خونی ڈراما تمام نہیں ہوا ایک دوسرے ایسے ہی سین کے دیکھنے کے لیے اپنے دل کو مستعد کر لیجیے۔ ملعون راجہ اور اختر یہ واقعہ نہ دیکھ سکا اور گھبرا کر باہر نکل آیا۔ اسنے اب قیدیوں کو بلایا۔ اُنمیں شاہ شجاع

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

محمد۔ شجاع کے دو فرزند اور محمد کے دو مصاحب تھے۔

قیدیون کے ہاتھ پیر باندھے گئے اور ایک کشتی پر بٹھائے گئے جو دریاے اراودی مین تھی کشتی بیچ دریا کی طرف چلی گویا ایک جنازہ جا رہا تھا کنارے سے دیکھنے والون پر عبرت طاری تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ انکا دم فنا ہو جائیگا۔ کشتی کے قیدیون کے چہرے پر بہت ہی اطمینان پایا جاتا تھا وہ سُن چکے تھے کہ عورتون نے اپنی جان دیدی اس پر شجاع کے منھ سے یہ جملہ نکلا۔ عورتو! خدا تمھین بخشے تمنے مجھسے زیادہ اپنی عزت بچانے مین کوشش کی۔

دیکھیے وہ کشتی اب بیچ دریا مین پہونچی دریاے اراودی زور شور سے لہرین لے رہا ہے اُسکی موجین اس بیتابی سے بلند ہو رہی ہین کہ گویا اُن مصیبت کے مارون کو اپنے دامن مین پناہ دینا چاہتی ہین - لہرون کی دہیمی آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت زدہ پردہ نشین عورت آہستہ آہستہ اپنی حالت پر رو رہی ہے - بیچ دھارے مین کشتی کا تختہ توڑ دیا گیا اور یہ سب غرق ہو گئے پانی انکے سر سے اسطرح گذر گیا جسطرح آہستگی سے کوئی بڈھا باپ اپنے نوجوان بیٹے کو مٹی دیتا ہے کہ کہین لاش کو کوئی کنکر زور سے نہ لگے - آہ! دہلی کے پھول کہان ٹھنڈے ہوئے کس جگہ انھین قبرین نصیب ہوئین اور کس حسرت سے مرے۔

مردود اختر ان سب تماشون کو بڑے غور سے دیکھتا رہا یہی وہ کمبخت تھا جسنے راجہ کو شجاع کی اندرونی حالت کی خبر دی تھی اور اسی کی تحریک سے وہ اس ارادے پر مستعد ہوا - آخر مین اُسنے اپنا خنجر نکالا اور یہ کہتے ہوے سینے پر مارا مردود اب تجھے بھی زندگی خاک ہے۔

دارا گرفتار ہوا اور کفر کے فتوے کے بعد قتل کیا گیا۔ مراد کو گوالیار قلعے مین سانپ سے کٹوا دیا۔ شجاع کی یہ حالت ہوئی اور اورنگزیب ہندوستان کی قسمت کا بادشاہ ہے۔

پیارے ناظرین ایک اور تاریخی جملہ سُن لیجیے جسوقت دہلی مین شاہجہان

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE

Digitized by eGangotri and Sarayu Trust.

کو یہ خبر ملی اُسنے کہا اُس مردود نے شجاع کے ایک لڑکے کو بھی نہ چھوڑا کہ باپ دادا کا بدلہ لیتا۔

ناظرین خود سمجھ گئے ہونگے کہ بڈھے باپ کے اس جملہ مین کسقدر درد کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔

پیارے ناظرین اب ہم اس پُرغم داستان کے بعد آپ سے رخصت ہوتے ہین اگر آپ ہماری ناچیز تحریر کو ملاحظہ فرمائینگے تو معلوم ہوگا کہ اس خوفناک واقعہ کا عوض ہوا بھی یا نہین۔ اور اگر پورا عوض نہین ہوا تو آنسو تو ضرور پُچھ گئے۔

اچھا رخصت۔

CC-0. In Public Domain. Funding by IKS-MoE